اطلبوا العلم ولو كان بالصين

فسانهٔ معقول

مشتمل بر فوائد تحصیل علوم و نتائج اکتساب فنون

بنام نامی

جناب معلی القاب خطاب فلک قباب عظمت نصاب گردون حشم

انجم خدم امیر کبیر رابرٹ مانزل لارڈ وارسن وناٹ حی

سی ایس آئی و کے سی بی

مصنفهٔ رئیس عالی همم جناب سید غلام حیدر خان صاحب بهادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کھیری

در مطبع منشی نولکشور بمقام لکھنؤ طبع شد

فہرست کتاب فسانۂ معقول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبارۃ ملیح فی اعلام اسم المدیح
وبیان وجہ التالیف وغایت التصنیف

نظارگیان فضای روزگار و سرو خرامان گلشن اخبار و آثار پر ہویدا و آشکارا
ہے کہ نخلبند ریاض کن فکان اور چمن پیرای حدیقۂ جہان صانع یگانہ ہے
اور اوسکے صنع قدرت کا عجب کارخانہ ہے کبھی کسی بستان پر خزان کو
صحراے ویران بناتا ہے کبھی دشت آتشین سے جلوۂ گلستان دکھلاتا ہے
مصداق اسکا ہمارا وطن ہندوستان ہے کہ کسی زمانہ مین فنون گوناگون
سے کیفیت اوسکی رشک صد گلزار اور گلہاے رنگارنگ علم و ہنر سے طرفہ بہار تھی
یا وہی گلشن کمال بے آب اور ریاض فنون یک قلم تباہ و خراب ہوا ہر طرف
سموم جہالت وزان تھی اور گلستان علوم مین یکسر خزان تھی مگر بہ
صد شکر اوسکا سحاب لطف پھر برسر کرم آیا اور نسیم افضال ایزدی نے
ہر گیاہ پژمردہ کو کھلایا دفعتہ بہار خورمی کا دور آیا اور سرسبزی نخل تمنا کا طرہ

ہواے چمن چمن یہ نسیم سحر بکار اٹھی خزان کا کوچ ہوا بلبلون بہار آئی
یعنی نسیم معدلت سرکار ابد قرار سے از سر نو چمن علم و کمال
سرسبز و شاداب ہوا اور انہار دولت برطانیہ سے گلشن ہندوستان
سیراب ہوا اور سرکار معدلت آثار نے گل گلزار وجہ برتری و شگوفہ شاخسار
سروری یاسمن حدیقہ عدالت و ریحان ریاض جلالت سرو جویبار اقبال
شمشاد کنار اجلال یعنی مسٹر ہنری اسٹوارٹ ریڈ صاحب بہادر
سول سرونٹ کو اوس گلستان نوبہار کا باغبان بنایا اور اوس
عالیجناب نے اپنے کارکنان فہم و فراست سے وہ کام لیا کہ اوس ادبی
جہل کو ارم علم کیا پہر تو ہر طرف سے نسیم کمال آنے لگی اور روز بروز
دولت عقل و خرد ترقی پانے لگی چنانچہ اوس باد شمال عنایت کے
جہونکون نے مجہے بہی ہوشیار اور خواب جہل سے بیدار کیا جس وقت مین
سنبہل کر بیٹہا طرفہ ماجرا دیکہا کہ نہ وہ دشت ہے نہ صحرا ہے ہر طرف نسرین
و نسترن کہلا ہے کوچہ و بازار رشک صفحہ گلزار ہے ہر طرف گلہاے فنون کا
انبار ہے الغرض مین اپنے مقام سے اوٹہا اور اوس باغ کی روشون کی
سیر کرتا ہوا چلا ہر فن مین ایجاد تازگی نظر آئی مگر جب سیر کتب قصص کی
نوبت آئی تو یہہ تماشا دیکہا کہ جو عندلیب ہے قصہ خوان ہے مثنوی
گلزار نسیم اور افسانۂ گل و صنوبر بلبلون کی ورد زبان ہے سوسن بزبان
حال قصہ گل بکاولی پڑہ رہا ہے درختون نے صفحہ اوراق
چہار گلزار لکہ ہے کتاب شگوفۂ محبت نرگس کے روبرو ہے ہر طرف

حسن و عشق کے سوا نہ کوئی کلام ہے نہ گفتگو ہے غرض ہر شاخ بیت قصص عشقیہ کی شگوفہ کاری دیکھی اور سوا اونہیں قصص کے کوئی ڈالی ثمر تازہ سے مثمر نہ پائی تب تو گھبرایا او لٹے پانون اوس گلزار ہمیشہ بہار سے یہہ سوچتا ہوا پھرا کہ ان مضامین فتنہ انگیز اور مطالب عشق خیز کا دیکھنا اور سننا بچون اور عورتون ہی کے لیے سوجب نقصان نہین ہے بلکہ بڑہون اور جوانون کے واسطے بھی باعث ضرر وزیان ہے ۔ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ۔ بسا کین دولت از گفتار خیزد ۔ لاجرم ذہن رسا مین آیا کہ مین کوئی ایسا گل تازہ اپنے شاخ فکر مین کھلاؤن اور وہ گلدستہ تصنیف بناؤن کہ جسکے سونگھنے سے علیلان جہالت کو شفا ہوا اور خوشبو اوسکی مریضان سفاہت کی دوا ہو بس گیاہ قلم سے شگوفہ ہا سے مضامین کا ایسا ایک گلدستہ بنایا کہ جسپر عندلیبان چمن روزگار کو والہ و شیدا پایا و مشام زن و مرد نے اوسکے نکہت سے موافق اپنے اپنے شوق طبیعت کے مزا اوٹھایا اور ایک زبان ہوکر فرمایا کہ اگر اسے لڑکے پڑہینگے تو قصص کے ضمن مین پند و نصایح پڑہکر نہ گھبراینگے اور جوان و بوڑہے بھی داستان کے بیچ بیچ مین مضامین مفید پاکر اولاد کے تعلیم و تربیت مین دل لگاوینگے اور عورتین اگر نظر سرسری سے سیر کرینگی تو فسانہ کا لطف اوٹھاینگی اور اگر غور و فکر سے ہر مضمون پر نظر کرینگی

تو اپنی اور اپنے بچون کی تہذیب و تربیت کی فکر کرینگی الغرض جبکہ
مین نے چھوٹے بڑونکے مزاج کے موافق پایا اور انہبامی جنس سے
بالاتفاق پسند فرمایا تب بنام نامی جناب معلی القاب تصفت مآب
فلک قباب معدلت انتساب گردون حشم انجم خدم ناہید علم آفتاب
چہرہ صاحب رائے و تدبیر محافظ ہندوستان جنت نظیر موسس
اساس مملکت خاقانیہ منتظم نظام دولت برطانیہ امیر کبیر
رایٹ آنریبل لارڈ لارنس بیرونٹ جی سی ایس آئی
و کے سی بی مزین کیا اور عنوان کتاب کو اونکے نام نامی سے
زینت و شرف دیا اب ارباب مذاق اور صاحبان اخلاق کی خدمتمین
التماس یہہ ہے کہ لفاظی اور نثاری کو مین نے عمداً ترک کیا ہے
اور الفاظ مشکلہ اور مغلقہ سے حتی الوسع احتراز کیا ہے اور
بمصداق کلموا الناس علی قدر عقولہم مبتدیون اور عورتون کی
سمجہہ کے لائق لکہا ہے لہذا ملتمس ہون کہ فقط مضامین اور
مطالب پر نظر رہے اور اگر کوئی سہو و خطا جو خاصہ بشری ہے
یا کوئی لفظ خلاف محاورہ رہ جائے تو وہی محمول بر سہو قلم ناسخ فرمادین اور
فقیر کو ہدف سہام طنز و اعتراض نہ بنا دین کسواسطے کہ حال میری پشت
بال و ضیق مجال اور قلت فرصت کا اکثر اصحاب نیک سیرت پر ظاہر و روشن ہے

السید غلام حیدر ابن المرحوم
سید محمد خان بہادر نقوی البابیسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی حکت رواۃ الروایات حکایات قدرتہ وجلالہ فی السموٰت والارضین والصلوٰۃ علی نبینا محمد سید المرسلین وخاتم النبیین والسلام علی ائمۃ المعصومین وعترتہم الطیبین وال النبی واصحابہ اجمعین اما بعد فھذا کتاب عجیب وتالیف غریب قد جمعت فیہ من القصص والاخبار التی یعتبر منہ ذوی الابصار ویحرصون الذکور والاناث الی تعلیم الاولاد وتربیۃ الاعتقاد مع تشتت البال وضیق المجال ازید واکثر عن اقتناء الحریۃ لہم والمال فانہ شیٔ لایبقی ویزال والعلم مصباح یتبلج وبین الانام مدی اللیالی والایام فی ای حرم یشاء یساوی فیہ الرجال والنساء واللہ الموفق والیہ المرجع والمآب وبوبتہ علی اثنی عشر ابواب ـــــ ۵۵ھ

باب اول

آغاز قصہ

ناقلان اخبار و آثار و حاکیان شیرین مقال و صدق گفتار نے اسطرح
لکھا ہے کہ ممالک عجم مین ایک شہر تھا خوش سواد چارون طرف سے
آباد ہر دلپس و نئے نئے تحبیس کے وہان انسان سبکی نرالی آن بان
قابل و فاضل عامل و کامل ذی ہمت صاحب اخلاق جہان نواز مسکین
فرو غریب پروری مین شہرۂ آفاق ہزارون امیر بستے تھے صدہا تاجر
اور بڑے بڑے سوداگر وہان رہتے تھے اون مین ایک سوداگر
تھا نہایت مالدار اور ذی قدر و باعتبار ہزارون قسم کا بیوپار کرتا
نئے نئے ڈھنگ کے کاروبار رکھتا نام اوس تاجر کا خواجہ بختیار
مشہور شہر و دیار تھا کہنے کو سوداگر پر حقیقت مین امیر مالدار تھا
سوداگری کے بھیس مین حکومت عالمگیری کرتا اور تجارت کے
لباس مین فر جہانگیری رکھتا تھا سخاوت اور ہمت سے
اوسکے آثار امارت آشکار سامان شاہانہ سب اوسکے یہان تیار
غلام خلخی و ختائی ماہ پیکر خورشید منظر خوبصورت زرین کمر کہ جنکی تعریف
مین زبان بیان قاصر خدمت مین دست بستہ حاضر لونڈیان پری تمثال
زہرہ تمثال شوخ و بیباک چست و چالاک زر و زیور سے آراستہ
حلیۂ تمیز و ادب سے پیراستہ زرنگ و ہوشیار جابجا مصروف کار
مکانات عالیشان رفعت مین چہارم آسمان باغ و بوستان روکش
روضۂ رضوان گھوڑے شبدیز طویلہ طویلہ ہاتھی سربلند حلقہ حلقہ تمام

بندروں اور جزیروں میں اوسکا کاروبار تجارت جاری ہر جگہہ ہر مقام
میں اوسکے نوکر چاکر باصد دیانت و امانت مصروف کارگزاری تحائف
روم و فرنگ نفائس بدخشان و چین اشیاء ختا و ختن ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے اوسکے
کارخانہ میں خرمن خرمن غرض یہ سب خدا کا دیا بہر حال عنایت ایزد کبریا
تھی لیکن نخل تمنا اوسکا ثمر اولاد سے بے برگ و بار غم لاولدی سے سینہ
فگار رہتا شب بھر اسی غم میں روتا تھا صبح کو آنسوؤں سے موںہہ دہوتا
ہر وقت مضطر و حیران تخیلات باطلہ سے عالم خفقان جیوں جیوں زندگی
کے ایام گذرتے صدہا اوہام اوسکے دل پر ہجوم کرتے رات دن
دعای طلب فرزند میں رہتا رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ
خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ کا ورد رکھتا جب مدت دراز گذری اور کامیاب
ہوا تو اور زیادہ تردد و اضطراب ہوا مگر بعد چند سے فضل پروردگار ہوا
ایک محل میں آثار حمل نمودار ہوا جسوقت کہ خدمتگارنے یہہ مژدہ جانفزا
سنا خالق کے سجدہ کو زمین پر سر رکھا بہت مسرور ہوکر کہا کہ بعد مدت
آرزو میری بر آئی آج میں دو جہان کی دولت پائی نوبت خانے بجنے لگے
لوگ جمع ہو ہوکر مبارکباد دینے لگے عالم سرور دونوں پر طاری
ہوا لنگر خانہ جاری ہوا خیرات عام ہوئی حاجت روائی انام ہوئی
سارے شہر میں منگلاچار کی دہوم دہام مچی جابجا شادی رچی قصہ کوتاہ
ہر جگہہ آٹھوں پہر خوشی تھی لحظہ و ساعت گنی جاتی تھی ہر شخص منتظر
تھا کہ ولادت باسعادت کا انتظار تھا جب خیر سے سنا تو ان

سیر ہوا ایک عالم انعام سے سیر ہوا اشتوائیے کا دستور بسر ور ہمہ فور ہوا
دلونکا خدشہ دور ہوا ہزاروں روپیہ کی نذر نیاز چڑھی بہت سے
فقیروں کو خیرات بٹی اس عیش و عشرت مین دو مہینہ اور گذرے
نوبت وضع حمل آئی چاند سا بیٹا پیدا ہوا بختیار یہہ خبر سنکر پھولا نہ سمایا
شکر خدا کا بجا لایا ہر دکان مین ولادت فرزندی کا اشتہار ہوا تمام
ملازمین کو خلعت زرتار ہوا پنڈت رمال منجمان نیک فال و جفاران
نیکو خصال حاضر ہوے کسی نے زایچہ کھینچا کسی نے قرعہ ڈالا پھر سبھون
نے سوچ بچار کر وایک زبان ہوکر بہرام نام رکھا اور مژدہ طالع
مسعود دیکر کہا کہ یہ صاحب زادہ بدر مثال خجستہ خصال صاحب اقبال
حشمت و اجلال ہوگا و بعیش و عشرت و خورمی و مسرت تا صد و ننی
سال جیے گا فخر امثال و اقران نیک نام و بلند نشان ہوگا شاعرون
نے بڑے بڑے قصیدے تہنیت کے لکھے تاریخون کے مادہ موزون
کرکے پیش کیے برادری نے حسب آئین برادری بکمال تیاری زچہ و بچہ
کو بیہی کپڑے اور طریق مروجہ کے موافق چھٹی کہ ہاں غسلی کرکے بھیجے اونکا
عوض خواجہ بختیار نے مقتضای علو ہمتی اپنی بہت کچھہ دیا ہر ایک کا
نیگ چکایا اسی ہنسی خوشی مین چھہ مہینے گذرے اور کھیر چٹانے کے
دن آگئے اوسدن بھی بہت کچھہ دولت لٹائی اور بڑی دھوم دہام سے
بہرام کو کھیر چٹائی جنکو دنیا باقی رہا تھا او نکو بھی مالا مال کر دیا ایک ایک
کنگال کو اس قدر دیا کہ نہال ہوگیا اندک زمانہ مین دور دور داد و دہش کا

چپ چاپ چھیلا بہرام کی اس روش سے پرورش شروع ہوئی کہ دن رات
ہاتھوں ہاتھ رہتا انّا چھوچھو کھلائی بیشمار متقرر تھیں زر لفتی نہالچوں مین
دبائے پھرتی تھین اور پشمینہ ہای عمدہ سے اوڑہائے رہتی تھین ممکن کیا تھا
کہ ہوا بھی چھو جائے جسدم ذرا رونے لگتا تمام گھر تہہ و بالا ہو جاتا کوئی تھ
انّا کے پیچھے پڑتا کوئی کھلائی کی جان کا گاہک بنتا جب کبھی وہ مچل جاتا محل سرا
سے ڈیوڑھی تک زن و مرد کا میلہ جمع ہو جاتا کوئی تالی بجاتا کوئی
انواع اقسام خوش آہنگ باجو نسی بہلاتا کوئی ناچتا کوئی اور تماشا کرتا
اگر وہ اوسپر بھی ساکت نہوتا تو ایک سراسیمہ طبیب کے بلانیکو جاتا
دوسرا موئی مشکل کُشا کا دونا مانتا تیسرا انجو دہو کر سایہ کا گمان کرکے دوڑدہوپ
کرتا ملاّ سیانون کو بلا لاتا جھاڑ پھونک کراتا کوئی لال پری کی نذر مانتا
عورتین کونڈے و صحنک حضرت بی بی کی مانتین ننگے سر ہو کر بالو نکی
لٹین چھٹکا کر کہتین الٰہی خیر ہو میان کو صبر و قرار ہو تو خواجہ خضر کا بیڑا
چیرتا ونگی کوئی کہتی تھی کہ ای امام ضامن تمکو ضامن دیتی ہون اپنے
لعل کو تمسے لونگی جب خدا خدا کرکے وہ ساکت ہوتا تو کہین سے خیرات
کے لیے تیل ماش کہین سے تصدق کو روپیہ اشرفی آتی کوئی ایفاء
نذر مین مصروف ہوتا غرض یون ہی لیل و نہار بسر ہوتی ہوتی جب وہ
نورِ چشم پدر و آرام جان مادر ہون ہان کرنے لگا اوسوقت کا شادی بیرو
قابل دید تھا نہ لائق شنید جب خیر سے ایک برس کا ہوا اور گھٹنیون چلنے لگا
ہر طرف عورتین محل مین نگہدار پھرتین ہر ہر قدم پر بسم اللہ کہکر خبردار کرتین

جس چیز کا وہ اشارہ کرتا سامنی دہرتین ہر لحظہ و ساعت اوسکی شوخی بڑہاتی
ممکن کیا تھا کہ کوئی خلاف اوسکی مرضی کے کلمہ نکالتی یا کسی کلام سے بازرکہتی
ایکروز اتفاقاً وہ مان کی جان و پدر کا آرام کرتا پڑتا اپنے پاؤن ایک اپنی
سوتیلی مان کے گھر جا نکلا اوس بیچاری نے بھی بڑی خاطر سے لیا اور خاطر خواہ
کھیلونے دیئے انواع و اقسام کے طعام و میوے آگے دھرے مگر اوس نے
کسی کیطرف میل خاطر نکیا اور ہاتھہ بڑہا کر آئینہ اوٹھا لیا اتفاقاً وہ کیا تھا کہ
کوئی روکتا یا اوسکے ہاتھہ سے لیتا یا بالا صرفی اوسکے سہارا یا مدد دیتا
ناگاہ بوجھہ اوس آئینہ کا اوس سے نہ سنبھلا اور فرش پر وہ گر کر چور چور
ہوا تب اوسکے ٹکڑونکو اوٹھانے کے لیے وہ جھکا سوتیلی مان نے دیکھا
کہ اگر اون ٹکڑون کو وہ اوٹھاوے گا تو اوسکے دشمنون کا ہاتھہ کٹ جائیگا
اسواسطے چاہا کہ باز رکھے جلد سے ٹکڑون کو سمیٹ لیا اور اپنی دست نازنین
کے زخمی ہونیکا خیال نکیا لیکن وہ لاڈلا انتہا کو برہم ہوا اور مچلا اگرچہ دست
نازنین اوس مہ جبین کا شیشہ کے ٹکڑون کے جلد اوٹھا لینے سے زخمی ہوگیا
تھا مگر اوسپر نگاہ نکر کے اوس نے لڑکے کو اوٹھا لیا اور بہتیرا چاہا کہ وہ
پہلے پر وہ کاہے کو منانے سے مانتا تھا آواز بلند ہوتی ہی حسب دستور گھر مین
آفت مچ گئی مادر حقیقی بھی دوڑ آئی مصیبت جو اوس نیک بخت بی بی کے
مقدر مین تھی کہین خون اوسکے ہاتہہ کا بچہ کے رخسار پر لگ گیا اور وہ مادر
بہرام کو نظر آیا معاذ اللہ اوس نے کیا کچھہ شور و شر کیا اور اوس قصہ کو کسقدر
بڑہایا مغلانی اصیل ماما لونڈی باندی انّا کھلائی چھوچھو دائی دوا یہ بلنشین خدمت

سب فی ملکر وہ شور وغل مچایا کہ سارا گھر تہ وبالا ہوگیا وہ لڑکا شیر نیز
بھی دہل گیا خواجہ بے تابانہ ننگے پاؤن دوڑا اور گھر مین اوس ہنگامہ
کو پاکر ہر ایک سے گھبرا گھبرا کر پوچھتا کہ خیر ہے خیر ہے اور کچھ جواب
نہ پاتا تھا آخر دیکھا کہ بچہ مان کی گود مین سہما ہوا دبکا ہی اور مان کی آنکھون سے
آنسوؤنکا مسلسل تار جاری ہے حقیقت حال پوچھنے مین جو اصرار کیا تو جوش
رقت کو اور بھی اشتعال ہوا آخر جس نے بیان کیا یہی کہا کہ بچہ کو دشمن نگار
ان صاحبہ نے ڈرا جانا ہے اپنی انگلی کاٹ کر خون لگایا ہے اور خواجہ کو
باور کرایا کہ یہہ ایک قسم کا ٹوٹکا اور جادو ہے اور واسطے ہلاکت بچہ کے
وہ فعل زشت وزبون اختیار کیا ہے یہہ سنتے ہی مزاج خواجہ کا ہاتھہ سے جاتا رہا
اور نشہ محبت فرزند مین نشیب و فراز و مکاری وعیاری وغداری کو زمانہ
سے یکسر نابود سمجھکر اوس نیک بی بی کو جو شب گذشتہ تک انیسہ و جلیسہ بھی
اپنے محل سے نکال کر ایک جھونپڑے مین ڈالدیا وہ بی بی اپنی مقدر پر متحیر تھی
کہ نیکی کرتے یون بدی ملی تو وہ کیا کرے غرض زندان بلا مین وہ مبتلا
رہی و کوئی ذریعہ اوسکے مخلصی کا سوائے اسکے نہ تھا کہ خواجہ کی خفگی
کے دو ایک روز پہلے وہ حاملہ ہوچکی تھی چندروز مین آثار حمل جو اوسکو
محسوس ہوئے تو اوسنے اوسکے اظہار مین بھی اپنی بربادی اور خرابی ہی
کے آثار پائی کیونکہ جانتی تھی کہ اگر مادر بہرام مطلع ہوگی تو خدا جانے کیا کیا
طوفان کھڑے کرے گی اسلیے دم بخود رہی اور اذیت و مصیبت پر متحمل
کرتی رہی ہوتے ہوتے آثار حمل کے نمودار ہوتے تو ایک لونڈی نے

جو خیر خواہ بلا اشتباہ خواجہ اور اوس نیک نہاد کی تھی خواجہ سے
تنہائی مین ذکر کیا اور اوس راز پر آگاہ کیا لیکن بوجہ اسکے کہ ہنوز
غصہ ناحق اوسکے دل مین بھرا ہوا تھا کچھ خیال نکیا یہان تک کہ
لڑکا پیدا ہوا اور خبرداروں نے خواجہ کو اطلاع دی تو بھی باوجود اسقدر
خواہش اولاد کی خوشی نہوئی لیکن البتہ اوس دن اتنا مہربان ہوا
کہ جاکر اوس بی بی کو دیکھا اور فرزند کو خوش جمال پایا اوس دن سے
رفتہ رفتہ غبار جو خاطر پر جما ہوا تھا اوٹھنے لگا اوس لڑکے کا پیدا
ہونا کسی نے کچھ نجانا اسواسطے کہ بوجہ تکدر خاطر وہ سامان جو میلاد
بہرام مین تھا نہوا چھ مہینے مین لڑکا تازہ توانا ہوا اور ہکنی اور اشارہ
سمجھنے لگا تب تو پھر خواجہ کو جوش محبت ہوا اور مکان سابق مین
پھر اوس بیچاری بی بی کو بعد مدت کے جگہ ملی اوسکے بعد جو کچھ
داؤن گھات مادر بہرام نے کین ناگفتہ بہتر ہین غرض چھوٹا بیٹا
محسن کے نام سے مشہور ہوا پونے تین برس بہرام سے چھوٹا تھا
مگر کہین بھی اوس سے قوی اور خوب صورت تھا یہ بھی مادر بہرام کو
شاق ہوتا تھا اور اگر کوئی محسن کی ذرا بھی توصیف کرتا تو ناگوار
ہوتا اس عرصہ مین مادر محسن پھر حاملہ ہوئی اور یہ خبر مادر بہرام نے
سنی وہ نار رشک وحسد مین زندہ جلی اور اپنے دل مین کہنے لگی
کہ وہ ایک ہوتے ہی رہی اور محسن والی دوسرا جنی غرض کہ نالائق
عورتون نے باتفاق کیا اور دائیون اور جفارون اور منجمون کو موافق

کرایا وا ایکروز موقع پاکر خواجہ سے کہلوایا کہ دوبارا حمل جو بادر محسن کو ہی اسکا اثر
خواجہ کے حق مین سخت مضر ہے و اندیشہ بڑا یہ ہے کہ لڑکی پیدا ہوگی اور پیدا
ہوتی ہے آپکی جان کی گاہک بنے گی اور دفعیہ سوا اسکے کچھہ نہین معلوم ہوتا
کہ دو حضور کسی بلاد مین حاملہ بھجوائی جاوے اور ایسے فاصلہ پر وضع حمل ہو کہ
آپکو کبھی صورت اوس لڑکی کی نظر نہ آوے یہ سنتے ہی خواجہ متوحش ہوا اور باوجود
فہم و ذکا مکاروں کے دام مین طول زندگی کی طمع سے ایسا ناحق پھنسا کہ موافق
کہنے بیہودہ گویوں کے کوٹھی دمشق کو جو ملک شام مین فاصلہ دراز پر واقع تھی روانہ
کرنیکا اوس بی بی بیگناہ کے ارادہ مصمم کیا اور بظاہر واسطے دکھانیکے یون
سمجھایا کہ تم چندے براہ خشکی پہلے سے چلکر دمشق مین آرام کرو مین بھی مصر کے
جانب ہوتا ہوا دریا کے ذریعہ سے دمشق کو آتا ہون اور چند آدمیونکے ہمراہ
محسن و بادر محسن کو روانہ کردیا اوسوقت اوس ناپاک بدانجام یعنی بادر بہرام کو
صبر آیا وہ بیچاری گرفتار بلا بعد قطع منازل و طے مراحل دمشق پہونچی اور
اوس عالم غربت مین وہان وضع حمل ہوا اور دختر مستودہ سیر پیدا ہوگی
حسن آرا کے نام پر موسوم و مشہور ہوئی ایک مدت وہان گذری خواجہ نے
کبھی خبر نہ لی اس عرصہ مین محسن کی عمر سات سال کی ہوئی بادر محسن نے
کہ نہایت ہوشیار اور عقلمند تھی محسن کی تعلیم کی فکر کی دمشق کے مدرسہ مین
بھیجدیا وہ بھی ذہین تھا تھوڑے دنمین اچھی طرح پڑھنے لگا جسقدر سمجھہ بھی آئی
لڑکے سینے اوسکے دلمین سمائی کہ وہ قابل و ہر ایک امر مین کامل ہوا اور حسن آرا بھی
اس مدت مین سیانی ہوئی چودہ برسکی عمر مین محسن نے اسقدر پڑھا لکھا کہ تمام شہر دمشق مین

کوئی لڑکا اوسکے برابر نہ تھا اور گیارہ برس کے سن وسال میں حسن آراکا
وہ حال ہوا کہ دور دور سے لوگ اوسکا فضل وکمال دیکھنے کو آتے اور
دستکاریوں اور صناعیوں پر اوسکے فریفتہ ہوتے اٹھارہ برس کی عمر میں
محسن نے فقہ وعلم اخلاق وادب وہیئت وہندسہ وانشا وغیرہ میں ایسا
تبحر پیدا کیا کہ دور دور مشہور ہوگیا اوسکی ماں بھی دیکھ دیکھ مسرور ہوتی
سچ ہے ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ۔ غرضکہ جب محسن نے تحصیل سے فراغت
پائی تو اوس نے اور باتیں جو امرا کو لازم ہیں سیکھنے کی تدبیر بہم پہونچائی
چنانچہ تیر اندازی وصید افگنی گھوڑ سپٹی اور پھکیتی اور نیزہ بازی میں بھی
فائق ہوا اور سب امور میں مورد تحسین خلائق ہوا گماشتہ کوٹھی دمشق نے
خواجہ کو محسن کی لیاقت کی اکثر خبر دی مگر وہ اسی ارادہ میں کہ امروز فردا
میں بلاوے رہا گیا اور وہ بیچارہ دور ہی پڑا کا غم اوٹھاتا تھا یہاں
بہرام کو بتمیار رجان و دلسے پیار کرتا اور اوسکی خوشی وآرام مد نظر رکھتا
عمدہ عمدہ لباس پہناتا اکثر ناچ وتماشا دیکھاتا تھا اسی لاڑ پیار میں بہرام
کی اوقات کٹتی پڑھنے لکھنے کی تاکید ولیر نہ جمتی اوستاد جتیرا اکتے سکتے
اوسکی آوارگی پر سر دھنتی مگر وہ کچھ نہ سنتا نہ کبھی لکھتا نہ پڑھتا کیونکہ
بہرام اوسکی چاہ تھی اور خواجہ کی خاطر سے سبکی زبان پر اوسکی نسبت تحسین
وواہ واہ تھی آخرکار معلم لاچار ہوئی بعد قیل وقال بسیار آپسمین یہ قرار پایا
کہ خواجہ بتمیار کو بتکرار اس ناشدنی کی بات میں ہوشیار کر دینا چاہیے
عاقبت تو بہتر ہمین تو اوسکا مقدر چنانچہ سب ایک زبان ہوکر دربار عام میں

بہرام کو لیکر حاضر ہوئی بیان کیا کہ صاحب زادی کی یہ عمر ہوئی مگر حضرت کو
تعلیم کی کچھ فکر نہ ہوئی اگر چندی اور اسیطرح لیالی و ایام گذرتی ہین تو
کام تمام ہے وقت جاتا رہیگا بجز افسوس کچھ ہاتھ نہ آویگا اور یہ آپپر
ظاہر ہے کہ بدترین مصیبت جہالت ہی جو امیرزادی لکھنے پڑھنے سی عاری
و علم ادب سی خالی ہین کہین اونکا وقار نہین شرفا مین شمار نہین اور صاحب
علم ہر حال مین تونگر و خوش حال ہے اور صاحب جہل کیسا ہی مال و منال
رکھتا ہو کنگال ہے لہذا بنظر خیرخواہی اور نمک حلالی گذارش کیا جاتا ہے
ماننا نہ ماننا حضور کی اختیار ہے ہمکو صرف غرض و معروض سے سروکار ہے
اور اگر اس التماس پر اعتبار نہو خواجہ زادہ موجود ہے کسی امر کا استفسار
ہو اگر جواب باصواب دیوے تو تقصیر معاف ہملوگونکا کہنا خلاف
سمجھا جاوے بہرام اس الزام سے نادم ہوا کچھ بھی کہتے سنتے نہ بن پڑا
رفع خجالت کے لیے زمین دیکھنے لگا خواجہ کا دل بہت جلا لیکن اوسوقت
زور نہ چلا آخر اسی کوفت مین بعد دو برس کے خواجہ اس جہان فانی سے
گذر گیا اور حسرت اور افسوس ساتھ لیگیا تمام شہر مین اس سانحہ ہوش ربا
و واقعہ جان گزا سے تھلکہ پڑا جس جگہہ یہ چرچا ہوا وہان کا ہر متنفس سنکر
کڑہا کسیکے نزدیک مناسب نہ ٹھہرا کہ بہرام خواجہ کا جانشین ہو مگر رواج
ملک سے کچھ نہ بن پڑا آخرش بہرام مالک ہوا کسیطرحکا دباؤ باقی نرہا
اسقدر عیش و عشرت کی جانب مائل ہوا کہ ہر شخص اوسکی ناعاقبت اندیشی
و بوالفضولی کا قایل ہوا غیرونکی بن آئی بے فکرون نے اپنی اپنی اوس کے

دربار مین جہانی کارخانہ جات تجارت برباد ہوئے ملازمان دولت ناشاد ہو
سب کاروبار مین ابتری آگئی تمام معاملات مین برہمی چھاگئی کاروبار کی
مختل دیکھنے والے حیران و ششدر تھے مگر وہ بے پروا نہ کبھی تجارت کی
خبر لیتا نہ لین دین پر نظر کرتا ایک روز دکان کی پیشکار نے لاچار ہوکر بہرام
سی کہا کہ یہ کیا غفلت ہے جواب دیا کہ مجھکو بھی کمال ندامت ہے اور یہ کہنا بھی
میری حماقت کی دلیل ہے مجھکو جب دیکھنے بھالنے کی لیاقت ہی نہین تو
اوسکے گرد اوری کی کون سبیل ہے تمکو سب کاروبار سونپا نیک و بد کا
اختیار دیا رفتہ رفتہ یہ خبر سراپا ملال مصیبت اثر یعنی انتقال پدر محسن نے
دمشق مین سنی ہوش و حواس باختہ ہوا عالت تباہ کی بھائی کی جہالت
اور ابتری کاروبار تجارت سنکر بہت نالہ و آہ کی بعد سوچ و بچار اوس دل فگار نی
بہرام کو خط لکھا بہرام نام و حاتم دوران نکو شیم * ینبوع فضل و بحر سخا
معدن کرم * صد جان من فدای سرت یا دیا اخی * باشی ہزار سال باین
نکہت و حشم * ای برادر نکو شعار اگرچہ یہ غریب الدیار مبتلای آلام و آزار
ملازمت ملازمان عالیمقدار سے ناکام ہے مگر ہمیشہ تمنای قدمبوس مین
سوختہ جان اور خاطر پریشان ہے خداوند زمین و آسمان اور چارہ ساز
بیچارگان تمنای خاطر عبودیت نشان پر فائز کرے اور یہ مقصد دلی فقیر کا
برلاوے یارب این آرزو ہمن چہ خوش ست * تو بدین آرزو مرا برسان *
یان سے اب حال زبون اپنا بیان کرتا ہون سرگذشت اپنی تصریح عیان
کرتا ہون کہ لہو و لعب مین ساری عمر گذاری تحصیل کمال سی غافل اکتساب

علم سے عاطل رہے فضل خدا سے ہر طرحکا اطمینان تھا رنج وتعب کی کوفت کبھی
کاہیکو سہی تھی غم و درد کی کیفیت کب دھیان مین آتی تھی شفقت والدین سے
کوئی مصیبت کاہیکو ہم تک آنے پاتی تھی + کب یہ تھا زعم کہ دل اپنا پریشان ہوگا
خانۂ عیش کبھی کلبۂ احزان ہوگا + راحت اوٹھ جائیگی غم آنکے مہمان ہوگا + یہ
نہ معلوم تھا یون رنج کا سامان ہوگا + جانتے تھے کہ اسیطرح گذر جائیگی + چمن عیش
مین ہرگز نہ خزان آویگی + آرزو نخل محبت مین ثمر پائیگی + یہ نہ سمجھے کہ قضا رنگ
نیا لائیگی + واحسرتا کہ ہمپر یکایک کوہ رنج وبلا لوٹ پڑا بالفعل سنا گیا کہ جناب
والد ماجد نے سفر دار البقا کیا اس سانحہ بلاخیز وہوش ربا و فسانۂ ملال انگیز کی ہیبت
انتہا نے خواب غفلت سے چونکایا افسوس افسوس کہ سایہ پدری سر سے اوٹھ گیا متاع
صبر وسکون لٹ گیا حسرت وحرمان سے مجھ ناتوان کا دل پھٹ گیا اور آسایش
جہان سے دل پریشان ہٹ گیا بلکہ دنیا وکاربار دنیا سے جی اوچٹ گیا غرض رات
دن رونا میرا کام ہے کیا کہون عجب انقلاب روزگار ہے جسطرف دیکھتا ہون
سامان ادبار ہے جن لوگون کو دیکھتا تھا کہ صرف خیرخواہی والد مرحوم سے کام رکھتے
تھے اب وہ ہی درپے آزار اور نقصان کے خواستگار ہین اسطرف کی تجارت مین
بجد سے کمی بلکہ دیوالہ نکلنے کے آثار ہین حضرت کو رنج وغم سے فرصت کہان ہوگی
کہ اس عالم یاس مین کہ نہ مونس نہ مددگار پاس ہے تمام امور جزو وکل پہ
نظر کرین اور ابواب جزئیہ اور مراتب کلیہ کو دیکھین لہذا گذارش ہے کہ آپ
مجھ خستہ وپریشان کو زیر سایۂ بلند پایہ حاضری کی اجازت دیوین اور
اپنے نزدیک بلالین تاکہ شرف سعادت پاکر مقصد دو بہرہ پاؤن [illegible]

ونکی ہی ہووے کام سوار دن تاکہ برسونکی کمائی مفت رایگان نہ جاوے اور
عمر بھر کی بضاعت پر نقصان نہ آوے یہ تیری سمجھ کے آگے ناقص نہین
عبارت ؛ گو ہمسے حرف مطلب لکھنے مین رہگیا ہے ؛ آئیندہ جو عقیدت نہاد
کو ارشاد ہووے بجالاوے جب یہ نامہ خواجہ بہرام کے پاس پہنچا دو روز تک
دل ہی دلمین طرح طرحکی باتین سوچا کیا پھر اپنے مصاحبون سے مضمون خط و
خواہش محسن ظاہر کرکے مشورہ طلب ہوا جسقدر خوشامدی وخودغرض جو
بہرام کے پاس حاضر رہتے تھے وہ بخوبی جانتے تھے کہ محسن اگر یہان آویگا
تو بہرام کو سمجھا بجھا کر اونکی بازار کو سرد کر دیگا اسلیے دبی زبان سے پہلے
ایک بولا کہ محسن آپکو نادان جانکر اپنی لیاقت کا اظہار کرتا ہے دوسرے
نے کہا کہ ایصاحب سوا اسکے وہ چاہتا ہوگا کہ یہان آنے کی بہ لجاجت
پہلے اجازت لے پھر لوگونکو موافق کرکے قیامت برپا کرے تیسرے نے کچھ چپکے
چپکے کہا کہ جن لوگون نے اوسکو دیکھا ہے وہ جانتے ہین بچپن مین آفت کا
پرکالا شرارت سے فتنہ تھا اور اتبو بہت کچھ لکھ پڑھ بھی چکا ہے ہر ایک
نے اسی قسم کی باتین دیر تک کین و بہرام نے اون مکارون وخودغرضون
کے بیان کو سچ جانا اور بلا اعتراض گوش دلسے مخاطب ہوکر سننے لگا تب لو
دنیا بازونکو بہت کچھ کہنے کی جرات ہوئی بے وجہ وبے سبب صرف
ایک خیال پر کہ شاید محسن آکر اونکے دام مین بہرام کو نہ پھنسنے دیوے
محسن بیچارے کی اذیت رسانی پر متفق ہوگئے اور جو کچھ جسمین آیا بے تکلف
اوسکے حالات کو بیان کیا آخر یہ بھی کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کارخانہ دار

کو بھی دمشق اوس سے موافق ہو گیا ہے اور اوس نے اس لالچ سے کہ محسن مالک
ہو کر مراعات کریگا کچھ اور نہ فتنہ کھڑا کیا ہو مثل مشہور ہے کہ دیوانہ را ہوے
بس است بہرام آشفتہ ہوا اور کارپرداز کوٹھی کو رقعہ لکھا معلوم ہوتا ہے کہ
اندنوں محسن سے تمہارا اختصاص بہت بڑھا ہے اور تمنے اوسکو بھکایا ہے
نقد کو نسیہ پر ترجیح دینا اور خیالی پلاؤ پکانا بیفائدہ ہے آیندہ کو علوفہ مقرری
محسن کو ندیا کرو اور محسن کے دام تزویر سے بچو کارخانہ دار اس نوشتہ کو
پڑھ کر پہلے حیرت مین آیا و محسن کی بیقصوری اور بہرام کی ناروا آزردگی
سے متاسف ہوا پھر اپنی نوکری کے واسطے گھبرایا کہ بہرام دیوانہ ہے
جو کچھ اوسکے دلمین آتا ہے کر گذرتا ہے مبادا بیوجہ و بسبب طرفداری
محسن کی اوسکے دلمین راسخ ہوجاوے اور موقوف کردیوے تو مشکل ہوگی
اسواسطے بہتر ہے کہ محسن کو رنج و ایذا پہنچا کر سرخرو رہون افسوس کہ اوس
بدطینت کارخانہ دار نے ایسا ہی کیا اور محسن کا درپے آزار ہوا علوفہ کے
بند کرنے پر اکتفا نکر کے دیگر تکلیف دینے پر اقدام کیا اور جو چاہا بہرام کو
لکھا انجام کو برادر نامہربان نے حکم لکھا کہ محسن کو مع اوسکی مان اور
بھن کے دوسرے مکان مین اوٹھادو کارخانہ دار تو قصاب کے مانند
ضرر رسانی کو آمادہ و تیار ہی بیٹھا تھا محسن سے خواہش بہرام کو ظاہر کیا اور
مکان سے اوٹھا دینے مین کدوکاوش کی اور ذرا بھی مروت روا نرکھی
بلکہ اوس بے رحم نے مال و اموال بھی چھین لیا اور توشہ خانہ بہرام
مین داخل کیا خدا ویسی مصیبت کسیکو پیش نہ لاوے جب بیچارے محسن پر

بوجہ شرارت حواشی بہرام اور خیانت کارخانہ دار دمشق پیش ہوئی
محسن اوس رنج سے اس درجہ کو نحیف وزار ہوا کہ آخر بیمار ہوا اور زندگی کا
بھروسا نہ رہا اب تب ہو رہا تھا اور نہ کوئی خبر گیران و غمگسار رکھتا نہ اوس
بیماری مین مونس و تیماردار مادر مہربان خود مبتلای وسواس و خلجان اور ہمشیر
بھائی اور ماں کے حالات سے دلگیر حیران و ایک تاجر جنسے تعارف تھا کبھی کبھی وہ
آتے تھے اور محسن کو سمجھاتے تھے غرض عرصہ کے بعد وہ بستر علالت سے اوٹھا
اور خوض و فکر مین تھا کہ کسطرح اپنی عمر کو بسر کرے نہ تو یہ ہو سکتا تھا کہ
اوس شہر مین جہان ملک التجار کا وہ فرزند مشہور تھا بے حرمت ہو کر رہے
نہ اسقدر مقدور تھا کہ تجارت کرے بصلاح اوسی مرد مسن تاجر کے جسکے پاس
ایام طالب علمی سے محسن آیا جایا کرتا تھا یہ قرار پایا کہ اپنی والدہ اور بہن کو
اوسی سوداگر کی حفاظت مین چھوڑ کر خود سفر جو بیشتر وسیلہ ظفر کا ہوتا ہے
اختیار کرے محسن کو یہ صلاح نہایت پسند آئی اور اپنی ماں سے مشورہ کیا
ہر چند مفارقت محسن کی اوسے شاق تھی مگر وہ بیچاری کیا کرتی سنگ صبر
اپنے سینہ پر رکھکر اجازت دی بہن نے جسوقت سنا بہت کچھ سر دھنا غرض
اوسی ہفتہ مین متوکل بخدا ہو کر یورپ کی جانب گامزن ہوا نہ خاطر خواہ
زاد راہ نہ کوئی رہبر ہمراہ اور نہ رستہ و سبیل سے آگاہ ملک بیگانہ نہ جائے
مقصود نہ منزل معہود کا ٹھکانا بیکسی اور تنہائی ہمراہ لب پر نالہ و آہ و سینہ
غم جدائی مصیبت پیادہ پائی چلتے چلتے جہان تھک جاتا تھا بیٹھکر یہ شعر
پڑھتا شعر حسرت پہ اوس مسافر بیکس کے روئیے جو تھک گیا ہو بیٹھکے

منزل سے سامنے ہر چند چلنے پھرنے کی عادت رکھتا تھا جفاکشی اور محنت شعاری اوسکا طریقہ تھا لیکن امیرزادہ تھا پیادہ پائی سے پاؤن مین چھالے پڑ گئے کثرت رفتار سے جابجا پاؤن کٹ گئے محسن کبھی کچھہ دیوانہ وار بکتا تھا

ذوق دشت جنون مین خارون سے چھل چھل کے آبلے ٭ کیا پھوٹ پھوٹ رو لے ہین بل بل کے آبلے ٭ کچھہ خون چکان نہ خار سے ہین چھل کے آبلے خود پھوٹ پھوٹ رہتے ہین بل بل کے آبلے ٭ کبھی نامساعدت بخت کا شکوہ کرتا کبھی آنکھہ اوٹھاکر فلک کی طرف دیکھتا و کہتا وہ پیستا ہے کس لیے گردون مجھے حیران ہون ٭ آسیا پھرتی نہین ہے ایک دانہ کے لیے ٭ تھوڑے دنون مین عجب صورت ہوگئی اگر کوئی اوسکو دیکھتا ہرگز نہ پہنچانتا بدن نازونعمت کا پلا ہوا سوکھہ کر کانٹا ہوگیا کپڑے پھٹ گئے بال گرد راہ سے اٹ گئے غرض بعد قطع منازل و طے مراحل چلتے چلتے محسن بصرہ مین پہنچا اور جسقدر ہوسکا دوڑا دھوپا سعی و کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا مگر کسیکو متوجہ حال نپایا شعر کرے ہے کلفت ایام ضائع قدر مردونکی ٭ ہوئی جب تیغ زنگ آلودہ کب جاتی ہے پہچانی ٭ حقیقت مین جب انسان بے حیثیت ہوجاتا ہے تو جوہر قابلیت کا نہین کھلتا اور وہ شخص کسیکی نظر مین نہین جچتا خصوصًا اوس جگہہ کہ جہان کوئی واقف اور صاحب تعارف نہو مردان عاقل سے خودستائی اور تعریف جوہر ذاتی نہین ہوسکتی ہے بلکہ زلیخا جوانی کا عالم پیری مین و بیان اقتدار کا حالت محتاجی مین دلیل سفاہت ہوتی ہے باوجود اوس نارسائی کے محسن بدل نہوتا تھا اور بحکم الیسری مبنی

والاتمام من اللہ تعالے جستجو مین مصروف تھا اور دلکو سمجھاتا تھا ؎
گر طالب صادقی ز نایاب منال پیدا گردد ٭ وین عقدہ کہ بستہ است ہمش
بخیال ہم وا گردد ٭ گر آبلہ افتاد بہ پای طلبت زنہار منالیست ٭ شاید کہ ہمین
بیضہ برآرد پر و بال عنقا گردد

باب دوم

ایک دن صبح کو اوٹھکر ایک سوداگر مشہور کی دکان پر گیا اور بعد بجالانے
سلام کے جا کر بیٹھ گیا اور منتظر رہا کہ شاید مرد اجنبی جانکر وہ تاجر مستفسر ہو
اتفاقاً وہ اپنے کاروبار مین ایسا مستغرق تھا کہ استفسار نکر سکا اور بڑی دیر تک
یہ بیچارہ حالت انتظار مین گرفتار رہا حتی کہ وقت چاشت بھی گذرا اور معلوم ہوا
وہ سوداگر اوٹھ کر چلا جاویگا لیکن جیسی ہی تاجر کو مہلت ملی اوسنے محسن کو
قیافہ سے ذی عزت اور صاحب لیاقت جانا اور میلے و پھٹے کپڑون پر نظر
نکرکے پوچھا کہ آپ کا نزول اجلال کس سمت سے ہوا ہے اور صاحب کی
یہان قدم رنجہ فرمانے کی وجہ کیا ہی محسن نے اس توجہ و سوال کو غنیمت جانا
اور بخیال اسکے ؎ دو چیز تیرہ عقل است دم فرو بستن ٭ بوقت گفتن و
گفتن بوقت خاموشی ٭ اظہار اپنی زاد و بوم کا کرکے بیان کیا کہ بتلاش معاش
اس شہر مین وارد ہوا ہون حیثیت ظاہری تو کچھ نہین رکھتا نہ ایسی عزت ہے
کہ تجارت کرسکون البتہ لاچار ہو کر خواہش اسکی رکھتا ہون کہ کسی سرکار مین
چندے رہون اور اپنی خدمات اور جانفشانی دکھلاؤن تاجر کہ باقر نام
رکھتا تھا وطن کا نام سنتے ہی پہلے مسکرایا بعد اوسکے خواجہ بختیار اور بہرام

یعنی باپ اور بھائی محسن کا نام لیکر پوچھنے لگا کہ آیا تم اونسے واقف ہو
محسن نے عرض کی کہ بندہ پرور خواجہ بختیار مثل آفتاب نصف النہار مشہور
شہر و دیار ہے سوا اسکے کہ طبل و علم نہین رکھتا تھا باقی ہر طرح کا اوسکو
اقتدار تھا بہرام ماں باپ کی روح و جان کا آرام پیشتر ہی سے تھا اور اب تو
وہ صاحبزادہ باپ کا جانشین ہے کمترین خوب واقف ہے عرصہ تک
خواجہ بختیار کا خدمتگزار رہا و فن تجارت وہین سیکھا اور جو کچھ تجربہ حاصل کیا
یا پایا اوسی سرکار سے ملا اور اس فصاحت سے اس تقریر دل پذیر کو ادا کیا
کہ باقر سوداگر انتہا کو مسرور ہوا اور اپنے نوکروں کے زمرہ مین منسلک فرمایا
محسن شکر خدا بجا لایا اور اوسکی نوازش کا شکرگذار ہوا باقر نے اپنے
امورات سے چند روز مین فراغت پائی اور اپنی عزیمت جانب اپنے وطن
شہر فرحت بحر گیر دکے ظاہر کی محسن نے جو اوس چند روز مین اپنی لیاقت کی
نمایش کی اور صلہ خدمات مین بوجہ نوازش کثیر باقر کے آسایش اوٹھائی تھی
بکمال خوشی اوسکے ساتھ جانے پر راضی ہوا اور جہاز پر سوار ہوکر ملک
مصر کی طرف روانہ ہوا اور خلیج فارس کو طے کرکے خلیج ارمس مین پہونچا
تو محسن نے باقر کو مشورہ دیا کہ مسقط مین متوقف ہوکر اشیاء فارس
و پارچہ سوتی کو خرید کرے کہ وہ غالباً ملک مصر مین زیادہ قیمت کو بکے گا
اور منافع کثیر اوس سے ملیگا باقر نے مشورہ محسن پر عمل کیا اور زیادہ
اسپر خوش ہوا کہ وہ حالات تجارت ہر بلاد پر بخوبی مطلع ہے چنانچہ بندر مسقط
مین بخیریت پہونچکر لنگر انداز ہوا اور بعرق ریزی تمام محسن نے بیشتر اون

اشیا کو جنکی نسبت مصر لیجانے کا ارادہ تھا اوسی قدر منافع پر جسکا ملنا
ملک مصر کے پہونچنے پر متخیل تھا فروخت کیا اور سوا باریک کپڑون کے جو
ہندوستان سے وہان پہونچتے تھے اور اشیای فارس و نمکین مچھلیان بھی
خریدکین بعد اوسکے باقر کو ترغیب دی کہ امام مسقط سے جو جزائر مختلف پر
حکومت رکھتا ہے ملاقات کرے اور چند روز کے توقف کو بیجا ولا حاصل جانکر
کچھ ایسا بندوبست کرے کہ محصول مال تجارت مین آیندہ کو خفت ہو گو کہ
یہ امر آسان نہ تھا اور باقر کے خیال مین بہت ہی دشوار تھا مگر محسن نے
بکمال عرق ریزی اور وسائل معقول سے سامان ملاقات امام مسقط
بہم پہونچایا اور اپنے آقا کی ملاقات اس اسلوب سے ٹھہرائی کہ مقاصد
مضمرہ کے سوای التفات خاص امام کی بحال باقر ہوئی اور نیز محسن کی روشناسی
امام نے اپنی بڑی مسرت ظاہر کی غرض بعد چندی پھر جہاز پر سوار ہو کر بحر
عرب کو طے کیا اور بحر احمر سے بدون پیش ہونے کسی امر مکروہ کے داخل ملک
مصر ہو کر بندر سوئیز مین لنگر کیا اس عرصہ مین سفر دریا مین جو کچھ محنت
اور سلیقہ شعاریان محسن نے کین اونہون نے تمام تر باقر کو اوسکا فریفتہ
کر دیا اور وہ اسقدر معتبر اور صاحب رای صائب اوسکو سمجھنے لگا کہ بیشتر
معاملات مین اپنے سے اچھا کہتا اور اپنے تجربہ اور درازی سن پر اوسکی
نوجوانی کی فہم و ذکا کو ترجیح دیتا تھا چنانچہ بندر سوئیز مین بھی زیادہ تر انہاں
حسن شعار اور سلیقہ کار کا محسن کو موقع ملا حتی کہ باقر نے معاملات تجارت
مین اوسکو ایسا ہوشیار سمجھا کہ ہر امر کو اوسکی رای پر منحصر کر دیا و مانند فرزند کے

اوسپر شفقت کرنے لگا پھر سویز سے دریاے نیل کے ذریعہ سے کیرو مین
باقر داخل ہوا اعزا واقربا ورود مسعود باقر سے نہایت خوش ہوے
اور وطن مین جو عرصہ کے بعد باقر پہونچا تھا اسلیے اگرچہ حوائج خانگی سے کاروبار تجارت
مین مشغول ہونے کا اوسکو موقع نملا تو بھی محسن نے فکر وغوص سے بلا تردد
اپنے آقا کے ایسا کچھ بندوبست کیا کہ بہت سا نفع اوسے ملا اہل شہر نے
جو باقر کو انتہا درجہ کو محسن کے خاطر کرتے دیکھا تو ہر شخص اوسکی ملاقات کا
شائق ہوا اور تھوڑے ہی دنون مین محسن کی لیاقت کا چرچا مشہور ہوگیا
اس عرصہ مین کہ محسن کو تاریخ روانگی دمشق سے ایک سال کامل گذر چکا
تھا اور خیر وعافیت والدہ وہمشیرہ پر وہ مطلق اطلاع نرکھتا تھا لہذا ہمیشہ
متردد ومتفکر رہتا تھا وخاص کر اس وجہ سے زیادہ تر خلجان پیرامون خاطر
تھا کہ بکرر خطوط لکھنے پر بھی دمشق سے جواب نہ آیا تھا لاچار لیالی وایام
اسی رنج وآلام مین بسر کرتا اور کچھ کہہ نہ سکتا کہ ایک روز باقر نے محسن سے
کہا کہ مین بوجہ کبرسنی سردست ہل نہین سکتا اور سفر دریا اپنے لیے مضر
جانتا ہون اور کسی دوسرے کو سواے تمہارے بہتر نہین پاتا کہ اوسپر بھروسا
کرون بہتر ہوتا کہ تم تنہا تکلیف سفر گوارا کرتے اور کوٹھی ہاے واقع غازہ
وجافہ وبیت المقدس ودمشق وحلب وموصل وبصرہ کا جائزہ لیتے محسن تو
بدل مشتاق ہی تھا کہ باقر کسیطرح ملک شام کا سفر کرے بمجرد استماع
اس مژدۂ فرحت افزا کے ملتمس ہوا کہ گو مین سفر شام سے انتہا کو
خوش ہون الا اپنے اوپر ایسا بھروسا نہین کرتا کہ ایسے امور اہم کو آپکے خاطرخواہ

انصرام کرسکون باقرنے حسب موقع کلام کیا اور اوسکے حسن رویہ سے اپنا
مزید اطمینان ظاہر کرکے تسلی دی چنانچہ محسن نے بسر وچشم منظور کیا اور مہیائے
سفر ہوکر روانہ ہوا بعد تھوڑے سفر خشکی کی کشتی پر سوار ہوکر بحر احمر سے
پار ہوا و غازہ مین جا پہونچا اگرچہ وہان دوکان مختصر تھی تو بھی بوجہ خیانت
ایک گماشتہ یہودی کے کاروبار وہان کا ابتر تھا بعد موشگافی و انکشاف مزید
محسن پر کھل گیا کہ باقر کا روپیہ اوسنے اپنے ذاتی تجارت مین لگا یا ہی اور اوسوجہ سے
خاطر خواہ امور مفوضہ پر جیسا چاہیے توجہ نہین کرتا چنانچہ مواخذہ کافی کرکے
سکا سی روپیہ کی کی اور دوسرے گماشتہ کو جو اوسکا زیر دست تھا منصوب
کرکے کیفیت واقعی باقر کو لکھی اور خود جافا کو گیا اور وہان بھی کچھ ایسا ہی
اتفاق ہوا اور ایسی غبن نکالی کہ جو باقر سے ممکن نہ تھی پھر بیت المقدس مین
پہونچا وہان کا کاروبار اون دونون مقامون سے زیادہ تھا اسلیے تردد
بیشتر از پیشتر کرنا پڑا اور ایسا کار نمایان کیا کہ تمامی تجار نے محسن کو بہت
کچھ سراہا پھر وہانسے باشتیاق تمام وخواہش بالا کلام قدمبوسی بادر گرامی
کے لیے دمشق کو منازل پیما ہوا افسوس کہ جسوقت بیچارہ دمشق مین
پہونچا پہلے تو اسیر مطلع ہوا کہ وہ مرد پیر و تاجر جلیل جو برادر خواہر محسن کا
کفیل تھا عرصہ قلیل گذرا کہ جہان فانی سے عالم جاودانی کو سدھارا
باستماع اس خبر کدورت اثر کے صبر نکرسکا و دیوانہ وار سوداگر مذکور کے یہان
گیا اور وہان وہ حادثہ سنا کہ خدا کسیکو نہ سناوے کشت امید یکبارگی خشک
ہوگئی محسن کو معلوم ہوا کہ پانچ مہینے ہوئے کہ اوس بیچارے کی مان نے بھی

نی سے منہ موڑا اور بہن محسن کی بھی وہان نہین ہی آہ آہ
م یہ کوہ رنج وغم بیچارے کے سر پر ٹوٹا دامن صبر ہاتھہ سے چھوٹا
دریاے حسرت والم مین ڈوب گیا دل مین آہ لب پر نالہ جانکاہ سینہ پر
درد چہرہ زرد آنکھون مین سارا جہان سیاہ حال تباہ ہوگیا کپڑے
دست الم سے چاک سر آلودہ خس وخاشاک غرض اس مصیبت مین
کئی ہفتے دروازہ بند کیے پڑا رہا آخر بجز صبر کوئی چارہ ہاتھ نہ آیا بعد
سکون وقرار ہرچند محسن نے اپنی پیاری بہن کی تلاش مین سر دھنا
مگر سوا اسکے کچھہ معلوم نہوا کہ اوسکی روانگی کے چار مہینے بعد اوس
تاجر نیک نہاد خوش شعار نے جو اپنی بیٹی سے سوا حسن آرا کو چاہتا اور پیار
کرتا تھا ایک عجمی سوداگر سے جو ہوشیار اور سلیقہ شعار تھا موافق صلاح
اوسکی والدہ کے بیاہ دیا وہ اوسکے نکاح کے تیسرے مہینے مادر ناکام لگی
بیمار ہوکر سفر آخرت کیا وہنوز اوس کا ماتم تازہ تھا کہ وہ تاجر نیکنام بھی
چل بسا یہ مصائب جو پے درپے واقع ہوئے تو ظہیر شوہر حسن آرا جسقدر
بے یار ومددگار رہ گیا وکسیکا سہارا یہان پردیس مین اوسکو نرہا اوس سے
زیادہ حسن آرا کو وحشت نے گھیرا آخرش دونون نے دمشق کو چھوڑا اور
اپنے وطن کا رستہ لیا لیکن یہ نہ کھلا اور اسکا پتا نہ چلا کہ ظہیر خاص
اصفہان کو گیا یا کہین اور بلاد ایران مین کسی شہر کو روانہ ہوا اور وہ گمگشتہ
برادر نامہربان محسن بھی نملا نہ بہرام ہی کا ٹھیک ٹھیک حال سنا کہ
کہان کو گیا اور کیون کاروبار تجارت بہرام کا وہان سے اوٹھہ گیا لاچار

پہونچنا تباہ ہوکر بغداد و شام مین لٹنا اور اسیر محسن کا دشت

محسن نے اپنے آقا کی کوٹھی کے کاروبار کو دیکھا بھالا و حساب کو
جانچنا شروع کیا عرصہ سے خواجہ باقر دمشق کو نہ گیا تھا اسلیے مدتون کا
حساب گندلا تھا ہرچند محسن کو دمشق مین رہنا ناگوار تھا پر نہ رہے چارہ بھی
نہ تھا غرض بیچارے نے پانچ مہینے رہکر حساب صاف کیا اور کل روداد
لکھکر گیرو کو روانہ کی و خود جانب حلب روانہ ہوا بعد صعوبت بسیار و تکالیف
بے شمار عنایت پروردگار سے حلب مین وارد ہوا و چار مہینے وہان بھی
رہا پھر تاریخ روانگی گیرو سے گیارہوین مہینے موصل کو روانہ ہوا اور
کورزہ مین پہونچکر دریای فرات اوترا جبکہ آگے کو بڑھا تو دشت پرخار اور
بیابان ریگستان ملا ایکروز جب موصل قریب رہا تھا دفعتاً قزاقون نے
گھیر لیا محسن نے بھی جرأت کو کام فرمایا قافلہ سے بڑھکر بدوون کو ڈانٹا
و نیزہ ہلاکر داد مردانگی و شجاعت دی و دلیرانہ مقابلہ کیا و اوسکے ساتھیون نے
بھی کوئی دقیقہ سعی کا باقی نہ رکھا طرفین سے بہت کشتہ و خستہ ہوئے مگر لٹیرونکی
مدد کو اور بھی ڈاکو آگئے اور سب نے ملکر ایکبارگی حملا کیا اوسوقت اہل قافلہ
گھبرا گئے و کچھ اونسے نہ بن پڑا محسن بیچارہ اکیلا کیا کرتا آخرش سارا کاروان
لٹ گیا ہمراہی منتشر ہوگئے اکثر قزاقون کے ہاتھہ گرفتار ہوئے و بہت سے
جنہون کا جہان سینگ سمایا بھاگ گئے محسن تو زخمون سے چور تھا
جلتی ہوئی ریگ پر پڑا رہگیا جب آفتاب کی حدت ہوئی اور ریگ جلنی لگی
تو پیاس کی شدت ہوئی سارا بدن اوس ریگ پر پڑے پڑے جھلس گیا
دل جلکر کباب ہوگیا مانند ماہی بی آب حرکت مذبوحی کرتے کرتے آخرش

بیہوش ہوگیا و تین دن و رات اوسی حالت مین پڑا رہا ہیچ ہے مارنے والے سے
جلانے والے کو بڑی قدرت ہے اوس حالت مین بھی رشتہ حیات نہ ٹوٹا
و درند و گزند سے کسیطرح کا صدمہ نہ پہونچا چوتھی صبح کو ہوا ئے سرد چل رہی تھی
و ببول کے درخت جا بجا آہستہ آہستہ ہل رہے تھے کہ ناگہان ایک قافلہ
شمال کی جانب سے اوس میدان مین آیا اہل قافلہ نے محسن کو اوس
دشت ادبار مین بے یار و مددگار دیکھ کر قافلہ سالار کو خبر دی قافلہ سالار ہر چند
بڈھا تھا اور سواری سے اوسکو اوترنا آسان نہ تھا لیکن جوش دردمندی سے
بیخود ہوگیا اور یہ کہتا ہوا کہ درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ۔ ورنہ
طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کر و بیان ۔ اونٹ سے اوترا و محسن کے بدن سے
گرد کو اپنے ہاتھ سے جھاڑا و پانی پلا کر خدام کو حکم دیا کہ محسن کو آہستہ سے
اوٹھا وین اور محمل مین لٹا وین حکم پاتے ہی نوکرون نے ہاتھ ہی ہاتھ
اوٹھا یا منزل پر پہونچکر خود ہی اوس رئیس نے اوتارنے کا اہتمام کیا و جو مناسب
سمجھا علاج کیا کئی روز کے معالجہ سے محسن کے حواس بھی فی الجملہ درست ہو گئے
اور قوت گویائی بہم پہونچی تو اپنا حال کہا اور شکریہ عنایت امیر بجا لایا اور یہ سنکر
نہایت مسرور ہوا کہ وہ امیر با توقیر رئیس دیار بکر ہے اور بغرض ملاقات
اپنے فرزند ارجمند کے جو بوجہ فضل و کمال کے دربار خلیفہ بغداد مین باعزاز
تمام و تفاخر مالا کلام رشتہ ارکین دولت مین منسلک ہے بغداد کو جاتا ہے
غرض محسن اوسکی ہمراہ رکاب جبکہ خیر و عافیت سے شہر مین پہونچا تو اس
امیر با توقیر نے محسن کے علاج کے لیے کئی جراحون کو مامور فرمایا اور اپنے

فرزند ارجمند نے قصہ غارتگری اور سفاکی غارتگروں کا نقل کیا فرزند امیر نے
بھی محسن کو دیکھا اور اوسکی زبانی حال سنکر نہایت افسوس کیا و خلیفہ
بغداد سے کیفیت گزارش کر کے غفلت عمال و بے انتظامی محافظان راہ کی
شکایت کی خلیفہ نے بمجرد سماعت اہالیان انتظام کے اپنے نام ناخوشی کے
احکام جاری فرمائے اور گرفتاری مجرمون کے لیے سخت تاکید کی اور بعد صحت
محسن کو حضوری کا بھی حکم دیا غرضکہ پھر کئی مہینے مین مرہم پٹی و علاج
محسن نے صحت پائی و غسل صحت کیا اور امیر با توقیر اور اوسکے فرزند گرامی کا
انتہا کو شکر گزار ہوا پھر حسب الایما خلیفہ بغداد کے حضور مین حاضر ہو کر
بکمال ادب تسلیم بجالایا اور تعظیم شاہانہ بطریق شایستہ و آئین بایستہ
ادا کر کے مودب کھڑا ہوا خلیفہ نے نظر رحمت سے محسن کی جانب نگاہ
فرمائی اور بکمال نوازش سے بیٹھنے کی اجازت دی اور استفسار حال فرمایا
محسن نے ابتدا سے انتہا تک اپنی سرگذشت ایسے فصاحت اور بلاغت سے
بیان کی اور اس سلسلہ سے آغاز تقریر کیا کہ انجام تک حضار دربار
گوش رغبت سے سنتے رہے خلیفہ نے لطافت تقریر سے محسن کو فاضل اکمل اور
ادیب بے بدل و مورخ بے مثل سمجھ کر بعد اظہار تاسف غارتگری مال و
اذیت جراحت ارشاد کیا کہ ابتدا سے حال عرب کا بیان کرو محسن نے
دست ادب جوڑ کر عرض کیا کہ جہان پناہ ہیئت ملک عرب بصورت مثلث ہے
مغرب کی جانب بحر احمر ہے اور جنوب کو بحر عرب اور جانب مشرق خلیج
فارس و شمال مین ملک شام ہے مقام جس مین دار الخلافت حضور کا

واقع ہے عراق کہلاتا ہے پس تین طرف عرب کا پانی سے گھرا ہوا ہے
اور صرف شمال کے جانب تا بحیرہ سیاہ زمین ہے وبعد اوسکے ملک یورپ
کا ہے جبسے کہ فتوحات غیبی اور تائیدات سرمدی سے مسلمانون کے
دین وملت کو فروغ ہوا اور ملک شام کا مفتوح وتسخیر ہوا تب سے
ملک شام بھی عرب مین شامل ہوا ابتدا مین اہل عرب جو حضرت اسمٰعیل کے
نسل مین ہین بجز اپنے امرا قبایل اور شیوخ کی اطاعت کے کسی
بادشاہ کے مطیع ومنقاد نہ تھے اور اونٹ گھوڑے اونکے عمدہ جایداد تھی آزادانہ
جہان چاہتے تھے چلتے پھرتے تھے اور ریگ صحرا کو مطلق دھیان مین
نہ لاتے تھے سکندر نے جبکہ نشو ونما پائی اور ملکونکو بہ فیروزی تمام فتح کرنا
شروع کیا تو عرب کو بھی اپنی حکومت مین داخل کیا اور اوسکے بعد سلاطین
فارس نے اپنا قبضہ کر کے لوا سلطنت بلند کیا یہانتک کہ زمان نوشیروان مین
جناب رسول خدا صلعم کا تولد ہوا اور مذہب اسلام سے اہل عرب فائز
ہوئی اوس وقت جو محاربات پے درپے عرب مین واقع ہوئے اونسے مقصود
تسخیر ملک نہ تھا بلکہ اون لڑائیونسے مطلب رواج دین اسلام سے تھا چنانچہ
جو کچھہ اوس زمانہ مین ہوا اور ابتک ہوتا آیا بلا میری گزارش کے مثل آفتاب
نیم روز کے ظاہر ہے اور میری گزارش کا محتاج نہین ہے
خلیفہ نے یہانتک محسن کے بیان کو سُنکر اظہار اپنی خوشی کا فرمایا
اور دربار برخاست فرما کر محسن سے ارشاد کیا کہ اگر کل بھی تم اسیوقت حاضر
ہو تو مین اور کچھہ تمسے استفسار کرون گا محسن نے دعا سلامتی دیکر

عرض کی کہ اپنی سعادت دارین سمجھہ کر حاضر ہونگا اور رخصت ہوکر چلا آیا
دوسرے روز پھر اوسیوقت معہود پر اپنے محسن نژادے کے ساتھہ دربار
مین حاضر ہوا خلیفہ نے بنظر انکشاف مزید لیاقت ایما فرمایا کہ مین حالات
اسپین کے سنا چاہتا ہون کہ مسلمانون کے پہونچنے کے پہلے اوس
ملک کا کیا حال تھا اور کن سلاطین کے تحت و تصرف مین تھا محسن نے
زانوے ادب کو تہ کرکے گزارش حال شروع کیا کہ جہان پناہ اسپین ایک
ملک یورپ کا ہی اور جنوبی سرحد پر بحیرۂ روم مین مقابل سلطنت باربار
کی واقع ہے مغرب و شمال مین بحر ظلمات محیط ہے کہ جسکے اوس پار کا
حال کسیکو بھی نہین معلوم ہے اور ابتک کسیکی جرأت نہین پڑی ہے
کہ اوسطرف کو جاوے اور وہانکی خبر لاوے اور اسپین سے مشرق
و جنوب مین بحر میڈی ٹرینین عرف بحیرۂ روم ہے البتہ ایک کنارہ
شمالی اسپین کا ملک فرانس سے ملحق ہے ابتدا آبادی ملک اسپین کی
اولاد تلات سے جو نسل عبرانی سے تھی شروع ہوئی قدیم سے وہانکے
باشندے جوہر لیاقت و ہمت و جرات و ثابت قدمی و جوانمردی مین
ممتاز تھے مگر علم فلاحت اور طبیعات مین محتاج تعلیم اہل یونان رہے
لہذا حکماء یونان بیشتر واسطے پہچاننے و بتلانے خاصہ زمینون اور
نشان دینے معدنونکے جایا کرتے تھے بعد چند عرصہ کے کارتھجون نے
جو ایک جماعت بوجہ سکونت شہر کارتھج مشہور تھے قصد دبانے
بعضے بلاد اسپین کا کیا اور بنیاد کارتھجون کی تواریخ قدیم سے یون

معلوم ہوتی ہے کہ جو باشندگان ٹانی اینس کی ڈیڈو ہمشیرہ شاہ ٹیر کے
ساتھ ٹانی اینس سے نکل آئے تھے اونہون نے کارتھیج مین سکونت
اختیار کی اور چستی اور چالاکی سے اپنی تجارت کو خوب ترقی دی اور
جہازرانی بھی سمندر مین شروع کی چنانچہ بیشتر اونکی زورق و کشتیان
جزیرہ کنارے کی جنوب مین چلنے لگین اور بیشتر مشہور شہرونکی بنیاد
بھی اونسی پڑی اور رفتہ رفتہ اونہون نے ملک گیری پر جرأت کو
بڑھایا چنانچہ بیشتر جزائر میڈی ٹری نین پر قابض ہو گئے اوسی ضمن
مین ملک اسپین پر بھی تسلط کیا اور معدن ہاے نقرہ کو تلاش کر کے
کھودنا شروع کیا اونکی تدبیر نظم و نسق کی یہ تھی کہ چھوٹے بڑے جمع
ہو کر دو آدمیون کو جنہین ہر طرح لائق پاتے تھے سفٹس کا لقب
جسکے معنی منصف کے ہین عطا کرتے تھے اور اونکو افسر ملک قرار دیکر
اختیار فرمان روائی سلطنت دیتے تھے اور اونکی ماتحتی کے لیے بھی
پانچ شخص اور اوسیطرح خاص و عام کا اجماع کر کے چھانٹ لیتے تھے
چنانچہ مضمون کی اطاعت مین ہدایت مذکورہ کے ذریعہ سے
ساری مہمات ملکی ونکی انجام پاتے تھے اور وہ منصف اور پنج بدون
ارتکاب جرم سنگین و قبیح اور ظہور قصور صریح معزول نہوتے تھے
و اگر کبھی کوئی اونمین کا مرجاتا یا شاذ و نادر معزول ہوتا تھا تو اونکی جگہ
دوسرا حسب مشورہ عوام مقرر ہوتا تھا اور اس تدبیر شایستہ
پایتہ ہو اس خوبی سے انتظام سلطنت و کاروبار عدالت انصرام

پاتا تھا کہ اگر ایک ذی اختیار فرمان روا ہوتا تو کبھی نکر سکتا خاص
و عام منصفون اور پنچون کے احکام کو اپنے ہی حکم جانتے تھے اسلیے
کہ پنچ جس قانون جدید کا اجرا چاہتے تھے اوسکو پہلے روبرو منصفون کے
پیش کرتے تھے اور اگر راے انصاف پیرا سے اتفاق ہو جاتا تھا
تو بلا تکلف نفاذ اوس حکم کا ہو جاتا تھا ورنہ براے غور و فکر مجمع خلائق کے
در پیش کیا جاتا تھا اور تصفیہ و فیصلہ احتیاج کا در بارہ صدور یا
عدم صدور ناطق ہوتا تھا غرض عرصہ تک کارتھیج اپنے مقاصد اور مطالب
مین کامیاب رہے آخر اہل روم نے یہ چاہا کہ کارتھیجون کو تنہا
متمتع ہونے دیوین اور اسلیے تہمتنان نامی و شجاعان گرامی متفق
ہوے اور قصد اسپین کا کرکے حرب و ضرب کا بازار گرم کیا چنانچہ
وہان کے جوانمردون نے بھی ہنیبال اسی شخص کو جسکی بہادری کا
شہرہ اور زور و طاقت و احتیاط کا آوازہ پہلا ہوا تھا سردار بنایا
رومیون اولی العزمی سے مستعد پیکار اور مقابلہ کو آمادہ و تیار ہوے
الا انجام کار کارتھیج کی لاف زنی قتال سے بیکار کر دی اور سواے
اسکے کہ وہ رفتہ رفتہ قیصر روم کی اطاعت مین بخوشی خم کرین
کچھ نہ بن آئی مدت دراز تک رومیون کی حکومت قائم رہی پچھلے
کا تھک سلطان ای ڈالیہ واقع کیتا لونیا نے عزم مفتوح کرنے
اسپین کا کیا اور لے لیا اور سترہ پشت تک اوسکی حکومت چلی آئی
اور اوسی خاندان کے بادشاہ نے مذہب عیسوی کو اختیار کیا

اور پھر بہ عہد خلافت خلیفہ ولید کے طارق نے جو حملہ کیا اور مسلمانوں نے
کامیابی حاصل کی وہ محتاج میرے بیان کی نہیں ہے کہ خود بخود
ظاہر ہے خلیفہ کو سلاست بیانی اور طلاقت لسانی اور فصاحت اور
بلاغت محسن پر نہایت مسرت ہوئی اور بالیقین مورخ اکمل اور
دیگر علوم میں فاضل بے بدل جانا اور چاہا کہ اپنی سرکار میں منصب
عالی پر ممتاز کرے محسن نے بعد بجالانے آداب تسلیمات و مراسم
شکر گذاری کے گذارش کی کہ حضور پر مخفی نہ رہا ہوگا کہ خانہ زاد
واسطے درستی امورات اپنے مالک کے مصر سے چلا ور راستہ میں
غارتگروں کے ہاتھ سے برباد ہوا ہوں میں اگر اوسکی خدمت کو
پورا نکروں اور بلا حصول رضامندی اور اجازت اوسکے کام کو
ترک کروں تو صریح میری دیانت کے خلاف ہوگا اور مخلوقین کا ل نہ ہے
کہ میری یہ حرکت میرا اعتماد و اعتبار اس سرکار ابد قرار میں بھی
کھو دیگی خلیفہ نے زیادہ تر اس بیان کو پسند کیا اور عطاء خلعت سے
ممتاز فرما کر عہد لیا کہ بعد اجازت اپنے مالک کے حاضر دربار ہو
رخصت ہوا اور بعد بکمال شکر گذاری اپنے محسن کے جسکی عنایت اور سعی
کے بدولت زندگی دوبارہ پائی تھی اور جسکے ذریعہ سے بارگاہ
خلافت میں رسائی ہوئی تھی آمادہ روانگی ہوا — محسن محسن کے آقا نے
معقول واسطے حفاظت کے کرکے رخصت کیا چنانچہ موصل میں
پہونچکر محسن اپنے آقا کی کوٹھی میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ بکمال تردد

انتشار باقر سوداگر نے اوسکے تفحص حال مین متواتر خطوط لکھے ہین یہہ
سنتے ہی محسن کو کاروبار چھوڑ کر تا تمہا کرکے جہان تک جلدی ممکن ہوئی
دریا کی راہ سے بصرہ کو پلٹ آیا اور جہاز پر سوار ہوکر روانہ مصر ہوا چونکہ
ہوا موافق تھی اور تقدیر بھی درست مع الخیر سوئز مین لنگر انداز ہوا
اور بعجلت تمام شہر قاہرہ مین پہونچکر ملازمت باقر سے انتہا کو مسرور
ومطمئن خاطر ہوا باقر کو مطلق معلوم نہ تھا کہ اوس بیچارے پر کیا گذرا
اسلیے متردد تھا ہرگاہ قصہ مصیبت کو سنا اور تفقد و رحمت اوس
رئیس باوقار سے مطلع ہوا تو اپنی جانب سے خاص کر شکریہ لکھا
اور موافق رسم ملک کے تحائف وہدایا بھی ارسال کیے

باب سوم

قریب نو مہینے کے محسن کو اوس آرام و آسایش مین گذر چکے تھے کہ
سلطان نے باقر سے فرمایش خرید لونڈی و غلام حبشیوں کی کی اسو جہہ
باقر کو فکر و تشویش لاحق ہوئی آخرکار اوس کام کے لائق محسن کو
تجویز کرکے باقر نے محسن سے استدعا کی کہ وہ کمر ہمت کو چست کرکے
سفر اختیار کرے و لونڈی و غلام واسطے سلطان کے خرید کر لاوے
اگرچہ یہ کام محسن پر نہایت دشوار تھا اور بدل کراہیت رکھتا تھا کہ
بندگان خدا کے ساتھہ وہ سلوک کرے کہ جو حیوانون کے ساتھہ بھی
نہین ہوسکتا اور باربار چاہتا تھا کہ انکار کرے اور اجازت خواہ ہو کہ
بغداد کو چلا جاوے مگر بار احسان باقر کا اوسکے سر پر اسدرجہ تھا کہ

متعلق فسانۂ معقول صفحہ ۴۳ :

چار و ناچار منظور کرکے سفر کے لیے طیار ہوا اور خوض و فکر کرنے لگا کہ
سفر خشکی کا اگر اختیار کرے تو علاوہ اسکے کہ راہ دشوار گذار ہے
صعوبات بیشمار پیش آوینگی اور گو ممکن تھا کہ بلاد قریبہ سے وہ بیوپار
کرتا مگر چونکہ خاص کر سلطان کو غلام سرائی اون کو مطلوب تھی اور
اور وہان تک پہونچنا بدون سفر دریا کے آسان نہ تھا اسلیے شہر
قاہرہ سے روانہ ہوکر سویز کو آیا اور منتظر رہا کہ اگر کوئی جہاز اوسطرفکو
جاتا ہوا ملے تو اوسپر سوار ہو جاوے مگر بعد توقف و انتظار بھی کوئی
جہاز نملا بلکہ یہ معلوم ہوا کہ اگر شہر سمرنا کو جاوے تو وہان البتہ جہاز
ملیگا کیونکہ وہان اکثر انگریزی جہاز واسطے خرید کرنے افیون کے
آتے ہین اور جب قصد چین کا کرتے ہین تو افریقہ کے پچھم جانب سے
گذرتے ہین اسلیے محسن نے قصد شہر سمرنا کا کیا اور چند روز کے بعد
سمرنا مین پہونچا اور اپنی تحقیقات کو صحیح پاکر ایک جہاز پر سوار ہوا کپتان
جہاز کا نہایت ہوشیار اور صاحب اخلاق تھا محسن کو زیرک اور
فہیم پاکر زیادہ تر مہربانی کرنے لگا اور چند روز مین بندر جبرالٹر مین
داخل ہوا اور وہان جہاز کو لنگر کرکے بعد آسایش و آرام پھر لنگر
اوٹھایا اور جزیرہ کناریہ مین پہونچا محسن بھی وہانکی لطافت آب و ہوا
اور سبزی زمین پر نہایت خوش ہوا پھر وہان سے بھی بعافیت تمام
جہاز روانہ ہوا جبکہ جہاز ایک بڑی ریتی کے قریب جو درمیان جزیرہ
بلینکا اور وڑ کے پہونچا تو طوفان شدید اوٹھا اور امواج دریا بلستی

اور بلندی زمانہ کی دکھلانے لگین کار آزمانا گھبرا اٹھے ہر ایک
طرحکی تدبیرین کرتے تھے مگر ظاہر ہے کہ تقدیر کے آگے کوئی تدبیر
پیش قدمی نہین کرسکتی ہر ایک فکر اوٹھی پڑتی اور نتیجہ بد دکھلاتی تھی
اوسوقت جو فکر و تشویش لاحق حال ہوئی وہ بیان سے باہر ہے
قصہ مختصر جہاز نے بڑے بڑے صدمے اوٹھائے اور اس درجہ بیکار ہوا
اوسوقت ہر ایک راکبان جہاز سے ملک الموت کا منتظر تھا کہ ناگہان
دریائے رحمت سرمدی جوش زن ہوا اور بات کی بات مین وہ طوفان
جس سے نجات ملنے سے یاس ہوچکی تھی برطرف ہوگیا موجین اعتدال پر
آگئین تب تو لوگون کی جان مین جان آئی فوراً کپتان جہاز نے لنگر
کیا اور جہاز کی مرمت کے قصد سے خیمے برپا کیے اور شکست و ریخت کی
درستی پر ہر ایک بکمال چابکی و چستی تلے محسن کو اوسوقت کمال خوشی
ہوئی اور منتظر ہوا کہ بعد درستی جہاز کے وہ منزل مقصود پر جو وہانسے
قریب تر تھا پہونچ جائیگا مگر خواہش تقدیر یہ کہان تھی کہ محسن جاکر
بغلام مجبے غلامون کو خرید کرے دفعتاً ایک گروہ اہل عرب کا جو
لوٹ پاٹ کو ادھر ادھر پھرا کرتا تھا نمودار ہوا اقا فلہ ویکا جہازیون سے
کہین زائد تھا بجلی کے مانند وہ آن گرے اگرچہ اونکے مقابلہ مین جہازیون نے
کوئی دقیقہ مردمی و مردانگی کا فروگذاشت نہین کیا لیکن ظاہر ہے کہ
ایک کی دوا دو اور دو کا علاج چار کسیطرح تاب مقابلہ نہ لاسکے مغلوب
ہوئے اون سفاکون نے کمال بیرحمی اور قساوت سے دار وگیر شروع کی

اور مال اور اموال جہاز کو غارت کیا اور سنگدلی سے ہر ایک کو جو
مرنے سے نہ بچے تھے پکڑ لیا الغرض بیان اوس ظلم و ستم کا زبان قلم
ادا نہین ہو سکتا سارے منصوبے خاک مین ملگئے اور سب کے سب پنجۂ مرد ہائے
سفاک مین آگئے اون بے دینون کو مسلمان سمجھ کر محسن نے برسم
اسلام سلام کیا اور اپنے دین پر مطلع کیا مگر کچھ ساخت نہ کی اور یہ
کہنے لگے کہ ہمکو وہ کلام مجید تک ٹاپ سکتا ہے تو پھر مسلمان مین کیا
گناہ و باک ہے وموافق معمول کے اپنے ساتھ لیے ہوئے وہ جہاز چھ
چل نکلے اور دور پہونچکر خیمے اپنے برپا کیے جابجا اپنے موقع سے گھوڑے
لگا دیے اور موافق اپنے طور کے غنیمت کو تقسیم کر لیا محسن بھی ایک کے
حصہ مین آیا نوکر کیلیے قبضہ مین سکے اور منتشر ہو کر سارے قیدی منقسم ہوگئے
جسکے ہاتھ محسن لگا تھا وہ سفاک جھوٹھ موٹھ اپنے کو مسلمان اور
دیندار جانتا تھا ایک ہفتہ کے بعد اوسکو یقین ہو گیا کہ محسن مسلمان ہے
اور اوسکا غلام بنانا آئین اسلام کے خلاف بلکہ حرام ہے اسلیے
چھوڑ دیا مگر وہ آزادی اوس گرفتاری سے کہین بدتر تھی نہ کھانا پینا
ٹھکانا نہ چلنے پھرنے کا تاب و تاک بیگانہ غرض کہ بیچارہ متحیر و حیران
و مضطر و پریشان ہو کر اوسی عرب سے ملتجی ہوا کہ غلام سے بھی
بدتر سمجھے اور جو خدمت چاہے لے مگر اس قدر مہربانی کرے کہ اپنے
ساتھ رکھے اور کسی ایسے مقام مین پہونچا دیوے کہ جہاں تک جانیکا
ٹھکانا لگے الا خلق و مروت کا وہ کیا اوسکی ساری قوم نا آشنا تھا مگر

جاتے تھے لہذا جسقدر محسن ذہنت و لجاجت کی سب بیکار ہوئی
و بجز اسکے کچھ نہ بن پڑا کہ مایوس و ناکام جس مقام مین لگا تھا اوسیطرف
کو یہ سوچتا ہوا چل کھڑا ہوا کہ اگر کسیطرح صحیح و سلامت وہان تک
پہونچا اور قسمت سے کوئی بھولا بھٹکا جہاز بھی آنکلا تو شاید مصیبت سے
چھوٹون اور وطن کی صورت دیکھون ہرچند دشت و بیابان کی انواع
و اقسام کے درندون و گزندون کی دہشت اور تنہائی کی وحشت سے
جہان پتا کھڑکتا تھا دل دھڑکنے لگتا تھا اور لوٹیرون کے ڈرسے
رتیہ پانی ہوتا تھا اور حبشیون کی خطر سے قدم نہ اوٹھتا تھا مگر ہرتا کیا نہ کرتا
افتان و خیزان چلا جاتا تھا چلتے چلتے آخر آفتاب غروب ہوا رات
سنسنانے لگی و جانوران صحرائی کی آوازین آنے لگین حفظ کی صورت
سوای اسکے کچھ نظر نہ آئی کہ درخت پہ چڑھ رہا خدا خدا کرکے ساری رات
درخت کی ڈالی پر کاٹی و دوسرے روز آفتاب کے نکلنے پر درخت سے
اوترکے پھر چلا تھوڑی دور نہ گیا تھا کہ تمازت آفتاب کی شدت ہوئی
ریگ بیابان جلنے لگی رات و دن کا بھوکا پیاسا تھا حالت تغیر ہوئی
طاقت رفتار نے جواب دیا بیچارہ جو قدم اوس تپی ہوئی زمین پہ رکھتا تھا
گویا جلتے ہوئے توے مین پڑتا تھا مجبور ہوکر ایک درخت کے
سایہ مین گر پڑا تھوڑی دیر گذری تھی کہ دفعتاً حبشیون کا ایک گروہ
بلاے ناگہانی کی طرح آپہونچا انکی صورت دیکھتے ہی محسن کے ہوش
اوڑ گئے آنکھین بند ہوگئین حبشیون نے اوس صورت و شکل و وضع

وہاں کا آدمی کبھی کاہیکو دیکھا تھا اونکو بھی تعجب ہوا کوئی حیرت سے
منہ تکتا تھا کوئی کوئی نادیدہ کپڑون کو دیکھتا تھا کوئی گھبرا اسکے جھگتا تھا
کہ شاید فرشتہ ہے محسن نے پڑے پڑے جو یہ حال دیکھا تو اپنے دلین کہا
کہ بدن سے شہر ہین دل سا بھی بادشاہ نہین حواس خمسہ سے بہتر
کوئی سپاہ نہین ہمت کو ہارنا نہ چاہیے اور یہ سمجھ کر اپنے حواس کو
جمع کیا تو اس سے بہتر تدبیر حفاظت کی سمجھ مین نہ آئی کہ اونہین حبشیو نکے
ساتھ ہو جاوے اور جہان چاہین لیجاوین اونکا پیچھا نہ چھوڑے
کیا عجب کہ وہ مہربان ہون اور دوسرا ذریعہ نجات نہین اور یہ سوچکر اوٹھ
بیٹھا وہ اپنی بھوک پیاس اشارے سے جتائی حبشی کہی آخر تھے آدم تھے
آپس مین کچھ بڑبڑائے اور دوڑے ادھر اودھر دوڑے اور جلدی سے
پانی لائے اور جو کچھ اونکے پاس تھا محسن کو کھلایا اور پانی پلایا اور
اشارہ کیا کہ ہمارے ساتھ چلو محسن نے خوش ہو کر منظور کیا اور اونکے
ساتھ ہو لیا حبشیون نے ادھر اودھر جنگل مین پھر کر کے جانورونکو
تیر سے شکار کیا اور درختون کی جڑین کھود کے پشتارہ باندھا اور قریب
شام کے اپنے جھونپڑون مین آئے سارے گانون والے محسن کو
دیکھنے کو جمع ہو گئے اور محسن کی صورت دیکھ دیکھ کر آپس مین
ہنس ہنسکے کچھ کہتے رہے آخرش کچھ رات گئے ایک حبشی محسن کو اپنے
جھونپڑے مین لیگیا اور کچھ کھلا پلا کر سونے کا ٹھکانا بتایا محسن اونکے اس
سلوک سے قوی دل ہوا اور اوس بیدوی مسلمان کی بدسلوکی کو یاد کرکے کرتا

سو گیا ہنوز صبح نہوئی تھی کہ جھونپڑے کے چاروطرف حبشیونکی
بڑبڑاہٹ اور آمد و رفت کی آہٹ پاکر الٰہی خیر کہہ کر بستر سے اوٹھا
وجلدی جھونپڑے کے باہر آیا تو دیکھا سیکڑون عورت و مرد جوان بڈھے
چھوکرے ادھر ادھر سے آکر جمع ہین و برابر چلے آتے ہین اس کیفیت
سے پہلے تو محسن کو کھٹکا ہوا کہ شاید کچھ سامان اذیت کا مہیا ہوتا ہے مگر
تھوڑی دیر مین اطمینان ہوا کہ وہ سب تماشائی ہین اور میری صورت
دیکھنے کو مجتمع ہوئے ہین ہنسکر محسن نے کہا کہ اللہ ری تری شان کبھی
کہ جس سے ہم بنکر تماشا گاہ عدالہم سے ہم ہوئے تھے اور جسکی تمنا
سے ترقی سے بھی ہم ہرگز تنزل مین نہ کم ہوئے تھے جو ہونے کو سے
پتھر تو پتھر سے ختم ہوئے تھے مجبوری ہوئی قصہ مختصر دو ہفتہ اوسی طرح
ہین محسن کو وہان گذرے ایک روز کئی حبشیون کے گھر مہمان
ہوا تیسرے ہفتہ مین اون حبشیون نے جو جنگل سے محسن کو لائے تھے
آپس مین مشورہ کرکے محسن کو ایک عجیب و غریب تماشا لائق نذر
اپنے سلطان کے قرار دیا اور اپنے ساتھ لیکر ایک سمت کو روانہ ہوئے
محسن اگرچہ نہ سمجھا تھا کہ کیون اور کس غرض سے حبشی کہان لیے جاتے
ہین مگر تو بھی نہ گھبرایا اور یہ سمجھ کر کہ اون حبشیون کی غلامی اوس
جنگل مین بیکسی اور بے بسی کے مرنے سے کہین بہتر ہے خوش خوش
ہمراہ ہولیا ــ جس بستی ہوکر وے حبشی محسن کو لیکر گذرتے تھے
گانون والے دیکھنے کو دوڑتے تھے اور اپنا کام کاج چھوڑکے دوسرے

متعلق افسانہ مقتول صفحہ ۴۳ :

کانون تک دیکھتے دیکھتے چلے جاتے تھے اور جہان رات کو بستے تھے
گانون والے خاطر کرتے رکھتے تھے غرض کئی دن کے بعد محسن اون
حبشیون کے ساتھ دریاے ناگور پر پہونچا اور وہان سے چلکر عجیب و
غریب جانور مثل دریائی گھوڑا دریائی زرافہ و زبرا جنہین کبھی لوگ نہ دیکھا تھا
دیکھتا ہوا اور خود تماشا بنا ہوا قریب سیگو کے پہونچا حبشیون نے
جونہی ان شہر دور سے دیکھا نہایت خوش ہوئے وہ اور چھلے کودتے
سلطان کی ڈیوڑھی کی طرف دوڑے سو وہ محسن کو ستھے وہان
مشتاق حبشی ہر طرف سے شہر مین نکلا جو وہ رستے مین میلا ہو گیا
آخرش مجمع کثیر کے ساتھ وہی حبشی محسن کو لیے ہوئے در دولت پر
حاضر ہوئے خدام سلطانی بھی دیکھنے کو دوڑے وہ ایسا شور و غل ہوا
کہ سلطان نے مشتاق ہوکر جلد اپنے سامنے بلوایا — سلطان ایک
عجیب قطع کے شامیانہ کے نیچے جو میدان مین ایک چوب پر کھچا ہوا
تھا چوکی پر پانون پھیلائے بیٹھا ہوا تھا اور ہاتھہ پاؤن دونو مین
بھونڈے وبھدے بیل اور بیسنگم زیور پہنے تھا اور مٹی کا ایک بڑا سا
مٹکا چوکی کے قریب رکھا ہوا تھا محسن سلطان کی صورت دیکھتے ہی
آگے بڑھا اور بڑے ادب سے جھک کر آداب بجالایا اور حبشیون نے
بھی موافق اپنی رسم کے سلطان کو سجدہ کیا وہ [illegible] محسن اس
شان دیکھکر متحیر ہوا کہ حبشی لنگوٹیان باندھے [illegible] ہاتھ مین
برچھیان لیے کھڑے تھے اور وہ جو ارکان دولت کہلاتے تھے وہ بھی

انکی تخت کے کچھ سامنے اور کچھ دہنے بائین بیٹھے تھے اور وہ سلطان
محسن کو نادرالوجود اور غریب الخلقت سمجھکر حیرت مین تھا اور تعجب
کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا اوسی حالت مین اون حبشیون نے جو
محسن کو لائے تھے پکڑ محسن کا جنگل مین گرفتار کرنا و نذر کو حاضر کرنا
بڑے شد و مد سے اپنی زبان مین بیان کیا اونکو عرض و معروض کو
سنکر سلطان نے اوس تھیلے مین ہاتھ ڈالا اور دو دو مٹھی وہان کا سکہ
ہر ایک کو اوسمین سے انعام دیا اونہون نے بڑی خوشی سے عطیہ سلطانی
لیا و سجدہ کرکے رخصت ہوئے۔
جب وہ حبشی چلے گئے تو سلطان نے اپنی زبان مین محسن سے کچھ پوچھا مگر خفیہ
محسن اونکی زبان نہ جانتا تھا مگر سمجھا کہ میرا استفسار حال کرتا ہے بیساختہ
رونے لگا اور زبان حال سے بولا سہ اسیر رنج و غم مین ہون مریض جان بلب
مین ہون ** اور اوسپر اتبلاک جیتا ہون مین کوئی عجب مین ہون ** سلطان کو
وحوش سیرت تھا مگر جامہ انسانیت مین تھا محسن کے مطلب کو
کسیطرح سمجھ گیا اور اپنی شان ریاست سے بتوجہ تمام سنکر کہا کہ خاطر جمع
رکھو یہان کچھ ضرر تمکو نہ پہونچیگا اور پھر زندان بان کی جانب متوجہ
ہوکر حکم دیا کہ اس تازہ گرفتار کو اپنے ساتھ لیجاؤ اور پرورش و پرداخت
مین اہتمام کرو و ہرطرح سے آرام دو وہ محسن اوسکے ساتھ چلاگیا
گیا اور ایک ہفتہ تک وہان رہا اس عرصہ مین بجز غیر آزادی کے اور
کسی قسم کی تکلیف جو نہ پائی تو محسن کو اپنی آزادی کی فکر ہوئی —

ہنوز خوض و غور سے کچھ نتیجہ نہ نکلا تھا کہ غیب سے سامان خود بخود
ہوا سچ ہے انسان سے زیادہ حافظ حقیقی کو اپنے بندون کی حفاظت کا
دھیان ہے اتفاقاً زندان بان کا لڑکا جو اکثر اپنے باپ کے ساتھ
جیلخانہ مین آیا کرتا تھا ایکروز بیٹھا ہوا تھا کہ اوسکو دفعتاً جمائی آئی
جمائی کا آنا تھا کہ غضب کا سامنا ہوا منہ پھیل گیا اور جیسا جمائی لینے
کو کھولا تھا ویسا ہی کھلا رہگیا دونون جبڑون کے درمیان مین
ڈیڑہ انچ کا فاصلہ ہوگیا بات منہ سے نہ نکلتی تھی رال برابر منہ سے
بہی چلی آتی تھی ٹھوڑی سامنے کو لٹک آئی تھی گال چپٹے ہوگئے تھے
یہ حال دیکھکر زندان بان گھبرا گیا قیدی اور باہر کے بہت سے حبشی
جمع ہوگئے ہر ایک فکر کرتا تھا تشخیص مرض مین غور کرتا تھا لیکن کسیکے
ناخن فکر سے عقدہ مرض نہ کھلتا تھا زندان بان کی جورو بھی گھبرائی ہوئی
دوڑی آئی عورت مردون کا ہجوم ہوگیا اور ہائے وائے کرنے لگے چلا
چلا کے رونے لگے محسن نے جو وہ شور و غل سنا تو اپنی جگہ سے
اوٹھا اور زندان بان کے لڑکے کو اوس حال مین دیکھکر ہنس پڑا
محسن کا بے اختیار ہوکر اوس وقت کا ہنسنا زندان بان کو ناگوار گذرا
مگر محسن بھی جھٹ پٹ سمجھ گیا اور زندان بان کو سمجھایا کہ مین معالجین
کی حماقت پر ہنستا ہون کہ مرض نہین سمجھتے ناحق گھبرائے جاتے
ہین اگر مجھے اجازت دو دم بھر مین اچھا کردون گا یہ سنکر زندان بان
خوش ہوا اور محسن کے پانون پر گر پڑا کہ کسیطرح اوسکے نور دیدہ و سرور سینہ کو

اچھا کروے محسن نے دو نرم نرم لکڑیاں تلاش کیں اور اونکو تراش کے
ٹانگ کی صورت بنائی اور دو ٹانگ لیکر اوس لڑکے کے دونوں ڈاڑیوں کے
درمیان میں رکھدیے اور ٹھوڑی کو اوپر دے کر ٹھا دیا اوسیوقت جبڑا اپنی جگہ بیٹھ گیا
اور لڑکا چنگا ہو گیا زندان بان نہایت خوش ہوا اور انتہا درجہ کو محسن کا
شکر گزار ہو کر انواع و اقسام کی مراعات کرنے لگا۔
ہنوز چار روز اس واقعہ کو نہ گذرے تھے کہ وزیر کے ایکطرف زیر پہلو پشت کے
جانب سخت درد ہوا اور کسیکی فکر سے اچھا نہ ہوا بلکہ درد بڑھتا ہی گیا کسی شخص نے محسن کا
پتا دیا اور اوسکو طبیب حاذق ظاہر کیا چنانچہ فوراً محسن کو سلطان نے
بلایا اور علاج کرنے کا حکم دیا محسن تو درحقیقت علم طب میں کامل تھا
اوسنے فوراً پہچان لیا کہ درد گردہ ہے مگر حیران ہوا کہ نہ تو آلات جراحی
ہیں کہ اونکو کام میں لاوے نہ دوائیں مہیا ہیں کہ نسخہ تجویز کرے
آخرش اوسکو نہایت سریع النفع اور مجرب علاج یاد آیا فوراً محسن نے
بیضہ مرغ کی زردی نکال کر تین سیاہ مرچ پیسکر آمیز کیں اور ایک
کپڑے پر لگا کر مقام گردہ پر چسپان کیا تھا وزیر کو صحت ہوئی سلطان نہایت
خوش ہوا اور محسن کا اعزاز و احترام کرنے لگا جسقدر عجیب الخلقت
جانتا تھا اوسیقدر ساحر اور جادوگر خیال کرنے لگا ہنوز اس علاج کو کوئی
ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ سلطان کے پیٹ میں درد شدید پیدا ہوا اوسکی دوا کے
لیے بھی سلطان نے محسن کو مامور کیا محسن نے بعد معاینہ نبض و قارورہ کے
علت درد کو بیان کر کے کہا کہ میں جب دواؤں کی تاثیر سے واقف ہوں

وہ افسوس کہ یہاں نہیں ہیں اور جو وہ انہیں یہاں جنگلوں میں موجود
ہیں اونکے افعال وخواص کو میں نہیں جانتا تاہم بطریق سہل جو ممکن ہے
علاج کرتا ہوں غرض محسن نے بجائے گلاب آب خالص میں نمک گھولکر
ایک ظرف میں رکھا اور تاوی آہنی کو آگ سے گرم کرکے سرخ کیا اور
اور سلطانہ کو بے بچھونے کی چارپائی پر منہ کے بل لٹایا اور چارپائی کے
نیچے تاوے کو رکھکر آب نمکین تاوے پر چھڑکنا شروع کیا جس سے بخارات
اوٹھے اور شکم کے پیٹ میں موقع درد پر پہنچے چنانچہ یہ تدبیر ایسی منجب
ہوئی کہ سلطانہ کے درد میں خفت ہوئی اور درد یکی پیٹ کا جاتا رہا
بعد ظہور اس ماجرے کے سلطان نے محسن سے پوچھا کہ اگر میں تم کو
مطلق العنان کردوں اور تمہارے پاؤں کی جراحت سے تمکو آزاد کردوں تو تم
یہاں سے بھاگ تو نہ جاؤگے محسن نے التماس کیا کہ پیر و مرشد اول تو
زمانہ ہی مجھ سے بھاگا ہوا ہے میں بھاگ کے کہاں جاؤنگا دوسرے اگر
بھاگوں بھی تو جب یہ ہی زمین و آسمان ہر جگہ ہے تو بھاگنے سے سوا اسکے
کیا پھل پاؤنگا کہ پھر کسی قید شدید میں پڑوں میری حفاظت کے لیے چوکی
وپہرہ بیکار ہے سلطان نے بھی یہ خیال کیا کہ حقیقت میں بھاگ کر اپنے
وطن کو تو پہنچ ہی نہیں سکتا پھر بفایدہ کیوں یہاں سے بھاگے گا
اور اپنے کو کسی دوسرے کی قید کی مصیبت میں ڈالیگا قصہ محسن کو
آزاد کردیا اور اجازت دی کہ جہاں چاہو جاؤ اور میری عملداری میں
پھرو اور محافظوں کو بھی یہ تاکید کی جہاں محسن چاہے جانے دو

الا جب شہر سے باہر کہین کا قصد کرے تو تم ساتھ رہو تاکہ راہ نہ بھول جاوے
اور کسی درندہ یا گزندہ یا خود رعایا ہی سے کسی طرح کا صدمہ یا رنج نہ اوٹھاوے
بعد اس آزادی اور حصول اختیار کے محسن نے اکثر جنگل مین جا جا کر پھل
پھلاری وجڑی بوٹیون کے افعال وخواص کو آزمانا شروع کیا اور
اور ہر ایک کے مزاج کو نہایت احتیاط سے آزما کر ایک چھوٹی سی
امراض ضروریہ کی معالجہ مین قرابادین بنائی اور مطب جاری کیا
چنانچہ سلطان کی ماں کے دانتون مین جو درد رہا کرتا تھا اور دانت
ہل گئے تھے اوسکے لیے یہ تدبیر کی کہ لوہے کو نہایت باریک سوہن
ریت سے خوب مہین برادہ کیا اور سنگ مقناطیس کو پیس کر علحدہ
پڑیا مین رکھا اور پہلا برادۂ آہن کو سلطان کی ماں کے دانتون مین
خوب ملوایا کہ وہ دانتون کی ریخون مین جم گیا اور اوسپر سنگ مقناطیس
کے برادہ کو ملوایا پس برادۂ آہن جذب مقناطیس سے باہم تمام
جم گیا اور دانتون کی جنبش مدت العمر کو موقوف ہو گئی علی ہذا
چیچک کے روکنے کی یہ تدبیر کی کہ ایسی گھوڑی کا کہ جسنے پہلے کبھی
بچہ نہ دیا تھا اور پہلے ہی حاملہ ہوئی تھی جسوقت بچہ جنی قبل اسکے کہ بچہ
تھن مین منہ لگاوے فوراً پیوس دوہ لیا اور اوسکو سایہ مین خشک
کر کے چنے کے برابر گولیان بنائین اور جن بچون کے چیچک نہ نکلی
تھی دو ایک گولی کھلائی جس سے کبھی چیچک اون لڑکون کو نہ نکلی
اور بیدون اس اہتمام کے بھی ضرورت پر گھوڑی کا دودھ دو تولہ صرف دودھ

پلا پلا کے چیچک کا نکلنا روکا اور علاوہ اسکے وہان لڑکون کو ایک سخت
عارضہ بعد زکام سکے ایسا عارض ہوتا تھا کہ شدت سے قبض ہوکر تپ
آجاتی تھی اور لڑکا ہانپنے لگتا تھا جس سے دونون پہلوون مین ایسی ہانپنی
محسوس ہوتی تھی جیسے لوہار کی دھونکنی مین ہوتی ہے اور کثر لڑکا اوس
عارضہ سے جان بر ہوتا تھا محسن سے اوس عارضہ کی روک کی جسکو
ذات الریہ عرف ڈبہ کہتے ہین اسلیے) کہ تا کسی نئے بچہ کو وہ عارضہ نہو یہہ
تدبیر کی کہ جب لڑکا پیدا ہو اور ناف کاٹی جاوے تو باقی ماندہ ناف مین
ایک دانہ مشک کا رکھہ دیا جاوے تاکہ وہ دانہ مشک اوسی ناف
مین سوکھہ جاوے چنانچہ یہ تدبیر ایسی موثر ہوئی کہ جس لڑکے پر یہ
عمل کیا اوسکو مدت العمر پھر وہ عارضہ نہوا اور جن لڑکون کو اوس
عارضہ مین مبتلا پایا اونکا علاج اس نسخے سے جو بڑے اہتمام سے
بناکر رکھہ چھوڑا تھا کیا زُفت رومی ۲ رتی ایلوا ایک ماشہ گوگل ایک ماشہ
شراب دو آتشہ اتنی کہ جس مین دوائیں جاوین زردی بیضہ مرغ
چہارم سب دواؤن کو محسن سے شراب مین خوب پیسکر مرغ کے انڈے
کی زردی ملائی تھی اور ایک ڈبیا مین رکھہ چھوڑا تھا وجو عورت اپنے
بچے کو اوسکے پاس لاتی تھی محسن دوا کو گرم کرکے پسلی پر ضماد کرتا تھا
و اوپر بنگلہ پان رکھکر کپڑے سے باندہ دیتا تھا چنانچہ اس تدبیر سے
بات کہتے بچہ اچھا ہوجاتا تھا عورتین محسن کو ہزارون دعا دیتی تھین
اونھین ایام مین ایکروز محسن شہر سے نکلکر جنگل مین جو گیا تو دو تین منزل

دواؤن کی تلاش مین چلا گیا اور ایک نہایت پر فضا ندی کے کنارے
پھونچا جہان انواع و اقسام کی خوبصورت خوبصورت بیلین زمین پر
پھیلی ہوئی تھین اور خوشنما درخت نظر آتے تھے اور ندی کے کنارے گھڑیال اور نہنگ دریائی اور زندے
پڑے ہوئے تھے محسن کے محافظون مین سے ایک نے ایک مگر کو تیر سے شکار کیا اوسکا تیر لگانا بھی
تعجب سے خالی نہین تھا اسواسطے کہ کمان ایسی سخت تھی کہ اوس حبشی نے زمین پر
بیٹھکر کمان کو دونون پاؤن سے دبایا اور تیر کو ہاتھ سے کھینچ کر چھوڑا
تھا و اوس ندی سے آگے بڑھکر محسن نے ایک عجیب جانور دیکھا کہ جو
صورت اور شکل مین تو بندر کے مانند تھا مگر دُم کی کسر تھی اور قد و قامت
مین زبردست آدمی کے برابر تھا اوسکو وہان گوریلا کہتے تھے حقیقت
مین یہ جانور نہایت مہیب اور قوی تھا چنانچہ آگے بڑھکر دیکھا کہ ایک
حبشی جو اوسکے ہمراہیون مین سے نہ تھا چاہتا تھا کہ گوریلا پر تیر چلاوے
مگر گوریلا نے کچھ خوف نہ کھایا و مثل صاعقہ کے اوس حبشی کے سر پر
جا پھونچا اور ایک ہی طمانچے مین اوسکا کام تمام کیا اور تیر و کمان کو لیکر
توڑ ڈالا اور کولھاڑی کو اوٹھا کے ایسے غصہ سے دستہ کو جدا کرنے لگا
کہ کولھاڑی کا جوڑ اوسکے زور سے کھلکر دستہ نکل آیا دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ گوریلا اوس جنگل مین بکثرت ہوتا ہے اور بدون اسکے کہ دس
پانچ آدمی ملکر اوسکے شکار کا قصد کرین ممکن نہین کہ وہ مغلوب ہو
ہنوز محسن اوسی سفر مین تھا کہ ارکین سلطنت سے عوارض مختلف مین
دو تین بیمار ہو گئے لیکن اتفاق سے محسن بھی پہونچ گیا اور معالجہ مین

تعلیم دینا محسن کا حبشیون کو

مصروف ہوا اور اون بیمارون کو اچھا کیا تب تو محسن کے معالجہ کی شہرت
ہوئی اور چھوٹے بڑون کو عقیدت ہوگئی اپنی قوم کے اطبا کو جو حقیقت مین
ہلا کو تھے جلشی احمق جاننے لگے اور محسن سے بیماریون کی دوا چاہنے
لگے بلکہ بعضے بعضے خواہشمند ہوئے کہ محسن سے علاج کرنا سیکھین لیکن
وہ جاہل مطلق ایسے کام کو کیونکر سیکھتے تاہم محسن نے کتنے چھوکرون کو
جمع کرکے چُنا اور اونکو پڑھانا شروع کیا اون شاگردون مین سے دو لڑکے
نہایت ذکی اور قوی الحافظہ تھے جبکہ حروف تہجی کو وہ سیکھ گئے تو
محسن نے اونہین کی زبان مین چھوٹے چھوٹے دو ایک رسالے لکھکر
عبارت پڑہنے کا طریقہ سکھلایا پھر عربی زبان شروع کرائی۔
اس کیفیت مین دو برس سے زیادہ عرصہ محسن کو سیگو مین گذرا گو کہ
دوا و علاج کی وجہ سے وہان کے رہنے والے علاوہ اسکے کہ اوسکو
عجیب الخلقت جانتے تھے نہایت مالوف ہوگئے تھے اور اکثر تحفہ و تحائف
و زر نقد بھی دیتے تھے لیکن وہ بیچارہ ہمیشہ پریشان رہتا تھا اور ہر وقت
فکر کرتا تھا کہ کوئی ایسی سبیل ہو کہ اون ناجنسون سے مخلصی پاوے
اور اپنے وطن کو پہونچے الا جب فاصلہ دور و دراز و راہ دشوار گذار پر
نظر کرتا تھا تو سارے حوصلے پست ہو جاتے تھے۔ تیسرے سال مین دفعتاً
سلطان کی بی بی کو سانپ نے کاٹا محسن چونکہ قریب محل کے رہتا تھا
سُنتے ہی دوڑ گیا اور دیکھا کہ ٹخنے کے اوپر و پنڈلی کے نیچے سانپ نے
کاٹا ہے دیکھتے ہی محسن نے ایک مضبوط فیتہ پنڈلی پر کس کے باندہ دیا

اور نشتر سے سانپ کے زخم پر کئی خراش لیے اور لوہے کو گرم کر کے
بڑی پھرتی سے داغ دیا بعد اوسکے ایک درخت کی جڑ کا عرق جو غالباً
پنج بید انجیر ہی ہوگی پلا پلا کر قے کرائی اور وہ ایسی مفید ہوئی کہ ایک
گھنٹہ کے بعد صحت ہوگئی یہ علاج محسن کے حق مین اکثیر ہوگیا اسواسطے کہ
سلطان سیگو نے محسن سے نہایت ہی خوش ہو کر بہت کچھہ انعام دیا
اور بڑی خوشی سے محسن سے پوچھا کہ جو خواہش ہو بیان کرو مین پوری
کرون گا موقع پا کر محسن نے کہا کہ جو کچھہ آپ مجھے عنایت فرماوین وہ
آپ کی مرحمت و نوازش ہے لیکن سب سے زیادہ میری یہ خواہش ہے
کہ آپ کسیطرح سے مجھے میرے وطن پہونچادین سلطان نے کہا کہ
تم نے ایسی درخواست کی ہے کہ نہ مین منظور کر سکتا ہون نہ رد کر کے
تمہین مایوس ہی کر سکتا ہون لیکن مین چاہتا ہون کہ تم اپنے اس
ارادہ کو کسی اور خواہش سے تبدیل کردو محسن نے رو کر عرض
کی کہ حضور کے الطاف بیحد واقعی ایسے نہین ہین کہ مین اون سے
اپنے کو محروم رکھون مگر کیا عرض کرون کہ محبت وطن اور مفارقت
اعزا و اقربا سے مین ایسا پریشان رہتا ہون کہ مجھے اندیشہ ہے کہ چند روز
مین مجنون ہو جاؤنگا اور جب از خود رفتہ ہوگیا تو نہ حضور ہی کے
کام کا رہونگا نہ کسیکا بر آید کار مجھسے ہوگا سوا سکے اسکے حضور ہی انصاف کرین کہ
اپنی خوشی سے دنیا مین کوئی بھی اپنا ملک چھوڑ کر جلا وطن ہونا پسند
کرتا ہے یہ سنکر سلطان نے کہا کہ سچ ہے بات لاجواب کہین کیا

جواب مین پہ چیز جو تمہاری خوشی اب تبلاؤ کہ مین کیا تدبیر کرون
اور کسطرح تمکو تمہارے گھر تک پہونچاؤن محسن نے کہا کہ حضور
اس قدر توجہ فرماوین کہ مین سرائی رُون تک محفوظ پہونچ جاؤن
وہان پہونچکر جو کچھہ مجھسے ہوگا آپ فکر کرونگا اور گھر پہونچنے کا کوئی
راستہ نکالونگا سلطان نے بعد تھوڑی فکر کے کہا کہ سرائی رون تک
پہونچانے کا اور تو مین کچھہ بندوبست نہین کر سکتا مگر اسقدر کہ مین اپنی
سرحد سے تمکو اپنے سپاہیون کی حفاظت مین کانگ تک پہونچاؤن
اور رئیس کانگ سے سفارش کرون کہ وہ بھی اپنی سرحد سے محفوظ
تمہارے گذرجانے کا بندوبست کرے۔
محسن نے یہ سنکر جھک کر سلام کیا اور نہایت شکرگذار ہوکر عرض کیا
کہ اس سے زیادہ مین بھی اور کچھہ نہین چاہتا سلطان نے یہ سنکر
تیسرے روز محسن کو بہت کچھہ انعام دیا اور سامان سفر کا مہیا کرا کے
آٹھہ خاص بردار ہمراہ کیے اور رخصت کیا سارے حبشی خصوصاً
محسن کے شاگرد گلے مل مل کر بہت روئے اور جسطرح کسی اپنے
عزیز کو رخصت کرتے ہین خدا حافظ کہہ کہکر جدا ہوئے مگر وہ دونون
شاگرد کسیطرح محسن کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے اور ہرگز راضی نہوتے تھے
کہ اپنے گھر جاوین محسن نے لاچار ہوکر اون دونون کے باپون کو
بُلایا اور سمجھا بوجھا کر رخصت کیا و چل دیا ——
اودھر تو محسن جلد جلد روانہ ہوا اودھر ان شاگردون نے رو رو کر سارا

گھر کو حیران کیا یہان تک کہ تیسرے روز اپنے گھرون سے غائب ہو گئے
پہلے اونکے مان باپ نے ادھر اودھر ڈہونڈا جب پتہ نپایا تو گمان کیا کہ
لڑکے بالضرور محسن کے پیچھے گئے ہونگے چنانچہ کئی حبشی بھی شبا شب
دوڑے مگر وہ لڑکے ایسے ہوا کے گھوڑون پر سوار ہو کر بھاگے تھے کہ
دو روز تک نملے حبشی دوڑتے دوڑتے عاجز آ گئے غرضکہ پانچوین منزل
کے قریب محسن کو دیکھہ کر وہ لڑکے تو خوشی سے باغ باغ ہو گئے اور
پکارتے ہوئے نزدیک آئے لیکن محسن اونکی صورت دیکھتے ہی ڈر گیا
اور یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اونکے باپ ضرور جانتے ہونگے کہ میری
ترغیب سے یہ چھوکرے بھاگ آئے ہین اور متعاقب آ کر مواخذہ
کرینگے چنانچہ محسن نے بجاے اسکے کہ اونکو دیکھہ کر خوش ہوتا دونون
چھوکرون سے اپنی ناراضی ظاہر کر کے کہا کہ تمنے بہت برا کیا جو اپنے مان باپ کو
دہوکھا دیا اور چھپ کر بھاگ آئے ہنوز یہ تقریر تمام نہ ہوئی تھی کہ اون
چھوکرون کے باپ مع کئی حبشیون کے مانند غول بیابانی یا کالی بلا کے
نازل ہوئے اور محسن کے گریبان گیر ہوئے اور اسقدر وہ اپنی دوڑ دہوپ سے
غصہ مین تھے کہ ملازمان سلطانی اگر محسن کے محافظ نہوتے تو بری طرح
محسن سے پیش آتے مگر خاص برداروں نے ڈانٹا اور سمجھایا کہ بھلا
محسن کو کیا پڑی تھی کہ تمہارے لڑکون کو بہکاتا اور محسن نے بھی کہا
کہ صاحبو ذرا مزاج کو ٹھنڈا کر کے سوچو کہ مین اپنے ہی حال مین پریشان
ہون پھر ان لڑکون کو کس برتے پر اس دشت و بیابان مین ساتھہ

رکھنے کا حوصلہ کرتا اور ناحق کی بلا ان لڑکون کی حفاظت کی اپنے گلے باندہتا خدا کے واسطے ان لڑکون کو لیجاؤ اور میرا دامن چھوڑدو اور لڑکون کو بھی دہمکایا اور جواب خشک دے کر منہ پھیر کر راستہ لیا باوجود ان سب خرابیون کے وہ حبشی زادے کسیطرح گھر جانے کو راضی نہوئے اور جس جس طرح اونکے باپ سختی کرتے تھے وہ زمین پر لوٹ لوٹ کر یاد رکھاتے تھے لاچار ہو کر حبشیون نے اون لڑکون کی مشکین باندہین اور دو دو تین تین حبشیون نے ایک ایک لڑکے کو اوٹھالیا اور چل دیے مگر لڑکون نے اسقدر اون حبشیونکو تنگ کیا کہ بہزار مشکل دو کوس بھی وہ نہ چل سکے اور رات بھر نہ وہ چھوکرے سوئے نہ اپنے باپ اور ہمراہیون کو سونے دیا برابر ہاے واے کرتے رہے اور جسطرح وحشی جانور رسی توڑاتا ہے اوچھل کود کرتے رہے چنانچہ رسی کی رگڑ سے جابجا اونکا گوشت کٹ گیا اور لہو لوہان ہوگئے صبح کو اون حبشیون نے جو یہ حال دیکھا تو پھر پلٹے اور محسن کے پیچھے دوڑے دوسرے روز شام کو محسن سے ملکر کہا کہ یہ چھوکرے دیوانے ہوگئے ہین ہر چند ہمنے سعی کی کسیطرح نہین سمجھتے اگر اونکے ساتھ ویسی ہی سختی جیسی ہمنے پرسون کی تھی قائم رکھین تو اندیشہ ہے کہ مر جاوینگے اور ہمارے اور تمھارے دونون کے ہاتھ سے جاوینگے اس سے بہتر ہے کہ تم انکو خرید کر اور اپنے ساتھ لیجاؤ قیمت دینے مین تمہین اختیار ہے جو مناسب جانو دے دو

محسن یہ نالائق قصد اون حبشیون کا سُنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور علیحدہ
لیجاکر لڑکون سے کہا کہ تم ناحق ضد کرتے ہو اور میرے ساتھہ چلنے پر
مرتے ہو سمجھہ لو کہ ماں باپ سے بچھڑکے بہت پچھتاؤگے اور اذیت
سفر سے دو ہی چار روز مین گھبرا جاؤگے مین مسافر ہون خدا جانے
کہان کہان جاؤن اور کون کون مصیبت مین پڑون نہین معلوم زندہ
بچون یا کسی جنگل مین طعمہ درندہ و گزندہ ہون یا کسی ظالم کی قید مین
پھنسون ابھی سویرا ہے خیر سے اپنے باپ کے ساتھہ جاؤ اور عزیزون
و قریبون مین رہکر ہنسی و خوشی سے اپنی زندگی کاٹو لیکن اون لڑکون نے
واپسی وطن کو کسیطرح منظور نہ کیا بلکہ محسن کے قدمون پر گر پڑے
اور رو رو کر کہا کہ خدا کے واسطے ہمکو خرید لو اور اپنے ساتھہ لے چلو
جو مصیبت پڑے گی ہم اوٹھاوینگے اور جو آفت پیش آئیگی ہم اوسے
راحت سمجھینگے لاچار محسن نے اونکے اصرار کو اون حبشیون سے بیان کیا اور
جو کچھہ قیمت خاص بردارون نے اون چھوکرون کی تجویز کی محسن نے
دے دی اور پھر اون لڑکون سے کہا کہ اب بھی کچھہ نہین گیا ہے
روپیہ بھی تم لو اور اپنے گھر جاؤ و مجھے اپنے حفاظت کی بلا مین مبتلا
نکرو مگر اون لڑکون نے نہ مانا تو بھی محسن نے احتیاطاً ایک مقام
اوس منزل مین کیا و دو رات و ایک دن برابر اون چھوکرون کو سمجھایا
آخرش لاچار ہو کر ساتھہ لیا۔

چوتھا سفر محسن نے بیگو سے کانگ تک اوٹھائین اونکا

ذکر کرنا کچھ ضرور معلوم نہین ہوتا اسواسطے کہ جو لوگ سیاح جہانگرد
ہین وہ بمجرد خیال کرنے راہ ہاے پرہول افریقہ کے جہان سیگو
اور کانگ واقع ہین معلوم کرینگے اور جو لوگ کہ مصائب سفر اور
حالات بلاد سے واقف ہی نہین ہین وہ باوجود بتصریح ذکر کے بھی
یقین نہ لائینگے بہرحال مع اپنے ہمراہیون کے کئی ہفتونکے بعد
اوس فاصلہ دراز کو طے کر کے مع الخیر و العافیت کانگ مین پہونچا
اور ملازمان سلطان سیگو کے ساتھ دربار والی کانگ مین حاضر
ہوا خاص بردارانِ سیگو نے پہلے اپنے سلطان کے جانب سے
مراسم متعارفہ ادا کیے اوسکے بعد جو کچھ سلطان نے محسن کے
بابت کہا سنا تھا مفصل و مشرح بیان کیا اور خود بھی اونہون نے
محسن کے محامد و محاسن بلا مبالغہ راست راست بے کم و کاست
بیان کیے اور جسوقت وہ تبلیغ پیغام سے فارغ ہولئے تو محسن نے
ثنا و صفت والی ملک کی کر کے مختصر اپنا حال بیان کیا والی کانگ نے
کلمات مناسب کہکر ملازمان سلطان سیگو اور محسن کو مطمئن کر کے
کہا کہ جو کچھ ممکن ہے اعانت کرونگا و موافق طریق مقررہ و قواعد
مستمرہ ملازمان سلطان سیگو کو خلعت رخصت مرحمت کر کے محسن کو
اپنی توجہات خاص کا امیدوار و متوقع کیا اور آسایش و آرام کا
خاطر خواہ انتظام کر دیا۔

ایک ہفتہ محسن نے آرام کیا پھر بعد رفع ہونے کسل راہ کے بہ نیت

درخواست رخصت کی والی کانگ سے کی اوسنے فرط عنایت سے
فرمایا کہ ابھی تمکو کے روز ہوئے جو جلدی کرتے ہو چند سے ٹھہرو
و زیادہ نہین تو بہلا جتنے روز سیگو مین رہے ہوا وتنے دن تو یہان
رہو کہ ہم تمکو جانین اور تم ہمکو پہچانو محسن نے دست بستہ عرض کی
کہ حضور کے الطاف خسروی جسقدر ان تھوڑے دنون مین میرے
حال پر مبذول ہوئی مدت العمر یاد رکھنے کو کافی ہین مگر البتہ یہ
ممکن ہے کہ میری تھوڑے روز کی حاضری سے مین فراموش شدۂ
خاطر مبارک سے ہو جاؤن و اس اندیشہ سے حضور کا ارشاد
بجا ہے اور مجھے بھی کچھ عذر نہین ہے جب تک مرضی مبارک
نہ ہوگی اپنی سعادت سمجھ کر حاضر رہونگا والی کانگ اس تقریر سے
نہایت خوش ہوا اور محسن بھی یہ سمجھ کر کہ بلا اجازت والی ملک
اوس ملک سے سفر کرنا ناممکن ہے جبر کرکے رہنے پر راضی ہوگیا
اور علم و نجوم کے مشق مین مشغول ہوا
حبشی زادون کے ہمراہی سے کانگ مین محسن کو یہ بڑا فائدہ ہوا
کہ وہان کے زن و مرد جلد مالوف ہو گئے حبشی زادے بھی خوش
تھے کہ اتنا بڑا شہر اونہون نے کبھی نہ دیکھا تھا کانگ کے مرد
گو شتل اور حبشیون کے سخت دل تھے الا عورتین رحم دل اور
متحمل تھین چنانچہ جب مردون مین نفسانیت سے کچھ
جھگڑا ہوتا تو عورتین بیچ مین پڑکے صلح کرادیتی تھین وہ ہرگز

اپنے مردونکو آپس مین نہ لڑنے دیتی تھین بلکہ کدکرکے ایک دوسرے کے
دلون کی کدورتین مٹا دیتی تھین محسن اون عورتون کی سنجیدگی
اور خوش مزاجی سے نہایت خوش ہوا اور اوسنے تمام تر اہتمام کیا
کہ اپنے افعال پسندیدہ اور حرکات سنجیدہ سے اون نیک عورتونکو
راضی رکھے اور فائدے پہونچاوے چنانچہ طرح طرح کے خوشبودار
تیل بالون مین لگانے کے لیے طیار کیے اور قسم قسم کی مسی بنائی
اور بال گوندہنے کے نفیس ڈوریان بنائین و موباف طیار کیے
اور لڑکون کے کھیلنے بہلنے کے لیے انواع و اقسام کے کھلونے آبنوس
اور ہاتھی دانت کے خرادے اوسکے سوا بازیگری کی چالاکیان
اپنے شاگردون کو سکھلا کر خوب مشاق بنایا اور ہفتہ پھیر کر نہایت چالاک
دست بنا کر ساتوین آٹھوین روز کسی میدان مین جا کر تماشا دکھلانا
شروع کیا ان تدبیرون سے علاوہ اسکے کہ تمام شہر کے عورت و مرد
مالوف ہوگئے تھے روپیہ بھی محسن نے بہت کمایا اور حبشی زادے بھی
علاوہ دستکاریون کے سیکھنے کی زبان عربی کے بولنے مین مشاق
ہوگئے اور کسیقدر لکھنے پڑھنے بھی لگے —

ایک برس کامل ان مشاغل مین گذر گیا تب محسن نے بکمال لجاجت
والی سکاناگ سے رخصت کی درخواست کی اور اوسنے کمال مہربانی سے
منظور کرکے سلطان سیگو کیطرح ہمبوکے رئیس تک پہونچا دینے کا
وعدہ کیا اور چند سپاہی مسلح ساتھ کرکے رخصت کیا کئی منزلون کے بعد

راستے مین ایک ایسا پہاڑ ملا جو ارتفاع مین آسمان سے باتین کرتا تھا
اور شیر و پلنگ کا مسکن و ہاتھیون و انواع و اقسام کے درندون و
گزندون کا مامن تھا غرض کہ صحت و عافیت سے اوس پہاڑ کو طے کیا
اور جو کچھ مصائب سفر پیش آئی اونکو جھیل کر کے مہینے کے بعد دار الریاست
ٹھیپو مین وارد ہوا ملازمان والی کانگ نے بڑی مہربانی سے محسن کو
لیجا کر سردار ٹھیپو کے حضور مین حاضر کیا و اپنے والی کی جانب سے
جہان تک اونسے کہتے بن پڑا محسن کی سفارش کی
رئیس ٹھیپو نے اچھا مکان محسن کے رہنے کے واسطے عنایت کر کے
امیدوار عطوفت رئیسانہ کا کیا محسن نے کئی روز کے آمد و رفت مین
جو رئیس کو نیک باطن و صاحب فہم و فراست پایا اور اپنے حال پر
متوجہ دیکھا تو درخواست رخصت مین جلدی نہ کی اور کئی مہینے راحت
و آرام سے وہان بسر کیے اور علاوہ تعلیم حبشی زادون کے کئی قسم کے
جانورون کے چمڑون کو دباغت کر کے اس ترکیب سے پکایا کہ بال بھی
قائم رہے اور مخمل سے زیادہ چمڑے نرم ہو گئے و خوبصورت خوبصورت
برچھیان بنائین اور رئیس کو نذر دین رئیس نے اون چمڑون کو
فرش کے واسطے نہایت پسند کیا اور اون برچھیون کو اپنے سارے
خزانہ و دولت پر ترجیح دے کر بڑی احتیاط سے سلح خانہ مین رکھنے کا
حکم دیا اور خوش ہو کر محسن کو بہت کچھ انعام دیا۔
کئی مہینے جو اس شغل مین وہان بسر ہو لئے تو ایک روز محسن نے کے

شاگردون نے جو مسعود و محمود کے نامون سے موسوم تھے محسن سے
کہا کہ ابتو بیٹھے بیٹھے جی اکتا گیا ہے اگر ممکن ہو تو رئیس سے اجازت لیکر
چندے گرد نواح کی سیر کرنی اور جی بہلانے کی تدبیر کرنی چاہیے
محسن نے اونکی خاطر سے سفر کرنا منظور کیا اور رئیس سے درخواست کی
اوسنے مہربانی سے منظور کرکے سامان شکار بھی عنایت کیا اور اپنے
نوکرون کی ایک جماعت حفاظت کے لیے تعینات کرکے رخصت کیا ملازمان
سلطانی کی رہنمائی سے محسن مع مسعود و محمود گوشۂ مشرق و جنوب کی طرف
روانہ ہوا اور کئی کوس کے فاصلہ پر جاکر خیمہ زن ہوا دیہاتیون نے
جو محسن کو دوسرے رنگ کا آدمی دیکھا تو کچھہ تو اوسکی صورت دیکھنے کو
اور کچھہ انعام کے لالچ سے ساتھہ ہوگئے اور جنگل و بیابان کی خوب
سیر کرائی اور تیر و برچھیون سے اونہون نے اپنے شکار کرنے کی تدبیرین
بتلائین اور محسن و مسعود نے بھی اکثر جانورون کو شکار کیا اور نہایت
شاد و محظوظ ہوئے۔

ایک روز محسن مع اپنے ہمراہیون کے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اتفاقاً
نشیب کے جانب نگاہ کی تو دیکھا کہ پہاڑ کے نیچے ایک نالے کے
قریب گنجان گھاس مین ایک مرد آگے آگے اور ایک عورت اوسکے
پیچھے چلے جاتے ہین محسن نے محمود سے کہا کہ کیا نڈر یہ عورت و مرد ہین
کہ ایسے جنگل مین نہ انکو کچھہ تردد ہے نہ وسواس ہے محمود نے ہنوز
کچھہ جواب نہ دیا تھا کہ اوسی نالے سے ایک شیر نے جست کرکے اوس

بیچارے مسافر کو پکڑ لیا اور ایک جھاڑی کی طرف لے چلا یہ دیکھتے ہی
عورت بیخود ہو گئی اور گھبراہٹ مین کولھاڑی جو اوسکے شوہر کے ہاتھ سے
گر گئی تھی لپک کے اوٹھا لی اور یہ کہتی ہوئی کہ ہرگز نہ گھبرانا اور ہمت
نہ ہارنا مین پہونچتی ہون اور موذی کو مارے لیتی ہون بلا تکلف شیر کے
پیچھے ہوئی اور دیکھتے دیکھتے شیر کے نزدیک جا پہونچی اور ایسا نعرہ مہیب
کیا کہ شیر بھی گھبرایا اور سر اوٹھا کے دیکھنے لگا جیسے ہی شیر نے سر پھیر کے
دیکھا اوس عورت نے کولھاڑی کا وار اس زور سے کیا کہ کلھاڑی کا
پھل شیر کے منہ مین گھس گیا شیر نے گھبرا کے جو عورت پر حملہ کرنا چاہا
تو عالم بیخودی مین اوسکے شوہر کے ہاتھ مین جو برچھی تھی سیدھی ہو گئی
اور شیر کی ایک آنکھ کے پار ہو گئی پھر جو شیر مرد کے جانب متوجہ ہوا
تو عورت نے لپک کے ایک کولھاڑی اور ماری کہ وہ شیر کے دوسری آنکھ پر
پڑی اور دونون آنکھ سے وہ اندھا ہو گیا اور غصہ مین آکر جو اوچھلا
تو پانی کے اندر نالے مین گر پڑا عورت نے اپنے شوہر کا ہاتھ پکڑ کے
جلدی سے گھسیٹ لیا اور بے رکے دور تک کھینچ لائی محسن اور
اوسکے ہمراہی عورت کی یہ جرأت دیکھکر دوڑے اور دیر مین اوس
پہاڑ کی بلندی سے نیچے آئے جسطرح پہاڑ پر سے وہ شیر صاف دکھائی
دیتا تھا اوسیطرح غائب ہو گیا ڈھونڈتے ڈھونڈتے مشکل سے نظر آیا
تو سب نے مل کر شور کیا گو وہ شیر اندھا ہو کر بے قابو ہو گیا تھا مگر اس
زور سے ڈکارا کہ سارا میدان گونج گیا اور نزدیک جانے کا کسی کو یارا و

ندیڑا مگر محسن نے لوگون کے روکتے روکتے قریب جا کر ایک نیزہ شیر
کے سینہ پر اس زور سے لگایا کہ رفتار سے بیکار ہو گیا پھر تو اور ہمراہیون نے
چورنگ بنایا اور خاطر خواہ کام تمام کر کے جلدی سے چمڑا نکال لیا
اوسی اثنا مین راہ چلتے اور کئی حبشی زخمی سے جان پہچان آگئے اور
درختون کی ڈالیان کاٹ کے ایک کھٹر باندھا اور زخمی کو اوسپر
لٹا کر لیچلے محسن نے کئی سکہ رایج الوقت اوس بیچارے کی دوا کیواسطے
اوس شیرا عورت کو دیے —

غرض کہ شام کو محسن نے پلٹ کر ایک قریہ مین قیام کیا ڈیڑھ پہر رات گئے
غل وشور کی آواز سنکر گھبرایا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے آخرش معلوم ہوا کہ
گانون والون نے ایک بڑے نگر کو گرفتار کیا ہے اور اوسکے شکار کی
خوشی مین شور وغوغا مچاتے ہین اور طیاریان کرتے ہین کہ بڑے
تڑکے ندی پر جا کر اوس دریائی موذی کو چورنگ کرین یہ سنکر محسن بھی
مشتاق ہوا اور صبح اوٹھکر ندی کے کنارے گیا دیکھا کہ ناریل کے
جٹون کا ایک موٹا سا بھاری درخت سے بندھا ہوا ندی کے اندر
کسی شے مین اٹکا رہا ہے اور بہت سے گانون والے ملکر اوس رسی کو
زور دے دے کر اپنی طرف کھینچتے ہین اور کبھی ڈھیلا کر دیتے ہین
آخرش بعد کشش وکوشش بسیار کے اوس رسّے کے ساتھ نگر کو
کھینچ لائے جیسے ہی نگر کا سر دکھلائی دیا گانون والون نے خوشی کا
شور کیا اور جلدی سے ایک قوی ہیکل حبشی بڑا سا چھرا لیکر پیڑ سے

بدلتا ہوا مگر کے قریب گیا اور چھرے کو مگر کے منہ مین ایسی احتیاط سے
ڈالا کہ رسّے کو تو کچھہ ضرر نہ پھونچا مگر مگر کی زبان کٹ کر باہر نکل آئی
مگر نے گو پھر بہت زور مارا اور جہان تک اوس سے تڑپا گیا پھڑپھڑایا
لیکن جب شیون نے نہ چھوڑا اور گھسیٹ کر کنارے لائے اور کو مار ڈالا
ٹکڑے ٹکڑے کر کے گوشت بانٹ لیا۔
معلوم ہوا کہ وہ مگر لاگو ہو گیا تھا اور جو جانور دریا کے اندر جاتا تھا
اوسکو کھینچ لیجاتا تھا گانون والون نے لاچار ہو کر ایک خار دار ہنسیا
موٹے رسّے مین باندہ کر ایک دنبے کے پیٹ مین مخفی کر دیا اور
رسّے کو ایک بھاری درخت مین باندہ کر دنبے کو ندی کے کنارے
چھوڑ دیا مگر نے اپنی چاٹ پر آکر جو دنبے کو گھسیٹا و اور روزون کیطرح
شکار جا نکر نگل گیا تو وہ ہنسیا مگر کے تالو مین اٹک گیا پھر ہر چند
اوسنے دریا مین سر پٹکا مگر وہ ہنسیا کسیطرح نہ نکلا اور مچھلی کیطرح
گرفتار ہو گیا محسن اس عجیب شکار سے نہایت محظوظ ہوا اور سرداران کو
اپنے کام مین ہوشیار اور اپنی حفاظت مین مستعد پاکر خوش ہوا
کئی ہفتہ کے بعد محسن سیر و شکار سے سیر ہو کر یمنہ کو واپس آیا
تو دیکھا کہ شہر کے باہر میدان مین جا بجا لوگ جھونپڑے بنا رہے
ہین اور اپنے چند روز کے قیام کا بندوبست کر رہے ہین محسن نے
گھبرا کر جو وجہ بربادی شہر و آبادی میدان کی دریافت کی تو معلوم ہوا
کہ ہر سال تاریخ جلوس رئیس کو اوس میدان مین جشن ہوا کرتا ہے

اور کئی ہفتہ تک اوس میدان مین میلہ رہا کرتا ہے چنانچہ ایک ہفتہ کے اندر
اندر اہل شہر اپنے مکانات چھوڑ کے اوس میلے مین اوٹھ گئے اور
دیہات اور قریات کے حبشی بھی جوق جوق آآ کر مقیم ہوئے اور ہر طرح کے
عیش و راحت کے سامان مہیا کر کے خوشی مین مصروف ہوئے رئیس نے
بھی اپنے لیے ایک بڑا جھونپڑا طیار کرایا تو محسن نے بھی درخواست کی
اور چوراہے پر اپنے لیے ایک خوبصورت جھونپڑا بنوایا اور مع اپنے
شاگردون کے اوسمین جا کر رہا —

سارے میلے والے زن و مرد اپنے طریقہ کے موافق رئیس کی سلامتی
کی خوشی مین مصروف تھے اور اپنی رسم کے موافق کھیل کود مین
مشغول تھے کچھ لوگ ایک طرف ناچتے تھے دوسری طرف بانسلی
بجا بجا کر گاتے تھے کوئی ڈنڈے بجا بجا کر اپنی فصاحت و بلاغت کو
صرف کر کے کچھ بکتا کوئی دف بجا بجا کر گاتا تھا کوئی ایک قسم کا ڈھول
جسپر بالون سے کوڑیان گندھی ہوئی تھین ہاتھ مین لیے ہلاتا تھا
کوئی ایک قسم کا مہمل چکارہ بجا کر تماشائیون کو رجھاتا تھا غرض سارے
میدان مین ایک شور و غوغا مچا ہوا تھا اور جس طرح کوّے کسی مقام
مین جمع ہو کر کائون کائون کرتے ہین یا برسات کے مینڈک اندھیری
رات مین چلاتے ہین رات دن اوس میدان کا وہی حال ہو رہا تھا
محسن نے جو یہ سامان دیکھا تو اپنا خاموش رہنا مناسب نہ جانا اور اوس
جھونپڑے کو آراستہ کر کے بازیگری کا سامان مہیا کیا اور آتشبازی کے

عجیب و غریب کھلونے اور بڑے بڑے غبارے طیار کیے جسوقت
اوسنے بازی گری شروع کی توسارا میلہ اوسکے گرد ہوا اور رات کو جب
آتش بازی چھوڑی اور اندھیری رات کو دوپہر دن کر کے دکھلایا اور
غبارون سے آسمان تک روشنی پھیلائی تب تو جیتی بھچاپ رہ گئے
قصہ مختصر میلہ والون نے محسن کو بہت کچھ انعام دیا اور جہان تک
اونکی زبان نے یاری دی سراہا تین ہفتہ کے بعد وہ میلہ برخاست ہوا
اور ہر شخص خوش خوش اپنے اپنے گھرون مین اوٹھ آئے اور باہر والے
روانہ ہو گئے —

باب چہارم

ابتو رئیس ٹمبو کے نزدیک محسن کی بڑی قدر بڑھ گئی اور خود محسن کی
بنائی ہوئی برچھیان اور پکائے ہوئے چمڑے پسند آئے کہ محسن سے
رئیس ٹمبو نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنی رعایا کی بھلائی اور فوائد کیواسطے
ایک کارخانہ جاری کردون تاکہ اوسمین چھوکرے لوہاری و نجاری اور
چمڑے پکانے اور لکڑی خرادنے وغیرہ کی تدبیرین سیکھین اگر تمسے ہوسکے
تو چند چھوکرون کو تم تعلیم کردو اور ایسا مشاق کردو کہ وہ اورون کو بھی
آیندہ سکھلا سکین محسن رئیس کے اس ایما سے نہایت مسرور ہوا اور
اوسکے اس خیال عالی کو حد سے زیادہ پسند کر کے التماس کیا کہ حضور کی یہ
تجویز قابل ہزارون تعریف کے ہے اسلیے کہ اپنی رعایا کی رفع ضروریات
مین سعی فرمانا اور اونکی احتیاجون کے بر لانے کی تدبیرین کرنا اور

علوم و فنون کے سکھلانے مین جد و جہد فرمانا نشان کمال بیدار مغزی
والی ملک کا ہے اور مجکو حضور کی راے یہان تک مرغوب ہے کہ اگر
میرے عمدہ اغراض بھی فوت ہون تو مین شوق سے اونکو معطل ہونے
دونگا اور جہان تک مجھسے ہو سکیگا تعلیم فنون مین آپکے رعایا کی سعی کرونگا
اگرچہ مجھے نہایت تاسف ہے کہ بوجہ جہالت کے آپکی رعایا سے
مجھے یہ امید نہین ہے کہ جیسا چاہیے اونکو فنون آسکین اسواسطے
کہ مدار سارے فنون کا تحصیل علوم پر ہے اور آپ کی رعایا لکھنا پڑھنا
تک بھی نہین جانتی تاہم جہانتک مجھسے ممکن ہے مین اپنی کوشش
مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھونگا کاش اس ملک کی رعایا پہلے لکھنے پڑھنے
کی دقت اوٹھاتی اور پھر علوم و فنون سیکھتی تو چندر وز مین ایک
دوسرے کو لاانتہا فائدہ پہونچاتا اور حضور کا ملک رشک باغ ارم ہو جاتا
یقین ہے کہ حضور جانتے ہونگے کہ جسقدر اولے العزم فرمانروا
گذرے ہین ترویج علوم کو باعث استحکام بنیاد سلطنت خیال کرکے
ہمیشہ تدابیر لائقہ کرتے رہے ہین کہ اونکی رعایا لکھہ پڑھ کر تواریخ سے
حالات گذشتہ اور جغرافیہ سے نشانات راہ و رسم ممالک مختلفہ سے
مطلع ہون اور پھر اپنے طریق و روش کو اور اپنے بادشاہ کے طریقہ
عدالت اور دستور انتظام کو مقابلہ کرکے دیکھین اوسوقت اپنی ذات
و صفات مین جو نقصان پاوین اونکو چھوڑکے تہذیب و شایستگی
حاصل کرین اور طریقہ انتظام سلطنت مین جو کچھہ فتور سمجھین اوس سے

ارکین سلطنت کو آگاہ کرین تاکہ بادشاہ مطلع ہوکر اون مفاسد کے انسداد مین متوجہ ہو اور جو کچھہ نظم ونسق مین خوبیان دیکھین اوسکی بقا کی غرض سے اپنے والی ملک کے دل وجان سے خیرخواہ رہین
رئیس نے بجواب اس تقریر دلپذیر کے کہا کہ واقعی مین بھی یہ جانتا ہون کہ رعایا کے تعلیم یافتہ ہونے سے بہت سے فوائد ممکن ہین لیکن اول تو مین خود علم وکمال سے بے بہرہ ہون دوسرے دنیا مین جو کچھہ نظر آتا ہے ایک دن نہین بنا ہے رفتہ رفتہ ہر کام کی ترقی ہوتی ہے سردست نہ تو مجھی سے ہو سکتا ہے اور نہ تم اکیلے سے ممکن ہے کہ ہر امر کے رواج دینے مین کامیاب ہو لہذا مین بالفعل اسی کو غنیمت جانتا ہون کہ تمہاری بدولت کچھہ ضروری تدبیرین میری رعایا سیکھہ لین محسن نے خوشی سے منظور کیا اور رئیس نے اپنے غلامون مین سے کئی نوجوان چھوکرے منتخب کرکے محسن کے سپرد کیے چنانچہ محسن نے نجاری وحدادی وعطاری وخیاطی وغیرہ تعلیم کرنا شروع کیا —
ایک دن محمود نے محسن سے کہا کہ آپ نے جو رئیس کے روبرو تقریر کی تھی کہ آپ کی رعایا اگر تعلیم یافتہ ہوجاوے تو ایک دم کو لاانتہا فائدے پہونچاوے اسکا مطلب میرے ذہن مین نہین آیا ہان مین بخوبی جانتا ہون کہ حصول علم سے صاحبان علم کو بڑے بڑے فائدے ہوتے ہین اور جسطرح اندھیری رات مین ماہتاب

تمام دنیا روشن ہو جاتی ہے اور تیرگی شب نیست و نابود ہو جاتی ہے
اوسیطرح سے دل کی تیرگی کو علم کی روشنی کھو دیتی ہے اور علم
آدمی کو روشن ضمیر بنا دیتا ہے اور علم ہی کے بدولت ہر شے کی کنہ
اور باریکی کو آسانی سے آدمی سمجھ لیتا ہے اور مشکلون کے آسان کرنیکا
سلیقہ بہم پہونچاتا ہے اور دنیا کے محاسن اور معائب پر مطلع ہو کر
نیک و بد کے پہچاننے اور کھوٹے و کھرے کے پرکھنے مین کمال پیدا کرتا ہے
اور علاوہ حصول معاش کے ذریعہ خوشنودی جہان آفرین کا بھی
علم ہے اور علم ہی فساد طینت کو مٹا کر برائیون سے طبیعت کو پاک
کرتا ہے دنیا مین عزت و آبرو کا باعث اور حق تعالے کے روبرو گنہگاری
اور بخشش کا سبب ہے لیکن یہ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ایک
صاحب علم دوسرے کو سوا اسکے کہ پڑھا لکھا دیوے اور کیا فائدہ پہونچا
سکتا ہے محسن نے اس استفسار کو سنکر جواب دیا کہ اگرچہ بدون
میرے بیان کیے تم خود سمجھ لوگے کہ ایک صاحب علم سے دوسرے کو
کیا کیا منافع پہونچتے ہین لیکن بہتر ہے کہ مین کسیقدر تمسے بیان کرون
غالب ہے کہ جو تقریر مینے تمہارے روبرو رئیس لکھنؤ سے فوائد تعلیم
مین کی تھی وہ تم کو یاد ہوگی اب اوسکے سوا اور سنو کہ بادشاہ عادل
اور فرمان روا منصف پر واجب ہے کہ اپنے ملک کو شر و فساد سے
بچائین رعایا کو امن و امان مین رکھین ظالمون و جابرون کو شریر و
ضعفا پر سختی نکرنے دین ہر ایک کو معیشت و انواع و اقسام کے

گناہون سے روکین سو ان سب امور کا انتظام ایسا مشکل ہے
کہ نہ تو فوج کی کثرت سے ہو سکتا ہے نہ تو اہل و حکام کی جلالت و
شوکت اور قاضیون و مفتیون کی موعظت و عظمت سے انسداد
مناہی و ارتکاب معصیت ممکن ہے مگر ہان ترویج تعلیم سے ساری
برائیون کا دفعیہ بآسانی متصور ہے اب تم ذرا سوچو کہ اگر کسی ملک کی ساری رعایا
زیور کمال سے آراستہ اور سبکی عقل علم کے صیقل سے مجلے ہو جاویگی
تو ہر شخص جس قدر اپنی بھلائی و برائی کے دیکھنے پر قادر ہوگا اوسیقدر
دوسرون کے فوائد و نقصان بھی دیکھیگا اور جن امور کو اپنے
حق مین مضر سمجھے گا اون سے بالضرور دوسرون کا بھی ضرر خیال
کریگا اور اپنے مقدور بھر اون افعال کو کسی کے حق مین نکریگا
اور جہان تک ممکن ہوگا جسطرح اورون کی برائیون سے اپنے کو
بچاویگا اوسیطرح دوسرون کو بھی اپنی برائیون سے محفوظ رکھیگا
اور جب اسطرح اوس ملک کے سارے رہنے والے یکسان ہو جاوینگے
اور آپس مین سب ایک دوسرے کو خیر کی نگاہ سے دیکھین گے
تو آپ سے آپ امن و امان کے دروازے کھل جائینگے رعیت کو
آسایش و راحت ملے گی بادشاہ کو اظہار سیاست کی نوبت نہ آویگی
سزا و سختی کی کچھہ حاجت نرہیگی بلکہ خود بادشاہ کو بھی اپنی مہذب
و شائستہ رعایا سے نظم و نسق و امورات سلطنت مین یہ امید
پیدا ہوگی کہ خدا نخواستہ اگر بمقتضائے بشریت کوئی خطا ہوگی

یا سہواً کوئی فعل مخالف امن و آسایش رعایا سرزد ہوگا تو رعایا متنبہ
کریگی ایسی تہذیب و شایستگی سے ظاہر ہے کہ راہ خون ریزی بندگان خدا
خود بخود مسدود ہو جاویگی چوری چکاری جعلسازی دغابازی حرف
غلط کیطرح صفحۂ سلطنت سے بلاجد و جہد مٹ جاویگی علے ہذا القیاس
آپس میں ایک دوسرے کو بھی انتہا درجہ کی منفعت ہوگی کیا تم
نہیں دیکھتے ہو کہ ہم لوگوں میں جو آنکھیں رکھتے ہیں کسی اندہے کو ٹھوکر
میں نہیں گرنے دیتے ہیں جسطرح ہم اندہے کو ٹھوکر کھانے سے
بچاتے ہیں اوسیطرح صاحبان علم و فضل اگر کسی کو جہالت سے
ٹھوکر کھاتے ہوئے دیکھینگے تو متنبہ کرینگے و جو کوئی اونسے صلاح و
مشورہ کریگا اوسکو عمدہ صلاح دیوینگے اور باعتبار اون تجربات کے جنکو
کتب ہائے مختلفہ سے سیکھا ہوگا بدون اسکے کہ خود آزمایا ہو ابتدا سے
انتہا تک ہر امر کو قیاس کرکے اپنی رائے کو پختہ و مضبوط کرکے کاربند
ہونگے اور جسطرح سے بدن کے اعضا ایک دوسرے کی حفاظت
کرتے ہیں اوسیطرح ایک شخص دوسرے کا محافظ ہوگا اور ہر ایک
دوسرے کے فائدہ اور نقصان کو اپنے نفع و ضرر کے مانند جاننے لگیگا
اور جس قدر امور دنیا میں لوگ سلوک ہونگے اوس سے زیادہ معاملات
عقبے میں وعظ و نصایح کے ذریعہ سے کام آوینگے محمود نے سنکر کہا کہ
درحقیقت ایسی صورت میں ایک سے دوسرے کو بہت نفع پہونچیگا
ایک سال میں محسن نے بڑی کد و کاوش سے بہت چھوکردن کو

ہاتھی دانت خرادنا اور اوس سے قسم قسم کی چیزین بنانا اور حدّادی
و نجاری و خیاطی و چمڑا پکانا اور بارود و آتش بازی بنانا سکھلا کر مشتاق
کیا اور اونکی دستکاریون کو وقتاً فوقتاً رئیس کو دکھلا کر مطمئن کیا کہ
آیندہ کو وے اور ون کو بھی بخوبی سکھلا سکینگے رئیس محسن کی اِس
کارنمایان سے نہایت ممنون ہوا و موافق اونکی درخواست کے بہت کچھ
انعام و اکرام و سامان حفاظت دے کر ہمراہی اون کے جانب
رخصت کیا محسن نے خدا کا شکر کیا و ممبو سے سیدہا پچھم کی جانب روانہ
ہوا و جنگل و بیابان طے کرتا ہوا اور اوس ملک کے عجیب و غریب جانورونکو
دیکھتا ہوا کئی ہفتون کے بعد ایک پہاڑ دشوار گذار پر پہونچا قریب
شام کے اوس پہاڑ سے اوتر کر جیسے ہی میدان مین پہونچا یکبارگی
بہت سے حبشیون نے گھیر لیا ملازمان رئیس ممبو کے بنائے کچھہ
نہین پڑا اسواسطے کہ نہ وہ ڈاکو رعایاے ممبو سے تھے نہ وہ مقام
داخل سلطنت ممبو تھا لاچار ہو کر اپنی جانون سے مایوس ہو کر سب نے
مقابلہ کیا رئیس ممبو کے کئی سپاہی مارے گئے و کئی بھاگ کر جان
بچا لیگئے محسن محمود مسعود اور دو سپاہی رئیس ممبو کے زخمی ہوکر
حبشیون کے ہاتھہ گرفتار ہوئے اون سفاکون نے مال اور اسباب کو
اپنا سا مال جانکر بانٹ لیا اور اون پانچو زخمیون کو بھی کشان کشان
آگے دھر لیا و اپنے قریہ مین لاکر ایک ایک کو بانٹ لیا ایک ظالم
محسن کو بھی اپنے گھر لیگیا اور کپڑے اوتار کے زخم دھوئے پھر جو چاہا

دوا باندہی اور کھلایا پلایا واسیطرح اوروں نے بھی دوسرے قیدیوں سے
یہی سلوک کیا۔
بیچارے سب قیدی ہرچند خیال کرتے تھے کہ انجام اس پرورش کا کیا ہوگا
مگر سمجھہ مین نہ آتا تھا یہان تک کہ وہ سب اچھے ہوگئے اور بعد اوسکے
بھی تین مہینے اونکی حراست اور حفاظت مین گذرے مگر اونکا ارادہ
نہ کھلا آخرش ایک روز دیکھا کہ ادھر اودھر کے دیہات سے دو دو
ایک ایک چھوکرے لیے ہوئے حبشی چلے آتے ہین اور اوسی قریہ مین
جمع ہوتے ہین تب تو یہ بیچارے سخت گھبرائے کہ دیکھا چاہیے مارکے
کھا جائینگے یا کیا آفت اوٹھائینگے مگر ڈیڑہ پہر رات گئے وے سب
توہمات باطل ہوئے اور ثابت ہوا کہ وے سارے حبشی لونڈی غلام
بیچنے کے واسطے سرالی اون کے جانب جاتے ہین اور اون گرفتاران
مصیبت کو بھی اونکے مالک بیچنے کو لیجائینگے غرض اوسی رات کو وہ
قافلہ روانہ ہوا اوسوقت ان سب کے جان مین جان آئی اور زیادہ
اسپر بسر دیہہ ہوئے کہ ایک ہی ساتھہ سب بکنے جاتے ہین خوش خوش
حبشیون کے ساتھہ ہوئے اور رات دن چلتے چلتے اور دشت و بیابان
طے کرتے ہوئے اوس مقام پر پہونچے جہان اوسی قسم کے بیرحم لونڈی
غلام بیچنے کو اور کئی انگریز و مسلمان سوداگر لینے کو جمع تھے بازار بردہ فروشی
تو کھلا ہی تھا اور بندگان خدا بھیڑی بکری کی طرح بک رہے تھے انکے
قافلہ کے چھوکرے چھوکریان سب ہاتھون ہاتھہ بک گئے مگر محسن کا

کہ وہ پردیسی تھا اور دونوں سپاہیوں کا کہ وے جوان تھے کوئی خریدار
نہوا محمود و مسعود کی خریداری مین بھی اس وجہ سے کہ اونکی عمر
پندرہ برس سے زائد نہین سوداگرون کو تامل ہوا محسن نے جب
یہ حال دیکھا تو بجاے خوشی کے اس اندیشہ مین مبتلا ہوا کہ اونکے
آقا پھر اون سب کو پلٹا لیجاینگے اور نہ معلوم کس عذاب مین ڈالینگے
اس رنج مین اسقدر پریشان ہوا کہ نہ کچھ کھایا جاتا تھا نہ نیند آتی تھی کہ
چوتھے روز فروشندون مین تذکرہ ہوا کہ ایک نیا بڈہا سوداگر لونڈی
غلام کا خریدار آیا ہے اسیوقت مالکان قافلہ محسن سب سے پہلے
اوس سوداگر تازہ وارد کے پاس پانچون قیدیون کو لیکے حاضر ہوئے
محسن نے جو اوس سوداگر کو اسی برس کا بڈہا اور ظاہر کا دیندار دیکھا
نہایت خوش ہوا اور یقین کیا کہ وہی اوسکی مخلصی کا باعث ہوگا مگر
سوداگر جب تک ان لوگون کو دیکھے دیکھے اور بھی فروشندہ حاضر ہوئے
اور بازار لگ گیا آخرش سوداگر اوٹھا اور ایک نظر سارے چھوکرے
چھوکریون کو دیکھتا ہوا اپنے مقام پر جا بیٹھا اور ایک ایک کو بلا بلا
دیکھنے بھالنے لگا ہر ایک فروشندہ اپنے بچون کو بدن کھول کھولکر
دکھلاتا تھا جسطرح بھیڑ بکری جانور پرکھے جاتے ہین وہ سوداگر غور سے
دیکھتا اور عجیب صورت بھانپتا تھا اور جس مین کوئی عارضہ یا اور نقص
ظاہری پاتا تھا اوسکو سامنے سے ہٹوا دیتا تھا محسن پہلے تو کھڑا دیکھتا
رہا مگر بیچارہ بندگان خدا کو جانورون سے بھی بیقدر دیکھ کر رونے لگا —

اتفاقاً سوداگر کی نگاہ محسن سے دوچار ہوئی تو سوداگر نے مالک محسن سے
اشارہ کیا وہ خوش ہوکر سامنے لیگیا محسن نے نہایت ادب سے سلام
کیا اتفاقاً اوسیوقت ایک اور سوداگر آگیا اور اوسکی تعظیم و تکریم مین مشغول
ہوکر محسن سے کچھ پوچھ پاچھ نہ کی بلکہ اور لونڈی و غلامون کا مول چکایا
اور جنکو لینا تھا لے لیا لاچار محسن نے آگے بڑہکر سوداگر سے کہا ؎
مشتاق سب ہین بدر کے افزون ہلال کے ٭ دنیا مین قدردان نہین
صاحب کمال کے ٭ حضور نے نادانون کو خرید فرمایا و مجھے عمر رسیدہ خیال
فرماکر شاید نامنظور کیا یہ سنکر سوداگر متوجہ ہوا محسن نے بکمال فصاحت
اپنی داستان مصیبت نشان کو ابتدا سے انتہا تک بیان کیا تاجر نے
حیران ہوکر کہا کہ جو مصائب تمکو پیش آئے ویسے دنیا مین اکثرون کو پیش
آتے ہین بلکہ تمسے زیادہ مین نے لوگون کو مبتلائے آفات دیکھا ہے اسواسطے
مین کچھ تعجب نہین کرتا مگر ہان جہلا دفعتاً مصیبت مین پڑکر رہجاتے ہین
اور دانا و عقلا ہر ایک آفت کو جھیل جاتے ہین اور دامن استقلال کو
نہین چھوڑتے چونکہ تمنے ہمت نہین ہاری اور ہر مصیبت کو عقلمندی سے
کاٹی اس وجہ سے مین البتہ خوش ہوا اور متحیر بھی ہون کہ تم سے کیونکر
ایسے سخت مصائب کا تحمل ہوا بہرکیف خاطر جمع رکھو کچھ دے لیکر ان
ظالمون سے تمہین چھوڑاؤنگا محسن نے بعد ادائے شکر عنایت کہا کہ اب تک
ہم لوگون کا کوئی خریدار نہین ہوا اور یقین ہے کہ کوئی مول نہ لیوے گا
اور سوائے اسکے مین صرف اپنی ہی مخلصی بھی پسند نہین کرتا بلکہ اپنی رہائی

کے پھلے ان دونون چھوکرون اور دونون اپنے محافظون کی گلوخلاصی
چاہتا ہون اگر آپ میرے واسطے کچھ ان ظالمون کو دینا تجویز کرینگے تو پھر
میرے ہمراہیون کے بھی دام مانگین گے اسلیے میری سمجھ مین یہ بہتر ہے
کہ ہم لوگون کو آپ یون ہی رہنے دیوین اور ملاحظہ کرین کہ جب ہم لوگون کا
کوئی خریدار نہ ٹھہرے تو یہ کیا کرتے ہین ہان اگر پھر پلٹا کے اپنے گھر
پہنچا دین تب تو آپ اجازت فرماوین ورنہ مجھے یقین ہے کہ یہ مایوس ہوکر
ہمکو آپ چھوڑ دینگے سوداگر نے محسن کی اس تجویز کو پسند کیا اور فروشندون نے
کہا کہ تم دیوانے ہوا ان جوانون کو ہم لوگ لیکر کیا کرینگے نہ تو ان پر ہماری
تربیت اثر کریگی نہ یہ ہماری متابعت کرینگے سواے اسکے یہ مسلمان ہین
اور ہم مسلمانون کو مول نہین لیتے یہ سنکر وے رخصت ہوئے اور رات کو
آپس مین مشورہ کرتے رہے کہ ہرگاہ خریدار لونڈی و غلامون کے بھی
سوداگر ہین اور ہر سال انہین سے کام پڑتا ہے پس جب اس سال
جوان لوگون کا کوئی گاہک نہین ہے تو آیندہ کون ہوگا کھلانا پہنانا
اکارت جائیگا بہتر ہے کہ انکو دفع کرو چنانچہ ہر ایک نے منظور کیا اور
پانچو قیدیون کو چھوڑ کر مطلق العنان کر دیا اور صبح ہوتے ہی وے
کالا منہ کر کے اپنے وطن کو چل دیے یہ پانچو تاجر مہربان کے پاس حاضر
ہوئے سوداگر نے عنایت اور مروت سے خاطر کی اور محسن کے استفسار پر
تاجر نے اپنا حال اسطرح بیان کیا کہ مجھے لوگ سعید ابن احمد کہتے ہین اور
اگرچہ وطن قدیم میرا شام مین ہے مگر عرصہ سے بارپورہ مین جو سلطنت [illegible]

مین واقع ہے رہتا ہون تجارت میرا پیشہ آبائی ہے میری ساری عمر
سفر مین کٹی ہے اور ہنوز سفر کی ہمت باقی ہے اگر تم عہد صادق اور وعدہ
موثق کرو کہ بلا میری مرضی کے میرا ساتھہ نہ چھوڑوگے اور جہان مین
جاؤنگا جاؤگے تو مین اپنے ساتھہ تمکو لے چلونگا اور اپنا قوت بازو
سمجھہ کر علاوہ ہر طرح کی کفالت کے مشاہرہ بھی دونگا حبشی زادہ کی
بابت مجھے کچھہ اصرار نہین ہے اونہین اختیار ہے کہ چاہین تمہارے
ساتھہ چلین خواہ نہ چلین محسن نے بعد تھوڑی فکر کے التماس کیا کہ
بندہ نواز آپ کے حضور مین حاضر رہنا اور آپکی خدمات بجالانا مین
اپنا فخر جانتا ہون اور علاوہ اسکے مجکو امید ہے کہ آپ کی بدولت مجھے
تہذیب و تزکیہ نفس مین بہت فائدہ ہوگا لیکن بار احسان خواجہ
باقر اسقدر میری گردن پر ہے کہ مین بلا شرط یہ وعدہ نہین کرسکتا کہ
مین کبھی آپ سے جدا نہونگا براہ مہربانی آپ ہی غور اور انصاف
فرماوین کہ مین کیونکر خواجہ باقر کے احسانات فراوان کو بھول جاؤن
اور آپ کی رفاقت مدت العمر کے لیے منظور کرون ہان آپ میری
اس شرط کو منظور کرین کہ اگر خواجہ باقر بقید حیات ہو اور میری جدائی
منظور نہ ہو تب تو جو کچھہ آپکا میرے پہنچانے و کھلانے و پہنانے
مین صرف ہو لیکر مجھے رخصت کرین و اگر خدا نخواستہ خواجہ نے انتقال
کیا ہو تو مدت العمر مجھے اپنے ساتھہ رکھین مین خود آپ سے جدا نہونگا
اور جہان آپ لیجائینگے سایہ وار ہمراہ رہونگا اور جو خدمت مجھسے فرماوینگے

اختیار دارین سمجھ کر بجالاونگا سعید بن احمد نے کہا کہ شاباش لازمۂ
مردمی یہی تھا جو تمنے کیا اور اب مجھے تمہاری وفاداری مین کچھ شک
نرہا اگر خواجہ باقر کو مین زندہ سنونگا تو مین ضرور تمکو خواجہ کی خدمتمین
پہونچا دونگا اس بات چیت کے بعد سو روپیہ محسن نے سعید سے مانگے
چنانچہ نہایت خوشی سے سعید نے سو روپیہ دیے محسن نے روپئے لیکر
اپنے محافظون ملازم رئیس ٹمبو کو بلایا وچاہا کہ پچاس پچاس روپیہ اونکو
دیوے مگر وہ راے قناعت اونہون نے کہا کہ ہمکو اس قدر بس ہے
کہ آپ نے قید سے ہمکو چھوڑایا اور بدون ہماری مخلصی کے اپنی رہائی
گوارا نہ کی ہم اسی مہربانی کا شکر نہین کر سکتے چہ جائیکہ اور روپیہ لیکر
زیر بار احسان ہون سواے اسکے اگر ہم حرص کرین اور جو آپ دیتے
ہین لے لین تو دشمن پھر راہ مین پکڑینگے اور جہان وہان دونون لیوینگے
جنگلی پھلون اور جڑون سے ہم واقف ہین ہمکو بلی کہا ہیکہ صحیح و سلامت
گھر پہونچینگے محسن نے کہا کہ نہین تمکو میرے سبب سے ایسی اذیت ہوئی ہے
کہ مجھے عمر بھر ندامت رہیگی اور اگر تم اس روپیہ کو نہ لوگے تو مین یہ
سمجھونگا کہ تم تھوڑا سمجھکر نہین لیتے محافظون نے ہاتھ جوڑ کے کہا
کہ ہرگز ایسا خیال نہ کیجیے ہم اپنی جان کے اندیشے سے روپیہ لینے مین
تامل کرتے ہین اور اگر آپ کو یہ خیال ہے کہ ہم تھوڑا سمجھکر نہین لیتے
تو پانچ پانچ روپیہ ہمارے واسطے بہت ہین عنایت فرمائیے غرض
پانچ پانچ روپیہ لیکر وے رخصت ہوئے اور محمود و مسعود بدستور محسن کے

ساتھ رہے دو تین دن کے قیام کے بعد سعید بن احمد نے لونڈی
غلامون کی کھیپ پوری کی اور دریاے سرالی اون مین کشتی کا لنگر
اوٹھا کر روانہ ہوا اور ایک جزیرہ مین جو قریب تھا پھونچکر اپنے اور
دوستون سے ملا اور سب کے ساتھ دریاے شور مین جہاز پر سوار ہوا
اور کئی روز کے بعد ایک جزیرہ مین جہان کی آب وہوا اچھی تھی مقام
کیا اور سونے کے خریدنے کا بندوبست کیا محسن نے اپنی سلیقہ شعاری
وہان دکھلائی اور اپنے آقا کی خاطر خواہ اعانت کی بعد قیام دو ہفتہ کے
وہان سے بھی روانہ ہوئے اور اکثر چھوٹے چھوٹے جزیرون مین پھرتے
پھراتے اور انواع واقسام کے اشیا خریدتے ہوئے ایک جزیرہ مین
جو بہ تحت حکومت قوم ڈچ تھا اوترے وہ جزیرہ نہایت آباد تھا
اور لطافت آب وہوا مین بھی مشہور تھا ہر قسم وہر ملک کے تاجر وہان
آیا کرتے تھے اور آپسمین مال بدلتے تھے اور اوسی جزیرہ سے جنکو چین
یا ہندوستان کا سفر منظور ہوتا تھا روانہ ہوا کرتے تھے ہاتھی وجنگلی
گدھے اور اونٹون کی اوس جزیرہ مین نہایت کثرت تھی اور قدیم
باشندے اوس جزیرہ کے ھاٹن ٹاٹ کہلاتے تھے گو کہ وہ بھی حبشی
تھے مگر نیک وفہمیدہ مشہور تھے غرض جزیرہ مذکور مین پھونچکر سعید بن احمد
نے وہان کے تاجرون سے ملاقات کی اور اونکا مال سعید نے دیکھا
اور اپنا مال اورون کو دکھانا شروع کیا چنانچہ ایک تاجر مصری بھی
سعید کے فرودگاہ پر آیا وہ محسن کو دیکھتے ہی بڑے تپاک سے لپٹ گیا

واستفسار حال کرکے خواجہ باقر کے مرنے کا حال کہا محسن سنتے ہی
بدحواس ہوا اور دریاے غم مین ڈوب گیا اوسکے بعد سعید سے تاجر
مصری نے کہا کہ خوشا نصیب آپکے جو محسن سا لائق آپ کے ہاتھ آیا
اور جو کچھہ اوصاف اوسکے خود جانتا تھا اور جو خواجہ باقر سے سنے تھے
مفصل بیان کرکے سعید کو مطمئن کیا اور تاجر مصری کے بیان زبانی کے
علاوہ محسن نے جو جو اشیا بدلنے کے لائق تہین اس خوبی اور کفایت سے
لین دین کہ خواجہ سعید کو خود اوسکے حسن سلیقہ اور کثرت تجربہ پر وثوق
ہوگیا ایک روز سعید نے محسن سے پوچھا کہ خواجہ باقر کا حال تو سن چکے
کہو اب کیا کہتے ہو محسن نے جواب دیا کہ جو مین نے وعدہ کیا ہے اوس
سر مو انحراف نہین ہے مین خود جدا نہونگا و اگر شامت بخت سے آپ
ناراض ہوکر مجھے جدا کردین تو لاچار ہون خواجہ سعید نے بہت کچھہ
تسلی محسن کی کی اور پھر محمود و مسعود سے پوچھا کہ بھلا تمنے کیا سمجھا اور
مان باپ کی مفارقت اختیار کی محمود نے زبان عربی مین نہایت ہی
فصاحت سے یون کہنا شروع کیا کہ حقیقت مین مان باپ سے جدا ہونا
ایسا ہی تعجب کے لائق ہے جیسا آپکو ہے اور کچھہ شک نہین ہے کہ جہانتک
کوئی مصیبت سخت نہین پڑتی گھر بار اور خویش و اغیار کو چھوڑکر کوئی
جلاوطن نہین ہوتا سو ہم پر مصیبت جہالت کی اسقدر سخت نازل ہوئی
تھی کہ ہم جو کچھہ کرتے جاے حیرت اور مقام تعجب نہ تھا اگر یاین ہمہ ہمنے
کوئی فعل جدید و نادر نہین کیا ہے آپ جانتے ہین کہ جسقدر درسنے [illegible]

دانشمند مشہور گذرے ہین اونہون نے گھر بیٹھے کچھہ نہین سیکھا اور
اونے سفر کیے اور گھر بار چھوڑے علوم و فنون مین ترقی کی نہ تجربہ
حاصل کیا تھا اسواسطے ہمنے بھی جب محسن سا اوستاد شفیق پایا تو چاہا
کہ چندے اوسکی صحبت مین رہکر فائدہ اوٹھائین اور سیر و سفر کرکے
حالات و کیفیات بلاد مختلفہ کی دریافت کرکے تجربہ حاصل کرین اور پھر
پلٹ کر اپنے ہموطنون کو نفع پھونچاوین پر ہمارے مان باپ نے نہ مانا
اور ہمارا محسن کے ساتھہ رہنا گوارا نہ کیا تو ہم لاچار ہوگئے اور علم و فضل
کے لالچ سے اپنے بکنے اور غلام بننے پر راضی ہوگئے تو بھی ہمارے والدین
نہ سمجھے اور ہمکو اونہون نے بیچ ڈالا مگر ہزار آفرین کہ محسن نے ہمکو خرید
بھی لیا اور کمال جوانمردی سے آزاد بھی کیا اور واپسی کا اختیار دیا پر ہم
کیونکر پلٹ جاتے اور اپنی آرزو خاک مین ملاتے ہان اگر موت نے جلدی
نہ کی تو بعد حصول علوم و تکمیل فنون ارادہ ہے کہ وطن جاوین اور اپنے
علم سے اپنے بھائی بندون کو بھی نفع پھونچاوین سعید اس تقریر دلپذیر کو
سنکر نہایت خوش ہوا اور اونکو شایق کامل و طالب علم جانکر اونکے
اخراجات کا بلادرخواست کفیل ہوا تین مہینے کے عرصے مین جو کچھہ
کرنا دھرنا اور لینا دینا تھا خواجہ نے کیا اور چوتھے مہینے جہاز پر سوار ہوکر
باربورہ کو روانہ ہوا اور مع الخیر پھونچا باربورہ بھی ایک اچھا شہر تھا اکثر
سوداگر وہان آیا کرتے تھے اور گھوڑے خرید کرکے لیجایا کرتے تھے محسن نے
وہان کے عمدہ نسل کے گھوڑون پر جو بھاری و بھدّے زین بندھے ہوئے

دیکھے تو اپنے ہاتھ سے ایک عمدہ قسم کا نہایت سبک زین بنایا اور سعید کو
دکھلایا سعید نے اس درجہ اوس زین کو پسند کیا کہ سلطان ایڈل کے حضور مین
لیجا کر گذرانا اور سلطان کو بھی اس قدر وہ زین بھایا کہ اوسنے اپنے سواروں کیلیے
لیے پانچ ہزار زین کے تیار کرا دینے کی سعید پر فرمایش کی چنانچہ محسن نے
بہت سے کاری گر نوکر رکھ لیے اور زین بنوانے شروع کر دیے
اوسی اثنا مین ایک شخص جسکی وضع ولباس سے شرافت کے آثار نمودار تھے
سعید کے پاس آیا اور سلام کر کے بڑی دیر تک مودب بیٹھا رہا مگر سعید نے
باوجودیکہ مروت واخلاق مین بے مثل تھا مطلق اعتنا نہ کی اور نہ استفسار
حال کیا دو تین گھنٹے جب بیٹھے بیٹھے اوسکو گذرے تو اوسنے خود چاہا کہ اپنا
حال کہے تو سعید نے جھڑک دیا اور کچھہ نہ کہنے دیا محسن نے جو خلاف اخلاق
یہ حرکت سعید کی دیکھی تو متحیر ہوا اور عرصہ تک سکوت کے عالم مین بیٹھا رہا اور
ہر چند چاہا کہ خواجہ سے اجازت لیکر حال اوس غریب کا سنے مگر خواجہ سعید
کی جھڑکی سے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ کہنے کی جرأت نہ پائی لاجرم ایک پرچہ
کاغذ پر اپنی خواہش لکھکر پیش کی پھر خواجہ کی اجازت کے موافق اوس جوان نے
اپنا حال یون بیان کرنا شروع کیا کہ میرا باپ جزیرہ گنڈاکسو کا عامل تھا
اور وہ حد سے زیادہ محاسن ومحامد رکھتا تھا اور انواع اوصاف ذاتی
وصفاتی سے متصف تھا چند روز ہوئے کہ اوسنے اس دار فانی سے سفر
عالم جاودانی کیا تو مین بجاے اپنے باپ کے عامل ہوا میرے چچا اور بعض
میرے رشتہ دارون نے مجھپر حسد کیا اور اہل عناد کو موافق کر کے ورپے

بیچ گئی اور فساد کے ہونے اور طرح طرح کی سیری شکایتیں پہچاننے لگے
مجھے موقوف کرایا اور اس ظلم پر بھی اکتفا نکرکے مجھے شہر بدر کرایا کل کی
بات ہے کہ میں حاکم شہر تھا آج در بدر بارا مارا پھرتا ہون نہ موت ہی آتی ہے
نہ صورت زیست نکلتی ہے یہ سنتے ہی محسن کو اپنی حالت مصیبت یاد آئی
اور بہرام کی بدسلوکی اور مکان دمشق سے نکلنے کی صورت آنکھوں کے
آگے پھر گئی رونے لگا مگر برعکس اوسکے خواجہ اس قدر غیظ و غضب مین
آیا کہ اپنے آگے سے اوس مسافر کو اوٹھوا دیا جب کہ وہ چلا گیا اور محسن کا
مزاج درست ہوا تو خواجہ سے پوچھا کہ میری سمجھ مین یہ نہین آیا کہ خلاف
اپنی عادت شفقت و مرحمت کے آپ نے اوس مسافر کو کیون جھڑکا
خواجہ نے کہا کہ میان تمنے ابھی دنیا نہین دیکھی ہے اسواسطے اپنی مروت
خلقی سے جسے تم بظاہر عالت افلاس مین پاتے ہو اور اوسکے بیان مصیبت کو
سنتے ہو اپنی نیک نہادی سے سچ جانتے ہو خلاف اوسکے مین دنیا مین
پھرتے اور نیک و بد آدمیون کو دیکھتے دیکھتے قیافہ شناسی مین ایسا
مشاق ہو گیا ہون کہ صورت دیکھتے ہی آدمی کو پہچان لیتا ہون سوا اسکے
اسکے دنیا وہ مقام ہے کہ ہر شخص کسی نہ کسی مشکل مین پھنستا ہے اور رنج
و آلام مین گرفتار ہوتا ہے پس کسیکی محض بیان مصیبت پر اوسکے سارے
بیان کو سچ جاننا اور قابل شفقت و مرحمت تصور کرنا دانشمندی کے
خلاف ہے مین نے اس شخص کو آتے ہی جان لیا کہ مسرف و بد قماش
اب تم ہی غور کرو کہ نان شبینہ کو تو وہ محتاج کہتا تھا پر اوسکے لباس

اور وضع سے کیا ثابت ہوتا تھا یہ وجہ تھی کہ مینے اوسے کچھ حال نہ کہنے
دیا اور آخر کو جب تمہاری خواہش کے مطابق اوسنے اپنا حال بیان کیا تب تو
مین بخوبی واقف ہوگیا کہ وہ بڑا بدمعاش ہے اب مجھسے سنو کہ اس
ناشدنی کا باپ واقعی عامل گلڈ اکسو کا تھا اور مین نے اوس یگانہ روزگار
و متقی و پرہیزگار کے پاس اس مکار کو اکثر دیکھا ہے یہان تک بیان اس
جابکار کا سچ ہے کہ اسکا باپ قابل ستایش لاتعد اور لائق محامد بے حد
تھا چنانچہ جب مین گلڈ اکسو کو جاتا تھا تو ضرور اسکے باپ کی زیارت کرتا تھا
اور ہر شخص کو اوسکے انصاف وعدالت کا ثنا خوان پاتا تھا یہ ناشدنی
ننگ خاندان پیدا ہوا باپ نے لاکھون تدبیرین کین کہ اسکو تعلیم کرے
مگر یہ استعداد و قابلیت کی ہی نہ رکھتا تھا ساری سعی اسکے باپ کی بیکار ہوئین
سچ ہے زنگی دھونے سے سفید نہین ہوتا اور درندے و گزندے پر تعلیم کا
اثر نہین پہونچتا یہ جیسے کا تیسا رہا تھوڑے دن ہوئے کہ اوس عامل عالم نے
سفر آخرت کیا اور بواسطہ شرافت و وراثت اس نے اپنے باپکا منصب
حاصل کیا حکومت پاتے ہی اس سفاک نے دست ظلم دراز کیا اور بہتون کو
تباہ و شہر و ملک کو خاک سیاہ کرنا شروع کیا اور خمر خوری کے علاوہ
تھوڑی خطا پر بڑی بڑی سزا گنہگارون کو دینا اسنے شروع کیا اور
اور بے گناہون کو زبردستی گنہگار بنایا آخر اسکے ظلم و جبر سے خلائق
نالان ہوئی چنانچہ امام مسقط نے بصد ذلت و خواری اسکو شہر بدر کیا اور
اور اسکے چچازاد بھائی کو جو عالم باعمل ہے عامل مقرر کیا مجمحسن اس حال کو

سنکر چپ ہو رہا مگر خیال اوس مسافر کی پریشانی کا دل سے نہ گیا تھا
کہ کئی مہینے کے بعد ایکروز بازار مین دیکھا کہ کوتوالی کے پیادے کیسکو پکڑے
لیے جاتے ہین اور تماشائی پیچھے پیچھے ہین محسن نے آگے بڑہکر جو دیکھا تو
اوسی مسافر کو گرفتار پایا حیران ہو کر لوگون سے پوچھا کہ یہ کس تقصیر پر
ماخوذ ہوا ہے ایک شخص نے کہا کہ نعیم بن حمید یہان ایک مشہور امیر
لاولد ہے اسنے جو سُنا کہ وہ اس فکر مین ہے کہ کسی شریف و لئیق کو اپنا
جانشین کرے تو کسی ذریعہ سے رسائی حاصل کی اور چند روز کی آمد و
رفت مین اپنی نیک رفتاری و دینداری ظاہری ایسی دکھلائی کہ حسب و
نسب سے مطابق ہو گئی نعیم کو علو خاندانی تو اسکی معلوم ہی تھی بلا تکلف
اپنا متبنے کر لیا کئی مہینے تک عیش و فراغت سے بسر کی مگر آخر کو
اپنی خباثت سے سوچا کہ واللہ اعلم نعیم کب تک جیے گا اور جبتک وہ
نمریگا مال و دولت میرے ہاتھ نہ چڑہیگا غرض کہ اوباشون کو انعام
دینے کا وعدہ کرکے اپنے محسن کے قتل پر آمادہ کیا اتفاقاً نعیم کے ایک
وفادار نے یہ حال سن لیا اور اپنے آقا کو مطلع کیا ہر چند نعیم نے جھوٹ
جانا مگر رات کو ہوشیار سویا آدھی رات گئے یہ ظالم شمشیر آبدار لیکر مع اور
دو بد معاشون کے اوسکے خوابگاہ مین گھسا وہ تو جاگتا ہی تھا شور کیا نوکر
چاکر مدد کو دوڑ آئے دو ایک زخم تو نعیم کو اس بے مروت نے لگائے مگر
اوسپر خیریت گذری وجان بچ گئی اب اوسی گناہ کے مکافات مین یہ
ظالم گرفتار ہوا ہے اور بجائے اس شیطان خصلت کے وہ غلام وفادار

نیم کا قائم مقام ہوا ہے باستماع اس حال سراپا ملال کے مجکو اپنے خیال
مقام پر سخت تنبہ اور انفعال ہوا اور بازار سے پلٹ کے سارا حال اوس
زبون خصال کا خواجہ سے کہا بعد وقوع اس قصہ کے چند روز مین ین
غربا یعنی سلطان ایڈل طیار ہوئے اور ہزارون روپیہ کا فائدہ خواجہ
سعید کو ہوا دو برس کامل خواجہ سعید کو جو بار پورہ مین رہنا پڑا تو وہ گھبرا
گیا اور سامان سفر درست کر کے جہاز پر سوار ہوا محسن بھی مسعود و محمود کو
لیکر ہمراہ رکاب ہوا جہاز عمدہ اور قافلہ کے سب لوگ سنجیدہ اور فہمیدہ تھے
اور ہوا بھی موافق تھی اسلیے وہ سفر بہ از حضر گذرا اور مع الخیر اوسی جزیرہ
مین جہان سے بار پورہ آئے تھے پہونچے اور حسب معمول جو اسباب
وہان لینے کے لائق تھا خرید کیا ہنوز کسی ملک کے جانے کا عزم بالجزم
نہین تھا کہ خواجہ سعید سے کئی ملاقاتی انگریز پرتگیز اور فرانسیس تاجر بھی
اوس جزیرے مین وارد ہوئے اون مین سے کسی نے سفر ہندوستان
تجویز کیا اور کسی نے قصد چین کا کیا اور خواجہ سعید کو بھی مشورہ دیا
کہ یا چین کو جاوے یا ہندوستان کو چلے چنانچہ خواجہ نے چین کے
سفر پر منفعت کو ترک کر کے کسی مصلحت سے ہندوستان کے دیکھنے
کی رغبت کی اور ایسے سفر دور دراز پر کمر ہمت کو چست کر کے محسن کو مطلع کیا
محسن اگرچہ سفر سے بہت بیزار ہو چکا تھا مگر سوائے ہمراہی خواجہ کے
کچھ چارہ نہ تھا لاچار ہوا اور اسباب تجارت جہاز پر بار کر کے روانہ ہوا
بعد عرصہ دراز جو تقدیر موافق اور ہوا خواہش کے مطابق تھی مع الخیر

بندر سورت مین پهونچا تو کبهی خواجه هند مین آیا تها نه محسن راه و رسم
ملک سے آگاه تها زبان بهی مشکل هوئی لیکن تهوڑے دن کے بعد
جب کچی پکی هندی بولی آگئی اور ادهر اودهر پهر اسکے بهت اسباب
قابل تجارت پایا تو مغالطه کهاکر سفر خشکی کا کیا اور قافلے کے ساتهه
هوکر وسط هندوستان کو روانه هوا دو هی منزل کے بعد معلوم هوا که
قضا هندوستان مین لائی هے رسته پرخوف تها جنگل پهاڑ درند گزند
ڈاکو ٹهگ سے کوئی منزل خالی نهین جاتی تهی خواجه اگرچه بڈها تها
مگر سفر سے مطلق نه گهبراتا تها نه کسیطرح سے همت هارتا تها چنانچه جو کچهه
دقتین پڑین بڑی خوشی سے جهیلین اور عرصهٔ دراز کے بعد ایک شهر
پر فضا مین وارد هوا اوس شهر کی آبادی حد و شمار سے بیرون اور
تعداد باشندون کی حساب سے افزون تهی یه تو ادنے بات تهی که
سات هزار کلاونت دگویے اور تیس هزار تمبولی بستے تهے سپاه و
فوج بیشمار فقط اسی هزار سپاهی مسلح آماده کارزار اور تیس هزار
سوار جرار مستعد جنگ و پیکار دو لاکهه پیادے اور دو لاکهه تیر انداز
اور تبر بردار جان نثار هر وقت دارالریاست مین رهتے هاتهیون کے
دل کے دل هر طرف شهر مین پهرتے تهے راجه بهی وهان کا امیرانه
سرتاج راجگان تها وهان کے امرا نے جو سنا که نئی صورت کا تاجر
آیا هے هر ایک خواهان ملاقات هوا چنانچه خواجه محسن کو ساتهه لیکر
اکثر سرکارون مین گیا مگر وهان کے امرا کا طریقه ملاقات اور اون کے

حالات دیکھ کر گھبرا گیا کیونکہ وہ امرا نہ تو خود کسی سے بات کرتے تھے
نہ کسی کے سوال کا جواب دیتے تھے اور جو کوئی اونسے کچھ پوچھتا تھا تو ہنسکر
رہجاتے تھے صرف مصاحب اور رفقا بیٹھے باتین بنایا کرتے تھے خواجہ
حیران ہوا کہ یہ کس قسم کے انسان ہین کہ باتین کرنا تک نہین جانتے
اسکے سوا اکثر ثابت ہوا کہ وہان کے امرا آپس مین رنج و کاوش
رکھتے ہین ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتا ہے نہ بھلائی چاہتا ہے جو
راجہ کے دربار مین جاتا ہے کسی نہ کسی کا شکوہ ضرور کرتا ہے اور راجہ کا
بھی عجیب حال دیکھا کہ کسیکو تو اونے تعریف پر خلعت دیتا اور کسیکو
ذرہ سی شکایت پر ہاتھی کے پاؤن مین بندہوا کے گھسٹوا تا سپاہ مین
بھی تنخواہ نملنے کی داویلا اور برسون سے تنخواہ نملنے کا گلہ رہتا اکثر
دیکھا کہ اہل فوج جب فاقہ کرتے کرتے لاچار ہوتے تھے تب بلا اندیشہ
دو وہشت بخشی کو پکڑتے تھے یا دیوان کی بیعزتی پر تلتے تھے کبھی کبھی
مہاراج کی سواری روک کے کھڑے ہوتے تھے یون ہی زمیندارونکا
بھی رنگ ڈہنگ تھا کبھی سنا جاتا کہ فلان تعلقدار خود سر ہوگیا کبھی
غل مچا کہ فلان زمیندار خراج نہین دیتا کبھی فوج پر فوج کسی تعلقدار سے
لڑنے کو جاتی تھی اور مغلوب ہوکر پلٹ آتی کبھی کوئی ناظم لوگون کو نہین
پھر کر باغیون کے سر بھجواتا اور بیچا بیچا شہر مین وہ لٹکائے جاتے تھے
عدل و انصاف کا یہ حال تھا کہ لڑنے والے مرمٹتے تھے تک فیصلہ نہوتا تھا
چنانچہ ایک روز اوسی جانے محسن نے ایک امکان پر دیکھا کہ باشمہ تو

سوار پیادے گھر گھیرے ہوے کچھ اہتمام کر رہے ہین اور اندر مکانکے
عورتین ڈار ہین ماربار رو رہی ہین مشاہدہ اس حال کے محسن کو اپنی
خانہ بربادی و مشق کی یاد آئی متحیر ہو کر کھڑا ہو گیا اور ایک شخص کو
سمجھدار پاکر استفسار حال کیا اوسنے محسن سے کہا کہ یہ مکان مادہو پرشاد
نامے ایک برہمن کا ہے مادہو پرشاد ابتدا مین کچھہ مال و دولت نرکھتا تھا
پر بڑا باتونی و خوشامدی تھا جسکے پاس جاتا تھا چند روز مین اپنی
جگہہ اوسکے دل مین کر لیتا تھا رفتہ رفتہ دیوان صاحب کے حضور
مین اوسکی پہونچ ہوئی اور ایسی خوشامد درآمد اوسنے شروع کی
کہ دیوان صاحب کو اوسکی پرورش مدنظر ہوئی سایر کے محصول
وصول کرنے پر مامور کیا تنخواہ تو واجبی ہی واجبی تھی مگر بلی کے بھاگون
چھینکا ٹوٹا دیوان صاحب راضی کار باری سارے حمایتی پھر مادہو پرشاد
کو کیا کمی کبھی نہ محاسبہ لینے والا نہ کوئی روکنے ٹوکنے والا جو چاہتا تھا
وارا نیارا کرتا تھا جس قدر چاہتا تھا سرکار مین دیتا تھا اور جتنا من
مانتا سایر کا روپیہ چورا تا تھا اوسمین سے کچھہ آپ رکھتا تھا کچھہ مال مفت
دل بیرحم اپنے ماتحت کے متصدی پیادون کو کھلا تا تھا اور کچھہ درباریونکو
چکھاتا تھا اسواسطے کوئی نہ پوچھتا تھا ہوتے ہوتے ٹکا پیسے کے روپیہ اشرفی
ہو جاتی ہین کچھہ ہی دنون مین مادہو پرشاد کا گھر دیکھہ لیا روپیہ کی بڑھتی ہوئی
تو مادہو پرشاد کو دولت بڑہانے کی اور بھی حکمتین کچھہ تو آپ سوجھین
اور کچھہ اوسکو لوگون نے سجھائین کسی مہاجن کو اپنا روپیہ دے کر ساجھی کیا

کہین کسی بیوپاری کو قرض دیا اور سود ٹھہرالیا اپنی آڑہت کی دکان بھی جدا درست کی ادھر ادھر کے سوداگران کا مال خود لیا پھر اپنے دباو سے خاطر خواہ نفع پر بیچ ڈالا قصہ مختصر جو مشہور تھا کہ روپیہ کو روپیہ کھینچتا ہے وہ سچ ہوگیا سات ہی آٹھ برس مین مادہو پرشاد کے دلدر دور ہوگئے اور بڑا مالدار مشہور ہوا تو بھی اتنی کسر باقی رہی کہ لڑکا کوئی نہ ہوا اور اس ارمان کے پورے کرنے کو مادہو پرشاد نے دوسری جورو کرنے کا خیال کیا ذات کا خود کلین تھا اور مالدار ہونے سے عزت دارون مین بھی داخل ہوگیا تھا بہتیرون نے اپنی لڑکی دینی چاہی آخر ش دوسری شادی کی نیا مکان بنا کے نئی جورو سے آباد کیا اور پہلا اندوختہ پہلی جورو کے نذر کردیا تین برس مین جو اس جورو سے بھی مراد پوری نہوئی اور روپیہ کی گرمی زیادہ بڑہی تو تیسری جورو کرنیکی خواہش ہوئی ارادے ہی کی دیر تھی وہ بھی ثالث بالخیر ہوگئی اور اور تیسری حویلی اوسکے لیے بھی اوٹھائی گئی اور نئی کمائی اوسکے پلے پڑنے لگی کچھ دن نہ گذرے تھے کہ تیسری کی ہم بستری سے بھی سیری نہوئی اور چوتھی شادی کی اُمنگ پیدا ہوئی حیلہ تو معقول ہی تھا کہ تین جورؤن سے وارث پیدا نہوا تھا چوتھی بھی شادی دہوم دہام سے ہوگئی اور چوتھی عمدہ عمارت اس امید سے تعمیر ہوئی کہ اوسی مین لڑکا ہوگا اور پھلے پھولیگا چنانچہ جہان تک ہوسکا چوتھے محل کو دہن دولت سے بھر اگر اولاد نہونے کا ارمان باقی رہا خود بانجھ

تھا لڑکا کیا ہوتا آخرش لڑکا لڑکا کرتا آپ ہی دو برس ہوئے وہن دولت
چھوڑ کے دنیا سے چلتا ہوا یہ تو آپ جانتے ہین کہ سوتیا ڈاہ بری ہوتی ہے
اور رانڈ ہونے سے بھی سوت کو سوت نہین دیکھ سکتی تینون پہلی جورو ہین
چوتھی پر دانت پیستی تھین کہ سارا نقد جنس ہضم کیے بیٹھی ہے ڈکار تک
نہین لیتی غرض جہان تک آپس مین جھگڑا کیا کرتی رہین مگر چھوٹی
اونسے کہین بڑھ کر کھوٹی تھی ایک سنکر چار رکھتی تھی اپنا کیا دیتی اونکے
کپڑے تک اوتارنے پر مستعد ہوئی تھی جبکہ کسیطرح اون تینون کی
دال نہ گلی تب اونھون نے اپنے حمایتی جمع کیے دستور ہے کہ
جہان مردار ہوتا ہے کوے گِدّھ گدہ وغیرہ مردار خوار آ پہونچتے ہین اور
اپنا اپنا پیٹ بھرنا چاہتے ہین بہت سے مفت خورے بہکانے والے
جمع ہو گئے اور چارو عورتون کو لڑانے لگے چھوٹی نے جو چار دلاسے
کانون کان سنی تو روز روز کی ٹھاین ٹھاین سے بچنے کی یہ تدبیر کی
کہ شوہر کا گھر چھوڑ کے میکے کو چل دی یہ ارادہ جو اوسکے سوتون کے
حمایتیون نے دیکھا تو سوا اسکے اور کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ راجہ سے
فریاد کرائین اور جسطرح بن پڑے چھوٹی کا جانا رُکوائین اسواسطے کہ
وے خوب جانتے تھے کہ اگر سونے کی چڑیا اوڑ جائیگی تو پھر وہ تینون
جو لڑنے پر اوتارو ہین اپنا مونھ لیکر رہجائینگی و اگر لڑائی بنا ہوئی تو اونکی
برد بھی گئی چنانچہ سب نے متفق ہو کر اون تینون کو صلاح دی کہ
راجہ کے آگے اپنا مہر دنے مارو وے ناعاقبت اندیش جاہل عورتین

زمانہ کا پہیچ اونچ گیا جانتی تھین چرہ دوڑین اور جہان تک بن پڑا
فریاد و زاری کی راجہ کے دربار مین حق ناحق کون دیکھتا تھا اور کھوٹا
کھرا پرکھنا کسے آتا تھا اور مادہو پرشاد کے مرنے کے بعد سے جو دربار تک پہنچے
اوسکے گھر سے کچھہ نہ پایا تھا خوش ہوئے اور ہان مین ہان ملا کر فریادیونکے
طرفدار بنگئے ترنت چھوٹی بیوہ کے مکان پر پہرہ ہوگیا اوسکے طرفدارنے
جو دیکھا کہ اون تینون کا داؤن چل گیا تو راجہ سے یہ فریاد کی کہ مہاراج
یہ کیا اندہیر ہے کہ یہ تینون جو دبائے بیٹھی ہین اوسے ٹٹو نہ بائین اور
چھوٹی بیچاری کا گھر لٹوا دین اگر انصاف ہے تو مادہو پرشاد کا سب مال
جمع کروا کے چار حصہ مہاراج برابر کر دین اور جھگڑا مٹا دین مہاراج
تو ہون کے راجہ تھے اودہر ہون کرکے چپ ہو رہے اودہر چارو
رانڈون کی جایداد کا تعلیقہ کرنے کو ہرنکس شیخ [illegible] نام زنگلی کا فورا ایک
چھٹا مین ہوکر آیا ہر ایک کو ڈرا اوڑا کر کچھہ ٹوٹکا ہر طور اوسنے لیا اور یہ
کچھہ چھپا کے لوٹا پھر تعلیقہ کی فرد بنا کر راجہ کے روبرو پیش کی مہاراج نے
جو اوس فرد کو دیکھا اور کسی سوجھانے والے نے سوجھا دیا تو کہا کہ
واہ ٹکے کے نوکر کے پاس یہ دہن معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا خزانہ لوٹ
لوٹ کے اپنا گھر بنایا ہے یہ سب سرکاری خزانہ مین داخل کر دو اور ہزار
ہزار روپیہ چارو رانڈون کو دے کر شہر سے نکال دو تا کہ پھر کوئی
ایسی چوری نکرے یہ سنتے ہی چارون کے ہوش اوڑ گئے اونکے حمایتی
بھی ہر جگہہ سر ٹپکتے پھرے پر کون سنتا تھا کسی کے بنائے کچھہ نہ بنا

اوسی حکم کی اب تعمیل ہو رہی ہے سرکاری پیادے گھر مین گھستے ہین
مال اسباب چھینتے ہین عورتین گھر کو لٹتے دیکھ کے روتی چلاتی ہین
جان کھوتی ہین ان پیادون اور کارندون کی بنی ہے کچھ تو آپ رکھینگے
اور کچھ سرکار مین پہونچا دینگے کیا اندہیر ہے کہ چوری کے مال کے
ساتھ مادہو پرشاد کی گاڑہے پسینے کی بھی کمائی جاتی ہے اور کوئی
انصاف نہین کرتا دیکھنے و سننے والے مصرع مال حرام بود بجاے
حرام رفت پڑھ پڑھ کر ہنستے ہین محسن نے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ مادہو پرشاد
نے سب روپیہ چوری سے بظاہر جمع نہین کیا تھا مگر حقیقت مین سب روپیہ
چوری ہی کا تو تھا اسلیے کہ جن روپیون نے اور روپئے کھینچے وہ چوری
ہی کے تھے سوا اسکے مادہو پرشاد نے چار چورو کر کے اپنی کمائی
کی بربادی کا درخت آپ ہی بویا تھا تو بھی مجھے تعجب ہے کہ وہ عورتین
کیسی دیوانی تھین جنہون نے ایسے مجنون منصف سے کہ جو تمام دنیا
کو یلی کا حق سمجھتا ہے اپنا انصاف کرایا ہندو نکو کہا کہ عورتین بیچاری
کیا جانین بہیا لوگون نے اونکو بہکایا بہک گئین نہ وہ پڑہین گنین
کہ اپنی بہتری سے چلین محسن نے کہا یہ اور بھی مادہو پرشاد کی بیوقوفی ہے
کہ ایسی جاہل عورتون سے شادی کی اور مال و دولت اونکے ہاتھ
مین چھوڑا تھا اگر آج راجہ زبردستی سے نہ لیتا تو کل اور طرح سے
وہ برباد کرتین القصہ ایسے حالات دیکھتے و سنتے کئی مہینے وہان گذرے
آخر شیخ خواجہ وہان سے روانہ ہوا کئی منزلون کے بعد ایک منزل مین

ایک مسافر کو محسن نے دیکھا کہ ہر ایک مسافر سے کچھ پوچھتا ہے اور
ٹھنڈی سانسیں لیتا ہے چنانچہ محسن اوسکے پاس گیا اور کشف ماجرا
کیا تو اوس بیچارے نے رو کر کہا کہ اپنی بپتا کیا کہوں سنیئے میرا باپ
مجھے کم سنی میں چھوڑ کے مر گیا تھا میرے چچا نے مجھے پالا اور حسب قدر
بیٹوں کو لکھنا پڑھنا ضرور تھا مجھے سکھلایا اور جب میں سیانا ہوا
تو ایک روپیہ کی کوڑیاں مجھے دے کر بیچنے کو بازار میں بٹھال دیا
میں نے احتیاط سے بیچیں اور جو کچھ نفع پایا اپنے چچا کے آگے رکھا
کوڑی بیچنے میں مجھے میرے چچا نے ہوشیار پاکر تھوڑے دن کے بعد
مجھے پرچون کی دوکان کرا دی اور میرا بیاہ بھی کر دیا میری جورو
گھر آئی چند روز کے بعد اوس سے اور میری چچی سے ناموافقت ہوئی
میرا چچا عقلمند تھا اوسنے دیکھا کہ ایک جگہ رہنے میں نہ بننے کی
روز کھٹ پٹ لگی رہیگی اسواسطے ایک جدا گھر لیکر مجھے علحدہ کر دیا میں
جدا ہو کر بدستور پرچون کی دوکان رکھی میرے گھر والے
میری نگاہ میں اور عورتوں سے ہوشیار معلوم ہوئے اسلیے جو میں
کماتا تھا اپنی جورو کے ہاتھ میں دہرتا تھا اور وہ بڑی خبرداری سے
رکھتی تھی اور مجھسے بھی زیادہ روپیہ کا لوبھ کرتی تھی اب میں کہانتک
آپ سے کہوں کہ میں نے کیا کیا محنت اوٹھائی اور کس کس طرح
اپنی جان جوکھم کی کوڑی کوڑی پچیس برس میں جمع کی مگر خلاصہ
یہ ہے کہ سولہ ہزار روپیہ میرے پلے پڑے تب میں نے آٹھ ہزار روپیہ

تو گھر مین رہتے دیے اور آٹھ ہزار روپیہ لگا کر لالچی نامے ایک نمک کے
بیوپاری سے ساجھا کیا اور تین برس تک اوسکی شراکت مین بھی حافظ
نفع اوٹھایا تو مہینے ہوئے کہ لالچی نے چاول کی کھیپ بھری و مجھے
دے کر اجمیر کو بھیجا یا کہ مین وہان پہونچکر چاول بیچون اور اوسکے بدلے
مین نمک بھر لاؤن مین کیا جانتا تھا کہ لالچی مجھسے بسواس گھات
کرے گا سیدھے دل سے مین تو اودھر چلا گیا ادھر تیسرے مہینے
لالچی نے میری جورو کو بہت اوداس ہو کر ایک چٹھی دکھائی و میرا نام
لیکر کہا کہ اجمیر مین پہونچکر جس آڑہتیے کو چاول دیے تھے اوسکے بھروسے
دس ہزار روپیہ کا نمک مول لے لیا اور جب بیوپاریون نے نمک کے دام
مانگے تو آڑہتیے پر ہنڈی لکھ دی آڑہتیے نے ہنڈی نہ سکاری اور سوکھی
سُنائی کہ چاول اب تک نہین بکے روپیہ کہان سے آوے لاچار ہو کے
بیوپاریون سے مہلت لی ہے اور مجھے چٹھی لکھی ہے کہ جیسے بن پڑے
دس ہزار روپیہ بھیجو اور اگر دس ہزار نہ بن آئے تو نہین تو پانچ ہزار میرے
گھر سے لیو اور پانچ ہزار قرض لیکر بھیجدو نہین تو نمک اور چاول
دونون اکارت جائینگے ساکھ و عزت مفت برباد ہوگی سو قرض لینا تو
مین نے مناسب نہ جانا کہ ناحق ناحق سود کیون بھرون پر اپنے گھر کا
گہنا پاتا بیچ کے پانچ ہزار اکٹھا کر لیے ہین پانچ ہزار جو باقی رہے ہین
وہ تم دو اور ان باتون کو ایسا رو کھا پھیکا اوداس منہ بنا کر کہا کہ
میری جورو نے سچ یقین کیا اور میری مصیبت پر وہ بھی رونے لگی

آخرش اوسنے گھر کے ڈبے دبائے پانچ ہزار روپیہ گن کے لالجی کے
حوالہ کیئے لالجی کے ہاتھ جو وہ بردھنہی نہ معلوم کیا بے ایمانی سمائی
کہ دکان بڑہا بیٹھا اولٹ کر دیوالہ نکال دیا میری جورو نے یہ حال سُنا
گھبراکے لالجی کے پاس دوڑی گئی مگر نہ معلوم وہ کالا منہ کر کے کہان چھپا
کہ اوسدن سے اوسنے اپنی صورت ہی نہ دکھائی وجبتک مین اجمیر سے
پھر کے آؤن آؤن نہ معلوم کہان چل دیا جب مین نمک کی کھیپ لیکر آیا
تو دیوالہ نکلنے کی خبر سُنکر گھبرایا اسلیئے کہ آٹھ ہزار کی پونجی اور
تین برس کی نفع مین صرف پانچ ہزار کا نمک میرے پاس تھا اور
اور جو گھر آیا تو دوسرا دہما کا لگا کمر ٹکڑے کے بیٹھہ گیا دنیا آنکھون مین سیاہ
ہوگئی پانون مین چیتھڑے باندہے لالجی کو ڈہونڈتا پھرتا ہون پر کہین
پتا نہین پاتا ہون محسن نے متاسف ہوکر کہا کہ تمہاری جورو کیسی اُلو تھی
جسنے تمہاری لکھی ہوئی چٹھی نہ پہچانی بنیے نے کہا کہ صاحب وہ انپڑہ
کالے اچھر کیا جانے جو میرا ایا پرایا لکھا پڑھتی محسن نے کہا کہ تو پھر تمہاری
بیوقوفی ہے جو مورکھہ عورت سے بیاہ کیا اور پھر بھی اتنا نہ کر رکھا کہ تمہارا
لکھا پہچانتی اور عمر بھر کی کمائی برباد کرتی غرض بنیے کو وہین حیران
و پریشان چھوڑا اور کئی مہینے کے بعد خواجہ کا قافلہ لاہور پہونچا ایکدن
محمود نے بازار سے آکر محسن سے کہا کہ تمنے جو فرزند ناخلف عاقل نگڈا کا
حال بیان کیا تھا اوس سے مین بڑہ کر آج دیکھہ آیا ہون وہ یہ ہے
کہ ایک مہاجن اور اوسکے لڑکے کو مین نے جو کوتوالی مین گرفتار دیکھا

دریافت حال کیا تو معلوم ہوا کہ مہاجن کا وہ بھی اکلوتا بیٹا تھا جب
سیانا ہوا تو اوسنے چاہا کہ تعلیم و تربیت کرے مگر ماں کی محبت سے
لاچار رہا اسلیے کہ پڑہنے لکھنے کی تاکید سے ماں ناراض ہوتی تھی اور
جب باپ تنبیہ و تادیب کرتا تھا تو ماں منہ پھلا کر بیٹھ رہتی تھی اور
گھر کا کام کاج چھوڑ دیتی تھی اور شوہر کے سمجھانے بجھانے پر کہتی تھی
کہ کبھی لڑکوں میں یہی تو ایک جیا ہے اسکو بھی کیوں دھمکا دھمکا کر
مارے ڈالتے ہو یاد رکھو کہ اگر یہ مر گیا تو میں بھی اسکے ساتھ مر جاؤنگی اور
اور وہ ماں کی ہتیا تمپر پڑیگی بالا بھولا ابھی لڑکا ہے بچپنے کی باتیں
کرتا ہے ابھی کے دن کے رات گذرے ہیں سیکھتے سیکھتے سیکھ جائیگا اور
سمجھتے سمجھتے سمجھ جائیگا باپ بیچارہ اپنا سا منہ لیکر رہجاتا تھا بیٹا ماں کے
جانب سے روز بروز دلیر ہوتا جاتا تھا اور اپنی ماں کو جاہل سمجھ کر الٹی
تباہی پڑہ پڑہا کر سمجھا دیتا کہ میں تو اچھی طرح سبق یاد کر لیتا ہوں مگر
باپ ناحق ناحق پیچھے پڑا رہتا ہے اور اسطرح اپنی نادان ماں کو حمایتی
بنائے رہتا تھا اور باپ کی تاکید کو دھیان میں نہ لاتا تھا جہاں
جی میں آتا جاتا اور جس صحبت میں من مانتا اوٹھتا بیٹھتا ابھی پندرہ برس
کا بھی نہوا تھا کہ ماں کو چھوٹی سی بہو کی گھر میں آنیکی آرزو ہوئی آخر
بیاہ کیا اور بہو کو لا کر کلیجہ ٹھنڈا کیا پہلے تو بہو خود نا سمجھ تھی بھلائی برائی
کچھ نہ جانتی تھی مگر جب سیانی ہوئی اور ادھر ادھر کی عورت مردونکے
ذکر مذکور سنتے سمجھتے اونچ نیچ جاننے لگی تب ایک دن اپنی ساس سے کہا

کو اور تو جو ہو تو ہو تم جانو تمہارا پوت جانے مگر شاید مجھے کل کو تم چور بناؤ
ناحق ناحق کا الزام لگاؤ اسواسطے مین کہے رکھتی ہون کہ بہانے بہانے
تمہارا سپوت تین ہزار روپیہ تک کا زیور مجھسے دھروا لیگیا ہے مین
نہین جانتی کہ کسی بیسوا کو دیا یا انکی سو جھے کے داؤن پر رکھہ دیا مگر
مین نے سُنا ہے کہ دونون کنگنون مین وہ پورا ہے یہ حال سُنکر ماں کا
ماتھا ٹھنکا محبت کے نشے ہرن ہوگئے تو بھی کم بخت نے اپنے شوہر
اس خوف سے کہ وہ سُنکر لڑکے کو ماریگا ذکر نہ کیا مگر لڑکے سے پوچھا
کہ کہو بہو کا زیور تمنے کیا کیا وہ تو دغابازی کے فن مین مشتاق ہوچکا
تھا گڑھ گڑھا کے کچھ ایسا کہدیا کہ بیوقوف ماں نے مان لیا پھر اپنی
جورو کی مار پیٹ سے خوب خبر لی وہ بیچاری چلا چلا کے رونے لگی تو بھی
اوسے لڑکے ہی کی ماں نے خوشامد کی اور اپنا قصور ظاہر کرکے بہو کو
بچایا اوسوقت تک بھی کچھہ نہ گیا تھا اگر وہ نالائق ماں سمجھدار ہوتی
تو لڑکے کی بد اطواریان اپنے شوہر سے ظاہر کرتی مگر وہ تو اوسکی چاہ و محبت
مین ایسی ڈوبی تھی کہ سارے اوسکے عیب ہنر جانتی تھی آخر
دو برس کے بعد ایک کنگن کی جوڑی جو باپ کی دکان پر بکنے آئی تو باپ نے
پہچانی کہ وہ کنگن تو خود اوسکے ہین لیکن پھر خیال کیا کہ شاید دھوکا
ہوا ہو دام دیکے کنگن لے لیے اور گھر آکر جورو کو دکھلائے اوسنے
پہچان تو لیے مگر انجان ہو کر کہا کہ مین نہین پہچانتی تب سسر نے بہو کو
بلایا اور کہا کہ تم اپنے کنگن ذرا لاؤ تو ہم ان کنگنون سے ملا کر دیکھین

[illegible]

سُسر نے جو بہو کو ڈانٹا تو اوسنے سارا اصل حال کہدیا مہاجن بیچارے کا
سو پانی ہوگیا لاچار اوسدن سے ایسا بندوبست کیا کہ لڑکے کے ہاتھہ
کچھہ نہ چڑہتا تھا جب بدذات لڑکے نے دیکھا کہ کسی صورت سے نقد و
زیور نہین ملتا تو کئی بدمعاشون کو جو پہلے سے اوسکے ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے
آمادہ کرکے چوری کا پیشہ اختیار کیا اور پہلے اپنا ہی گھر چورون کو بتلایا
اور چوری کروا کے کچھہ آپ لیا اور کچھہ یارون کو کھلایا اور اسطرح گھر کی
چوری سے جب دلیری ہوئی اور حرام کے مال کا چسکا پڑا تب اور ونکے
گھر جھانپے تھوڑے روز ہوئے کہ ایک مہاجن کی چوری کی اور اپنے
حصہ کا جو زر و زیور پایا اپنے گھر لاکر رکھا اتفاقاً کل کوئی زیور بیچتا ہوا اوس
ناشدنی کا ساتھی جو پکڑا گیا تو اسنے اوس بدبخت کا نام بھی بتلایا کوتوال نے
آکر اوسکو بھی پکڑا اور خانہ تلاشی کرکے چوری کا مال نکالا باپ کو بھی
تھانہ نگہدار رہا گرفتار کیا جاہل ماں و ناخلف لڑکے کے سبب سے
باپ بیچارہ ناکردہ گناہ مصیبت مین ہے اور آپ لڑکے کے ساتھہ گھن مفت
پستا ہے محسن نے کہا کہ تمہارا یہ خیال کہ باپ بے گناہ ہی ناحق سے
درحقیقت باپ ہی نالائق تھا جو اوسنے جاہل عورت کی خاطر سے لڑکے
کو بے تربیت چھوڑ دیا بعد وقوع اس ماجرے کے ایک ہفتہ خواجہ سعید
اور لاہور مین رہا پھر وہان سے روانہ ہوا اور دریاے سندھ اوتر کر
غزنین پہونچا و سلطان غزنین کی ملازمت سے مفتخر ہوا محسن بھی ہمراہ

خواجہ نے سلطان غزنین کے حضور مین حاضر ہوا سلطان نے متوجہ
ہوکر دونون سے حالات ہر ایک بلاد کے دریافت کیے و ہند کا مذکور
بھی آیا محسن نے عرض کی کہ پیرو مرشد ہندوستان عجیب و غریب
ملک ہے کہ نہ دیدہ نہ شنیدہ آگے کتابون مین دیکھا تھا اور اپنے ملک کے لوگون سے
سُنا تھا کہ اہل ہند نہایت فضل و کمال رکھتے ہین مگر وہان جاکر ایک بھی
نہ پایا بلکہ اون خوبیون کا ایک متنفس بھی نظر نہ آیا نہ کہین علوم و فنون کا
چرچا سُنا ادنے سے اعلے فقیر سے امیر تک کسیکو اسطرف متوجہ نہ پایا
بلکہ علی الرغم بغض و عناد و حسد و فساد اونکے آپس مین اکثر مشاہدہ کیا
جہان تک آزمایا ایک کو دوسرے کی فکر تخریب مین پایا فوج شکستہ دل
ارکان سلطنت عیش و نشاط کی طرف مائل ہین تمام ملک بد
انتظامی سے ہر فرد بشر سر دوش ناکامی ہے کوئی ظالم کے ظلم سے
سسکتا ہے کوئی داد بیداد ہی کہہ کر عدالت پر چلاتا ہے فریادی
دن دوپہر مشعلین جلاتے ہین اندھیرے اندھیرے پکارتے ہین
نہ راجہ کو اون معاملات پر خبر ہوتی ہے نہ کارپردازون کی نظر ہوتی ہے
جنگل جھاڑی کوہ بیابان مین تو جو ہوتا ہے وہ ہوتا ہی ہے راجہ کے
زیر چھتر و محلے اکثر دن دوپہر لوگ لٹ جاتے ہین اور مجرم نہین پکڑے
جاتے سلطان غزنین اس حال کو سُنکر مسکرایا اور فرمایا کہ مجھکو اوس
ملک کے تسخیر کی ایک مدت سے فکر ہے اور ان آثار ادبار کے سننے سے
مجھے یقین ہے کہ مین کامیاب ہونگا بعد اس ادراک و استفسار کے

دربار برخاست ہوا خواجہ اور محسن بھی رخصت ہوکر اپنے فرودگاہ کو
آئے اور پھر بھی حاضر دربار سلطان ہوتے رہے خواجہ نے برسبیل تذکرہ
لیاقت محسن کے مسعود اور محمود کا بھی ذکر کیا سلطان نے اون دونوں کو
فوراً بلوایا اور چونکہ قدردان علم وکمال تھا جلیسون کی تربیت اور
قابلیت پر نہایت محظوظ ہوا اور محسن کی محنت پر انکو تحسین و
آفرین فرمائی اور ہر ایک کو خلعت گران بہا عطا فرمایا چند روز کے
بعد خواجہ سلطان سے رخصت ہوا اور جو شدائد اور مخاطرات خواجہ نے
راہ مین اوٹھائے اگر وہ ایک ایک بیان کیے جاوین تو یہ کتاب
بہت طول ہوجاویگی اسواسطے کہ سورت سے غزنین تک پہونچنا اور
پھر غزنین سے خراسان اور بلاد ایران کا طے کرنا بظاہر بہت ہی مشکل
معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت مین صحت وعافیت اور جرأت ہمت عجیب
نعمت ہین کہ سب دشواریان ودقتین آسانی سے کٹ جاتی ہین

باب پنجم

قصہ کوتاہ بعد قطع منازل وطے مراحل قافلہ خواجہ کا شہر بغداد مین
وارد ہوا وہان خواجہ کی تجارت کی کوٹھی بھی تھی گماشتون اور کارپردازون نے
یکایک جو خواجہ کو دیکھا کوئی گھبرایا کسی کو کچھ اندیشہ پیدا ہوا محسن نے
جو اپنے دوستون اور محسنون کا تفحص حال کیا تو معلوم ہوا کہ خلیفہ
سابق نے انتقال کیا اور سوائے اوس امیر کے جسنے حالت مجروحی مین

معالجہ کرایا تھا اور خلیفہ کے روبرو پیش کیا تھا شہر مین کوئی موجود نہین ہے
چنانچہ محسن اپنے محسن کی خدمت مین حاضر ہوا اونسنے بوجہ امتداد
مدت دراز محسن کو نہ پہچانا الا محض بوجہ اپنے اخلاق کریمانہ کے تعظیم
و تکریم سے بٹھلاکر نام و نشان پوچھا محسن نے کہا کہ مین وہی زیر بار
احسان فراوان ہون جسنے آپ کی عنایت سے دوبارہ زندگی پائی
تھی چونکہ صاحبان سخا کا دستور ہے کہ اپنے احسانون کو یاد نہین رکھتے
اسواسطے وہ ایسا بھول گیا تھا کہ مطلق یاد نہ آیا مگر جبکہ محسن نے خلیفہ بغداد
کے حضور مین حاضر کرنا یاد دلایا تب اوس امیر نے پہچانا اور اپنے نہ
پہچاننے کی بابت عذر کیا اور دیر تک خلیفہ سابق کے اوصاف بیان کرتا رہا
اور مدح و ثناے خلیفہ وقت مین بھی بہت کچھ مبالغہ کیا اور پھر
خواجہ کی دعوت کی اور خلیفہ وقت سے خواجہ سعید اور محسن کا تذکرہ کیا
خلیفہ کو یہ تو خود یاد تھا کہ محسن خلیفہ سابق کے روبرو بھی حاضر ہوا تھا
اوسکے سوا سے جو اوسے ایک بڑا تجربہ کار و جہان دیدہ سنا تو
محسن و خواجہ کے دیکھنے کا مشتاق ہوا و بروقت حضوری بڑے
التفات سے پیش آیا اور تا دیر مستفسر حالات جدید اور سفر تازہ کا رہا
محسن نے تاریخ روانگی بغداد سے مشرح و مفصل اپنی کیفیت و شہونکی
صحبت و خواجہ سعید ابن احمد کی شفقت اور مرحمت اس لطافت سے
بیان کی کہ سامعین کو عالم محویت تھا اور تمام حضار دربار ہمہ تن گوش
ہوگئے و خود خلیفہ کا یہ حال تھا کہ کبھی محزون و غمگین ہوتا تھا اور کبھی

قہقہہ مار کے ہنس پڑتا تھا ہنگام رخصت خلیفہ نے فرمایا کہ جبتک یہان رہو
کبھی کبھی حاضر ہوا کرو خواجہ بغداد مین عرصہ تک اپنی دکان کے کاغذات
کے جانچنے کے لیے مقیم رہا اور اوس عرصہ مین اکثر خلیفہ کے حضوری سے
مفتخر و ممتاز ہوا کیا بعد جانچنے حساب و کتاب کے گماشتہ دوکان کے ذمہ
بڑی خیانت ثابت ہوئی چنانچہ خواجہ نے اوسکو موقوف کیا اور محسن کے
مشورے کے موافق مسعود کو بغداد کی دکان کا منتظم مقرر کیا اور خاطر خواہ
اپنے امور کا انصرام کر کے رخصت کے لیے خلیفہ کے حضور مین حاضر ہوا
خلیفہ نے بکمال عنایت محسن سے فرمایا کہ اندنون بوجہ بعض ضروریات
ہم چاہتے ہین کہ تم یہان رہو محسن نے دست بستہ التماس کیا کہ مین
نادرم خریدہ غلام ہون مگر مجبور ہون کہ حضور کے ارشاد کے پہلے خواجہ کے
ہاتھہ بیع ہو چکا ہون خلیفہ نے خواجہ سے اشارہ کیا اور اپنی خوشی اپنی
ظاہر کی کہ محسن کی مفارقت گوارا کرے چارونا چار خواجہ نے التماس کیا
کہ مین محسن کو عینک چشم ضعیفی اور عصاے پیری جانتا ہون مگر خوشنودی
جہان پناہ کو اوس سے بھی بڑھکر سمجھتا ہون پیشکرا وسیوقت خلیفہ نے
درجہ امارت پر محسن کو سرفراز کیا خواجہ بھی انتہا کو مسرور ہوا محسن نے
باصرار خواجہ کو روکا اور منتین کر کے کئی مہینے بغداد مین رکھا آخرش
جب خواجہ عازم وطن ہوا تو محسن نے عرض کی کہ مجھے آپ کی مفارقت
کسیطرح پسند نہین ہے اور آپ کی اطاعت کو مین اس رتبہ سے کہین
بہتر جانتا ہون خواجہ نے کہا کہ مجھے بھی تمسے ایسا ہی بھروسا ہے اور

اسمین بھی کچھ شک نہین ہے کہ تمھارا میرے ساتھ رہنا اس مرتبہ سے جو
تمکو خدا کی عنایت سے حاصل ہوا ہے بہتر تھا پر جس حالت مین کہ مین
خلیفہ سے کہہ چکا اور تمنے بھی منظور کرلیا تو مردی و مردانگی سے بعید ہے
کہ اپنے افعال و اقوال کو ہم لغو ٹھہراوین جو ہوا بہتر ہوا ہان اگر تمکو میری
خاطر عزیز ہے اور میری راحت و آسایش پر کچھ دھیان ہے تو محمود کو میرے
ساتھہ کردو تمکو محمود سے ہر طرح تقویت ہوگی اور چونکہ وہ نہایت سعید
و نیک بخت و خوش طینت ہے اور تمھارے طریقے سنجیدہ اور افعال
پسندیدہ کا بدل ہر دو مقلد ہے اسلیے مجھے ہر طرح اوس سے امید ہے کہ وہ
مثل تمھارے میری اعانت کریگا محسن نے نہایت خوشی سے منظور کیا اور
فوراً محمود کو بلا کر خواجہ کے ساتھہ جانے کو راضی کیا اور بہت کچھ نصایح
کرکے خواجہ کے ہاتھہ مین محمود کا ہاتھہ دیا جسطرح کوئی اپنے لڑکے کو
کسیکے سپرد کرتا ہے بہت کچھ سفارش کرکے سونپ دیا چنانچہ خواجہ محمود کو
لیکر بغداد سے روانہ ہوا اور چند روز کے بعد مع الخیر داخل بارہ پورہ ہوا کئی
مہینے کے بعد ایکروز خواجہ نے محمود سے کہا کہ یہ تو تم جانتے ہو کہ مین کوئی
اولاد نہین رکھتا و میرے رشتہ دارون مین بھی جن جن کو تمنے دیکھا ہے
یقین ہے کہ تم بھی سمجھتے ہوگے کہ کوئی اون مین لائق نہین ہے کہ میری
اس دولت و مال کا جسے مین نے بہت سعی و کوشش سے بوجہ حلال پیدا
کیا ہے بعد میرے وارث ہو مگر یہ تم ہرگز نہ جانتے ہونگے کہ محسن سے مینے
کیون عہد وثیق کرایا تھا کہ مجھسے جدا نہو سو وجہ اوسکی یہ تھی کہ مین اوسکو

اپنا متبنے کیا چاہتا تھا اور ہر طور سے اوسکی چال و چلن و سعادت مندی
و خوش اطواری و دیانت داری سے بھروسا رکھتا تھا کہ میرے بعد وہ
سارے میرے کارخانہ صرف بدستور ہی نرکھیگا بلکہ مجھسے زیادہ ترقی دیگا
اور جو کچھہ انتفاع اوٹھاویگا اوس سے میرے اعزا کو مجھسے بہتر منتفع کریگا
مگر افسوس ہے کہ وہ میرے ہاتھہ سے جاتا رہا اوسکے بعد مین صرف تمہین کو
اس لائق پاتا ہون کہ تمکو اپنا قائم مقام کرون اور اپنا مال و کاروبار تمکو
ہبہ کر کے اپنا جانشین کرون امید ہے کہ تم عذر نکروگے اور بعد میرے جس
امر مین مشوش ہوگے محسن کے مشورے پر کاربند ہوگے اور بعد اوسکے
ایک طول طویل وصیت نامہ جو پہلے سے لکھہ رکھا تھا محمود کو دکھلایا محمود نے
اوسکو پڑہ کر نہایت ادب سے عرض کیا کہ مین اپنے ایمان سے یہ بھروسا تو
ضرور رکھتا ہون کہ جو کچھہ منافع حاصل ہوگا موافق انہین ہدایات کے جو
آپ نے وصیت نامہ مین مندرج فرمائی ہین تقسیم کرونگا لیکن ایسی لیاقت
بالفعل اپنی مین نہین پاتا کہ جو کچھہ کارخانے موجود ہین اونکو بدون اعانت
محسن کے ترقی دے سکون مگر ہان شاید رفتہ رفتہ تعلیم و ہدایت محسن سے
مشاق ہو جاؤن الغرض بعد اس گفتگو کے خواجہ نے اکابر شہر کو یکجا کیا
اور مجمع عام مین محمود کو اپنا قائم مقام کر کے اپنی تمام جایداد اوسکے حوالہ
کی اور اوسی سال مین اس جہان فانی سے سفر آخرت کیا محمود نے خواجہ کا
لقب پایا اور بلا توقف ساری کیفیت محسن کو لکھی اور جسطرح سے فرزندان
سعید اپنے باپ سے طالب پند و نصایح کے ہوتے ہین ہر ایک امر مشورہ طلب

مین خواہان ہدایت ہوا اور مسعود کو اپنے برادر حقیقی کے برابر تصور کرکے مطمئن کیا اور دوکان بغداد کے علاوہ اور دوکانون کا بھی جو عرب اور شام مین تہین اہتمام و انتظام سپرد کیا بدریافت خبر انتقال خواجہ محسن اور مسعود از بس محزون و مغموم ہوئے اور محمود کے خواجہ کے قائم مقام وجانشین ہونے سے مبتہج و مسرور ہوئے نہایت لطف و محبت سے جواب خط لکھا اور ہر ایک استفسار کا جواب معقول دیا غرض چند روز مین محمود نے دکان ہائے بلاد مختلفہ کا انتظام بوجہ احسن کیا اور پرورش و پرداخت اعزا و متوسلین خواجہ مین نہایت خوبی سے اہتمام کیا اور ایسی محبت و عجز و انکسار سے پیش آیا کہ اونکو جو کچھ اپنون مین سے کسیکو جانشین نکرنے کا خواجہ سے رنج و شکوہ پیدا ہوا تھا شکر سے بدل گیا بلکہ سب نے یقین کیا کہ اون مین سے اگر کوئی خواجہ کا جانشین ہوتا تو بالضرور رشتہ دارون مین جھگڑا ہوتا اور جو شخص جانشین ہوتا وہ آپس کے شکوہ و شکایت کے رفع کرنے مین مشغول رہکر سارے کاروبار کو خراب کرتا اسطرح اپنی سعادت مندی اور خوش سلیقگی سے جب محمود مطمئن ہوا اور کوئی تردد باقی نرہا تب اپنے عمدہ عمدہ افکار کے جانب متوجہ ہوا چنانچہ ایک روز محسن کی وہ تقریر جو فوائد علم مین اوسنے کیمبوبین کی تھی یاد آئی اور بعد خوض و غور سوچا کہ اگر مین اپنے ہموطنون کو بھول جاؤن اور جسقدر نفع پہونچا سکتا ہون نہ پہونچاؤن تو آنکھین رکھکر اندہا کہلاؤنگا غرضکہ اس خیال سے ایسا جوش اوسکے دل مین پیدا ہوا کہ اپنے وطن قدیم کو

جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور بخیریت جزیرہ مقبوضہ اہل ڈچ مین پہونچکر جہاز سے اوترا اور چندے وہان متوقف ہو کر معاملات تجارت مین جو کرتا دہرتا تھا کیا اور پھر جہاز پر سوار ہو کر مقام سان گوی مین لنگر انداز ہوا اور وہان شتر و خچر بہم پہونچائے اور باربرداری اور سواری کا انتظام کر کے خشکی کا سفر کیا اور کانانگ مین پہونچکر رئیس کانانگ سے ملا اور محسن کے جانب سے تحائف پیش کر کے رئیس کو اپنا حامی و مددگار بنایا اور پھر وہانسے اپنے وطن کا قصد کیا اور چند روز مین صعوبت سفر کو اوٹھا مع الخیر سیگو مین وارد ہوا تمام شہر مین غل پڑگیا کہ کوئی بڑا سوداگر آیا ہے تماشائیونکا ہجوم ہوگیا ہر کوئی لباس و سواری ساز و سامان ہمراہی کو دیکھتا تھا محمود کی شکل و صورت پر کوئی دہیان نکرتا تھا نہ اوسکے پہچاننے مین فکر کرتا تھا غرض کسی نے نہ پہچانا محمود سیدہا اپنے گھر گیا تماشا دیکھنے کو جو اوسکے والدین بھی گھر سے نکل باہر آئے تو محمود اونکو صحیح و سلامت دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور جھٹ پٹ گھوڑے سے کود کر قدمبوس ہوا تب تو وے سخت گھبرائے کہ یہ کون شخص ہے اور کیون اونکے قدمون پر لوٹ گیا محمود نے اونکو متحیر دیکھکر کہا کہ تعجب ہے کہ اسقدر جلد تمنے مجھے اپنے دل سے بھلا دیا مین تمہارا بیٹا ہون یہ سنتے ہی وہ باغ باغ ہوگئے غرض محمود نے مقیم ہو کر جو مہذب اور شایستہ لڑکون کے مانند تعلیم و تکریم اپنے والدین کی کی تو اوسکے والدین نے اور اپنے جاہل لڑکون کے حرکات سکنات سے مقابلہ کر کے خیال محمود کے کہنے اوس فرق کو جو تعلیم

اور غیر مہذب اولاد مین ہوتا ہے سمجھ لیا محمود کے پاس جو چیزین وہانکی
سکنا دیکھتے تھے اونکو عجیب و نادر روزگار جانتے تھے اور حیرت سے دیکھا
کرتے تھے کیونکر متحیر نہوتے کہ اونہون نے خواب مین باریک کپڑہ تک
نہ دیکھا تھا اور جو تحائف محمود نے امیر سنگھ کے نذر کیے تھے وہ تو حقیقت
مین قابل دیکھنے ہی کے تھے دو تین مہینے تک محمود نے وہان کے سکنا
اور لڑکون کو اپنی زبان مین انواع و اقسام کی مفید باتین بتلائین
اور اوسی غرض سے ایکروز اپنے وینگا نے بہت سے ہموطنون کی دعوت
کی چنانچہ قریب دو ہزار کے چھوٹے بڑے جوان بڈہے جمع ہوئے پہلے
تو انواع و اقسام کے کھانے کھلائے اور بعد اوسکے اون کھانونکے
پکانے کی ترکیبون کو بتلاتے بتلاتے تھک کر سارے مہمانون سے درخواست
کی کہ اب مین جو کچھ عرض کرتا ہون آپ غور سے سماعت فرماوین اور
اور یون کہنا شروع کیا اے میرے بزرگو اور میرے دوستو اللہ تعالے
نے سارے جاندارون سے زیادہ انسان کو عقل دی ہے اور آدمی کو
ہر قسم کی استعداد عطا کی ہے اور نطق کی قوت سوا انسان کے کسی
اور کو نہین دی ہے اس سبب سے انسان اشرف المخلوقات گنا جاتا ہے
اور شرافت و بزرگی کو ہر کوئی چاہتا ہے اور جہانتک ممکن ہے اپنی
توقیر کو نہین کھوتا اسلیے انسان اپنی اولاد کو صرف کھانا پینا مثل اور
جانورون کے سکھلا کر خاموش نہین ہو سکتے بلکہ تاوقتیکہ سارے اپنے
خواصون کو تعلیم نہین کر لیتے حقوق تعلیم اولاد سے سبکدوش نہین ہو سکتے

اگر انسان بھی مثل اور جانورون کے جو ادھر ادھر سے دانے اوٹھالاتے ہین اور اپنے بچونکو کھلاتے ہین اور اپنے افعال و اطوار کی نمایش سے بچون کو تعلیم کر دیتے ہین اپنی اولاد کی تربیت کرین اور صرف پیٹ بھرنا سکھلائین تو اون مین اور بے زبان جانورون مین کیا فرق رہجاوے حالانکہ مقتضا سمجھہ بوجھہ کا یہ نہین ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے جسکو جیسی سمجھہ اور استعداد عطا کی ہے اوسیقدر اوسکو عقل و قدرت کے کام مین لانے پر مجبور کیا ہے جانور جو بول نہین سکتے اونکو سوا اسکے کہ کھاپی لیوین یا سردی وگرمی کے دنون مین مقامات محفوظ مین رہکر جان بچائین اور کسی چیز کی حاجت نہین رکھتے انسان جو بول سکتا ہے اور عقل و فہم رکھتا ہے وہ ہر قسم کی احتیاج کا محتاج ہے نہ جانورون کی طرح انسان کسی کا مال لے سکتا نہ کسی غیر کی کمائی کھاپی سکتا ہے غرض جو کچھہ انسان کو درکار ہے خود محنت کرکے اوسکو پیدا کرنا پڑتا ہے علاوہ کھانے پینے کے انسان کو مکان و لباس کی ضرورت ہوتی ہے علاوہ بران اور بھی کھانے پینے رہنے سے متعلق انواع و اقسام کے اشیا جنکی جانورون کو کچھہ حاجت نہین انسان کو درکار ہوتی ہین اور اون سب چیزون کے بہم پہونچانے کا نہ کوئی خاص طریقہ مقرر ہے اور نہ مقرر ہوسکتا ہے نہ ایک آدمی بدون اور آدمیون کے مدد کے اپنے مایحتاج زندگی کے بہم پہونچا سکتا ہے اسواسطے ساری تدبیرون کے سکھلانے سے عاجز اگر ابتدا مین ایک ایک تدبیر کا سیکھنا اور سکھلانا

مختلف قومون نے اختیار کیا مثلاً کسی نے غلہ پیدا کرنا کسی نے کپڑا بننا
کسی نے کپڑا سینا سیکھا اور اپنی اپنی اولاد کو بھی سکھلایا اور ایک کو
دوسرے نے مدد دینا اسواسطے شروع کیا کہ غلہ پیدا کرنے والے سے کپڑا
بننے والے نے غلہ لیا اور غلہ کے عوض مین کپڑا دیا اور گھر بنانے والے نے
اگر کپڑا لیا تو اوسکے عوض مین گھر بنا دیا اور پھر جیسے جیسے عقل کو ترقی
ہوتی گئی انسان کی احتیاجین بڑہتی گئین اور اون احتیاجون کے
رفع کرنے کی تدبیرین بھی نکلتی رہین جو جس تدبیر کو عمل مین لاسکا اوسنے
اختیار کیا اور اوس تدبیر کے عمل مین لانے سے پیشہ ور کہلانے لگا
کاشتکار جولاہا کھتری لوہار سُنار درزی بڑہئی وغیرہ
آخر کو جب عقل اور زیادہ ہوئی تو محنت کے بدلے محنت کرنا یا محنت کے
عوض غلہ یا اور چیزون کا لینا موقوف ہوا اور نقد معاوضہ دینا تجویز
ہو کر پیسہ روپیہ اشرفی بنی اور اجرت کا نرخ زیادہ ہوگیا اسلیے اہل پیشہ
نے پیشے کو منفعت سمجھ کر اپنی اولاد کو بھی اپنا اپنا پیشہ سکھلایا اور
اس وجہ سے ایک پشت سے دوسری پشت مین وہی پیشہ منتقل ہوتا
آیا لیکن جب اور عقل زائد ہوئی تو عقلا نے ایسی تعلیم کو کہ لوہار اپنے لڑکے
کو اوسیقدر اپنا ہنر جسقدر وہ جانتا ہے سکھلا کر خاموش ہو رہے اور
ہنر نہ سکھلاوے ویسے ہی سمجھے جیسے اور جانور اپنے بچون کو اپنا ہی
طریقہ سکھلاتے ہین لاجرم قواعد نوشت خواند کے ایجاد کیے تاکہ جو باتین
اور اچھی تدبیرین کسی اور ملک مین رائج تھین اور اونکے سیکھنے کو

اوس ملک مین سب کے سب نہین جا سکتے تھے کوئی ایک جا کر لکھ لاوے
اور اپنے سارے ملک والون کو سکھاوے غرض ہوتے ہوتے لکھنے پڑہنے
کی ایجاد کی بدولت بڑے بڑے فائدے روز بروز بڑہتے گئے حکیمون اور
عقلمندون نے اپنی اپنی حکمتین اس لالچ سے لکھین کہ اونکے مرنے کے بعد
دنیا مین یادگار رہین یا دوسرے ملک کے لوگون کے پاس پھونچین اور
نفع بخشین اور اسطرح رفتہ رفتہ معاش و مایحتاج بہم پھونچانے اور دنیا مین
چین و آسایش سے رہنے و عقبے مین رستگار ہونے کی تدبیرین تحریر مین
آگئین اور پیچھے جن لوگون نے اون تحریرون کو پڑہا اور خود اپنی تجربہ لینے
ملاکر پچھلی تحریرون مین غلطی پائی تو اوسکو بھی بے لکھے نہ چھوڑا اور یون وہ
ذخیرہ علم سے موسوم ہو کر بڑہتا گیا اور جب دفتر دفتر وہ علم بڑہ گیا تو اوس
علم کو کئی حصون پر تقسیم کیا اور ہر علم کا جدا جدا نام رکھا تا کہ ہر قسم کے علم
مین جس بات کو تلاش کرین آسانی سے ملجاوے اور بعد اوسکے رفتہ رفتہ
ہر علم کی عالمون نے ساری تحریرون کو اوراق پریشان سے چھانٹ
چھانٹ کر سلسلہ وار کتابون مین لکھا اور اون کتابون کو اورون نے پڑہا
اور دیکھا یون ہی ہوتے ہوتے جو جس علم مین نامی و تجربہ کار ہوا اوسنے
بقدر اپنی معلومات کے اوس علم کی اصلاح کی اور جس سے جتنا ہو سکا
اوسنے اوتنا بڑھایا آخر ایک ملک سے دوسرے ملک مین پھونچا یا اور
ایک ملک والون نے دوسرے ملکون کے علم کو اپنے ملک کے علم سے
مقابلہ کر کے جو سقم پایا اوسکو رفع کیا اور اس تدبیر عالی سے جن باتون کا

سیکھنا برسون مین ناممکن تھا تھوڑے دنون مین چند سکھلانے والونسے ممکن ہوگیا اور تب اوس طریقہ کو جو رائج تھا کہ باپ اپنے بیٹون کو اپنا پیشہ تعلیم کردیا کرین منسوخ کرکے لکھنے پڑہنے کی تعلیم کو مقدم کیا تاکہ لکھنے پڑہنے کے ذریعہ سے ہر قسم کے پیشے اور ہنر کی حقیقت اور ماہیت کو لڑکے سمجھین اور جو اپنے واسطے مناسب دیکھین اوسے اختیار کرین اور آئینۂ عقل کو صیقل علوم سے جلا دے کر اپنے پیشون مین ترقی دیوین چونکہ یہ طرز تعلیم کا انسان کی شان کے لائق تھا رائج ہوگیا اور اسی تدبیر سے جو کمال حاصل کرنا چاہیے آسان ہوگیا اور ہر قسم کی تدابیر معاش و رفع حوائج اور اپنے و پرائے محاسن و معائب کے امتیاز کا سلیقہ آدمیون کو ہم پہنچا دنیا کی کیفیت اور زمان ماضیہ کی حقیقت معلوم ہوئی اور اپنے پیدا کرنیوالے کو اور اوسکی بیحساب نعمتون کو پہچان گئے اسلئے میرے بزرگو واسطے میرے دوستو مین نے اپنی آنکھہ سے عقلمندون کو دیکھا ہے کہ اپنی عیش و آرام کو ترک کرکے اپنی اولاد کی تعلیم کو وہ مقدم کرتے ہین اور اپنے اوپر اولاد کا تعلیم کرنا فرض سمجھتے ہین اور اپنے ہی پیشہ اور حرفہ کے سکھا دینے کو اپنے لڑکون کے حق مین کافی نہین جانتے اسواسطے مین آپ سے عرض کرتا ہون کہ آپ بھی انسان ہین اور جس کے اولاد ہین اور لڑکون کے انسان ہین اوسکی اولاد ہین آپ سب بھی ہین حیف ہے کہ اور اپنے کو انسان کہین اور آپ اپنے کو انسان کے رتبہ سے محروم رکھین یقین جانیے کہ بڑی ذلت ہے کہ انسان ہوکر انسان نہ کہلائین آپ میری

گذارش کو گوش یقین سے سماعت فرماوین اور اپنی اولاد کی تعلیم مین اپنی کمائی اور ہر طرح کی قوتون کو صرف فرماوین اور تا وقتیکہ وہ استعداد کافی اپنی معاش کی بہم رسانی کی حاصل نکرلین اونکی تعلیم سے باز نہ آوین بلکہ اولاد کا اپنے ذمہ ایک حق واجب الاداجانین اور آپ لوگون مین سے جو کوئی اس حق کو ادا نکرے اوسکو برا اور دشمن اولاد سمجھا کرین اور اولاد کی بدشوقی اور کم توجہی پر مطلق اعتنا نکرکے تعلیم سے ہاتھہ نہ اوٹھاوین اسلیے کہ جبتک اولاد کی سمجھہ پختہ نہین ہوتی اور علم کے فوائد پر عقل کی خامی سے وے مطلع نہین ہوتے البتہ لڑکے تربیت کو جبر سمجھتے ہین اور جی چوراتے ہین لیکن والدین تربیت وشائستگی کی خوبی سے واقف ہوکر کیونکر تعلیم سے باز رہ سکتے ہین اور اگر کوئی اپنی ناسمجھی اور ہمت کی کوتاہی اور پستی حوصلہ سے یا کثرت محبت سے لڑکون کی ایسی خاطر کرے کہ تعلیم و تربیت کا بوجھہ اونپر نہ پڑے تو اونکی مثال ویسی بے رحم وسنگدل کی ایسی ہوگی جو آنکھین رکھہ کے کسی اندھے کو کوئین مین گرنے دیوے اور سوا اسکے کچھہ شک نہین ہے کہ جب وہی لڑکے بڑے ہونگے اور عقل وسلیقہ بہم پہنچاوینگے اور اپنے بھائیون کو قابل اور اپنے کو جاہل دیکھینگے تو اپنے والدین کو اپنے دشمن کے برابر خیال کرینگے اور حقیقت مین جو کچھہ الزام وے اپنے ماں باپ کو دینگے حق بجانب ہوگا اور اس مین کچھہ شک نہین ہے جو شخص اپنے لڑکون کو اس عذر سے کہ محبت مقتضی اسکی نہین ہے کہ لڑکے کو تعلیم وتربیت کی محنت مشقت مین

ڈالین پڑہانے لکہانے مین کوشش نکرین وہ محبت جہوٹھی ہے اور اگر
سچی بہی ہو تو دشمنی کے برابر ہے کیونکہ ہوئی جب صرف بیجا دوستی
پس دشمنی ہے وہ ✲ نہین کم بجلی گرنے سے اگر مینہ برسے خرمن پر ✲
اور کچہہ شک نہین کہ جو سعی اپنے لڑکون کے بہلائی مین کرنی چاہیے تہی
اونہون نے ترک کی اور جان بوجہہ کے ورطۂ جہالت وضلالت مین
ڈال دیا وجسقدر دنیا مین بدنام ہونگے اوس سے زیادہ خدا کے حضور مین
گنہگار ہونگے اب آپ لوگ میرے اس التماس کو قبول فرما دین اور جہانتک
ممکن ہو بلا خیال صرف زر یا فوت ہونے اپنی توتون کے اور معطل ہونے
اپنی غرضون کے لڑکون کی تعلیم مین کوتاہی نکرین اور اوس طریقہ کو
جو باوجود بے زبانی وحوش وطیور بہی نہین چہوڑتے آپ انسان وصاحب
زبان ہو کے نہ چہوڑ دین — یہ کہکر محمود بچہ والون ولڑکون کے جانب
مخاطب ہوکر بولا کہ اے فرزندان ارجمند واے برادران دانشمند مین نے
تمہاری تعلیم وتربیت کی بابت جو سفارش تمہارے والدین اور اپنے
بزرگون سے کی ہے وہ تمنے سنی اب مین تمسے کہتا ہون کہ یاد رکہو کہ جسقدر
لڑکون کا تعلیم کرنا ماں باپ پر واجب ہے اوس سے زیادہ سعادت مند
لڑکون پر حصول علم کی سعی وکوشش کرنی لازم ہے میرے کہنے کو گوش
دل سے سنو کہ عمر دہوپ کے مانند ڈہلتی ہے اور مصیبتون کا سایہ اوسکے پیچہے
لگا ہوا ہے تم اپنی بیفکری کے وقت کو غنیمت جانو اور اپنی اس عمر کی
قدر کرو یاد رکہو کہ ✲ گیا وقت پہر ہاتہہ آتا نہین ✲ جو دن آج گذر گیا ہے

پھر تمکو کبھی نصیب نہوگا تم ہرگز ایسے دنون کو رائیگان اور اکارت مت
کرو اور پڑھو لکھو محنت و مشقت کرکے علم حاصل کرو اگرچہ علم کے بڑے
بڑے فائدے تم اسوقت نہین سمجھہ سکتے مگر اتنا جان لو کہ جہان تک دنیا
مین آسایش و راحت و عیش و عشرت اور حفاظت و حمایت مل سکتی ہے
وہ سب علم ہی کے بدولت ممکن ہے سوا اسکے یہ ایک بڑی بات ہمیشہ
یاد رکھو کہ دنیا مین کوئی چیز کسی کو بلا عوض نہین ملتی دیکھو تمہارے والدین کے
پاس بھی جو کچھہ ہے وہ بے بدلہ دیے اونکے ہاتھہ نہین آیا ہے جو روپیہ
دے تمہاری تعلیم مین صرف کرتے ہین یا کرینگے وہ تمہارے والدین نے
اپنی بڑی بڑی محنتون کے بدلے مین پایا ہے کسقدر افسوس کا مقام ہوگا
اگر تم ذرہ سی محنت نکرکے اپنے والدین کی گاڑہے پسینے کی کمائی کو مفت
رائیگان کردو اور کیسی شرم کی بات ہے کہ تمہارے والدین جو تمہارے کھلانے
پہنانے مین اپنی کمائی خرچ کرین اوسکا بدلہ تم اونکو نہ دو اونکے خرچ کا
بدلہ چکا دینا یون تمہارے ہاتھہ مین ہے کہ تم لکھنے پڑھنے مین دل لگاؤ
اور تعلیم کے بوجھہ کو اوٹھا لو اور جو تم ایسی کوشش کروگے تو ضرور تم
اپنے والدین کے خرچ کا بدلہ اوتار دوگے لے برادران نکو شعار اگر تم
ان لیل و نہار کو جن مین علم کا حاصل کرلینا بہت آسان ہے کھو دوگے
تو بہت پچھتاؤگے اور جبکہ تمہارے والدین تمہاری تعلیم مین سعی کرچکینگے
اور تم برباد کردوگے تو پھر اونپر کچھہ الزام نرہیگا اسواسطے کہ وہ تمہاری
تعلیم مین سعی کرچکے اور نیک صلاحین جو تمہاری صحت و عافیت اور

دنیا و عاقبت کے واسطے ضرور ہین تبلا کے سبکدوش ہوجاوینگے
پھر جو کچھ برائیان تمہارے آگے آوینگی وہ تمہارے ہی سبب سے
آوینگی اور تمہین اپنے دشمن آپ کہلاؤگے میری بات کو نہ بھولو جو لڑکے اپنے
مان باپ کی صلاح نہ مانینگے اور اونکے پند و نصائح پر عمل نکرینگے اور اپنی
تعلیم کے دنون کو ضائع کرینگے وہ اپنی خرابی کی بنیاد آپ ڈالینگے اور
جہان کی تمام برائیان آپ مہیا کرینگے اور جو صاحبزادے اپنے
مان باپ کی ہدایت پر چلینگے اور اونکے صرف زر اور توجہ کی قدر کرکے
علوم سیکھینگے وے تمام دروازے عیش و آرام کے کھول کے اوس باغ کے
دروازے پر جسمین انواع و اقسام کے پھولون کی مہک سے دماغ
معطر ہوتا ہے اور ہر قسم کے میوے ڈالیون مین لگے ہوئے اور درختون کے
نیچے پڑے ہوئے دکھائی دیتے ہین جا پہونچینگے اور اونکو اتنا ہی باقی
رہجائیگا کہ اوس باغ مین بلا کسی کی مزاحمت کے داخل ہوجاوین اور
پھول پھل توڑنے اور کھانے لگین میری مراد اوس باغ سے جسکا
مین نے مذکور کیا دنیا ہے اگر تم سمجھو کہ دنیا مین تو ہم بھی ہین اور آج
لے پڑھے لکھے و لیاقت حاصل کیے اوسمین موجود ہین پھر لیق ہوکر
دنیا کے دروازہ پر پہونچنے کے کیا معنے سو یہ تمہارا دعوی لفظا صحہ تو
درست ہے مگر حقیقت مین غلط ہے اسواسطے کہ تم زمین پر تو ہو مگر
دنیا مین نہین ہو بالفرض دنیا مین بھی ہو مگر اندھے ہو اور جس طرح
ایک اندھا کسی آراستہ پیراستہ باغ مین جاکر کچھ نہین دیکھتا ہے

اور آراستگی باغ کو غیر پیراستہ باغ کے برابر خیال کرتا ہے اوسیطرح
تم بھی کچھہ نہین دیکھہ سکتے البتہ جب لیاقت حاصل کروگے تب دنیا کی
کیفیت تمکو نظر آنے لگے گی اور دنیا مین جو نفع و ضرر ہین ظاہر ہونگے
پس جب تم دنیا کے اضرار سے جو منافع کے حاصل کرنے کے مزاحم
ہین بچ کے منتفع ہوگے تب مین خیال کرونگا کہ تم دنیا مین بھو پنچے
اور اسوقت جو دنیا مین ایسے نقصان ہین کہ جنسے بچنا چاہیے اور جو
منافع ہین کہ جنسے فائدہ اوٹھانا چاہیے مین بیان نہین کرسکتا اور نہ تمہاری
سمجھہ مین آئیگی نہ میرے بیان کرنے کی چندان ضرورت ہے اسواسطے کہ
علم و فضل حاصل کرکے تم آپ دیکھنے لگوگے اور مجھے امید ہے کہ بڑی
ہوشیاری اور خبرداری اور حفاظت سے دنیا مین رہوگے اور اپنے
بچاو کی تدبیرون سے کبھی نہ چوکوگے اور احیاناً اگر ذرہ سی بیخبری کروگے
تو جبتک دنیا مین رہوگے اپنے جینے پر روؤگے اور مرنے کے بعد بھی
چین نہ پاؤگے اب مین تمسے ایک دوسری بات کہتا ہون کہ جسطرح
تمہارے والدین پر تمہاری پرورش لازم ہے اوسیطرح تم پر بھی
واجب ہے کہ اپنی پرورش کے بارے اونکو سبکدوش کرو اور اپنی
جورو و لڑکون کے خرچ تیمار کے بوجھہ مین اونکو نہ دباؤ اور خود بیجا بنکر
اپنی معاش کی بہم رسانی پر اونکو مجبور نکرو حیف ہے کہ جو کام بے عقل
اور نافہم جانور نہین کرتے اونکو تم کر واسے بھائیو تمکو لازم ہے کہ
طریقۂ انسانی کو نہ چھوڑو اور جانورون کے چھوٹے چھوٹے بچون سے

اطوار پر غور کرکے اپنے حوائج کے رفع کرنے مین آپ سعی کرو یہ میرا مطلب نہین ہے کہ ساری دقتین تم یکبارگی اوٹھاو مگر رفتہ رفتہ تو عادت سعی وکوشش کی ڈالو اور جو کچھہ تعلیم پاؤ اور جو تدبیرین سیکھو اونکو تجربہ مین لاؤ اور اپنے والدین کے صرف تعلیم کو ضائع و برباد نکرو تعلیم و تربیت اسی واسطے ہے کہ تمکو خوض و غور کرنیکا سلیقہ بہم پہونچے پس جب تعلیم پاچکو تو سوچو کہ حصول معاش کے لیے کون طریقہ اچھا ہے اور پھر اوسکی بھلائی و برائی اپنے والدین اور دوستون سے پوچھو اوسکے بعد اختیار کرو مگر یہ ضرور نہین ہے کہ کسی تدبیر کے اختیار کرنیکے بعد اگر تجربہ سے اوسمین نفع نہ پایا جاوے توبھی اوسی کو گلہ مین باندہے رہو اور اوسکے نفع و ضرر کے سوچنے مین اپنی زندگی کے دن کاٹو اسلیے کہ روشنی علم سے ذرا غور کرنے اور عقل پر زور دینے سے ہرطرح کے گُنہیات مثل بدیہات کے نظر آوینگے اور تمام امور کی باریکیان دکھائی دیوینگی پس جو پیشہ اچھا گذارے کے لائق نظر آوے اوسکو اختیار کرو اور جب اوس سے گذار انہو توچھوڑکے اور کوئی پرمنافع طریقہ معاش کا اختیار کرو مگر اون جوانون کو جو اپنے لیے معاش بہم پہونچانے کو مستعد ہون یہ لالچ کرنا نہین چاہیے کہ اونکے والدین اونکو تعلیم کرکے کچھہ زر نقد بھی اونکے حوالہ کرین تاکہ اوس سے وہ اپنی معاش بہم پہونچانے کے ذریعون کو اختیار کرین اسواسطے کہ ایسا لالچ قواعد خلقی کے موافق نہین ہے بلکہ ایسے لالچی نوجوانون پر

یہ مثل کہ لادوے لاد ئیے لادنے والا ساتھ کر دے صادق ہو گی
والدین کا یہ احسان کیا کم تھا کہ تعلیم کر دیا جو سوا اوسکے کچھ
نقد بھی اپنی جان کھپا کے اونکے واسطے مہیا کرین اور جو وے
بہم نہ پہنچا سکین تو نوجوان اپنی قوت جسمی کو بیکار کر کے اپاہجون کی طرح
ہاتھ پانون کٹا کر والدین کے سر پر بیٹھے رہین اور یہ نہ سوچین کہ اونکے
والدین کسیطرح بلا دقّت اور محنت کے کچھ پیدا نہین کر سکتے اور جو
کچھ عزت و توقیر یا کوئی شئے دنیا کی اون بیچارون نے حاصل کی ہے
وہ بدون کسی معاوضہ کے اونکو نہین ملی ہے اور وہ معاوضہ یا تو محنت
جسمی کا ہے یا افکار روحی کا کچھ شک نہین کہ اگر نوجوان اپنے دلمین
غور کرینگے تو اونکو نقد روپیہ مانگتے ہوئے اپنے والدین سے بڑی شرم
ہوگی اور اونکو ہرگز گوارا نہو گا کہ اپنی نئی قوتون کے ہوتے ہوئے بجاے
اپنی قوت بازو کے پیدا کرنے کے اپنے والدین کی بوڑہی قوتون اور سست
اعضا کو زحمت مین ڈالین اور جب یہ جان لینگے کہ ہر شئے کا ملنا کسی
معاوضہ پر موقوف ہے اور بیشتر محنت جسمی سے بھی روپیہ مل سکتا ہے
تو وے آپ محنت جسمی کرنے پر مستعد ہو جائین گے اور جو کچھ اپنے ہاتھ
پانون دل و دماغ کے قوت سے کمائینگے اونکو اون قواعد کفایت
شعاری کے ساتھ جو سیکھ چکے ہین صرف کرینگے تو خواہ نخواہ کچھ
بچانے جائین گے اور اوس اندوختہ سے آخر کو اپنے ہاتھ پانون کی
محنت سے بجائے صرف دل و دماغ کے زور سے کمانے لگین گے یعنی سنگکاری

و حرفت چھوڑ کے تجارت و بیوپار کرینگے جسکی بدولت تھوڑی ہی وقت
کے بعد عیش و فراغت سے بسر کرنے کا سامان مرتب ہو جائیگا اور بلا اطاعت
و فرمان برداری محنت و وقت کا نتیجہ ہاتھہ آئیگا اور اوسوقت اپنی کمائی
کی قدر بھی معلوم ہوگی اور ثابت بھی ہو جائیگا کہ اپنی قوت بازو سے
پیدا کرنے اور صرف کرنے مین کیسی دقت ہے اور آزادی بھی ہے اور
کہان تک عزت و توقیر ہوتی ہے اے میرے بھائیو اگر ذرا غور کرو تو
تمکو آپ معلوم ہوگا کہ اپنی محنت و کوشش سے تھوڑا حاصل کرنا بلا محنت کے
بہت سے مقابل نہین ہوسکتا جبکہ خداوند جلشانہ نے ہاتھہ پانون اور ذہن
و ذکا فہم و ادراک سب تمکو عطا کیا ہے تو کیون انہین طریقون سے
کہ جنسے اور ہمارے ہمجنس اکتساب معاش کرتے ہین ہم تم نکین اور
بجاے اپنی محنت کے دوسرے اپنے ہم صورت کے دست نگر نہین اور
دوسرے نے جو اپنی محنت شاقہ سے پیدا کیا اور کمایا ہے ہم بلے ہاتھہ
پانون ہلائے اوس کی کمائی مین سے مفت لینے کو امیدوار ہون اور
اگر نہ پائین تو منہ چھپائین یا اگر پائین تو اوس کریم کے بار احسان سے
مدت العمر دبے رہین یاد رکھو کہ جنکو ذرہ سی غیرت و حمیت ہے وہ اس
آسایش اور عشرت و فراغت کو جو دوسرے کی بدولت ملے آزادی
اور عسرت سے بدتر جانتے ہین محمود نے اس قدر بیان کرکے اپنی
تقریر کو ختم کیا بظاہر یہ تقریر تھی مگر واقعی تسخیر تاثیر تھی کہ چھوٹے بڑونکے
دلون پر اثر کر گئی اور یہ تاثیر پیدا ہوئی کہ اکثرون نے قصد تحصیل علوم

وفنون کیا چنانچہ جو کچھ ممکن ہوا محمود نے اپنے روپیہ سے سامان کیا اور
اوروں کو بھی کسیقدر خرچ کرنے پر آمادہ کیا اور بنیاد تعلیم کی ڈالی پھر
اوسکے ماں باپ بجد ہوئے کہ شادی کرے مگر اوسنے عذر کیا کہ ابھی مجکو
وہ لیاقت حاصل نہین ہوئی ہے کہ خانہ داری کا بوجھ اوٹھاؤن غرض
شادی نہ کی بلکہ کئی مہینے کے قیام کے بعد پھر بار یورہ کو روانہ ہوا اور ڈیڑہ
سال کے بعد مع الخیر پھر پہنچا خواجہ سعید کے رشتہ دار اوسکے صحیح وسلامت
پھرنے سے اوس سے بھی زیادہ خوش ہوئے کہ جسقدر خواجہ سعید کی
واپسی سے مسرور ہوئے تھے ادہر اس عرصہ مین محسن کی خدمات
پسندیدہ سے خلیفہ یہان تک راضی ہوا کہ امیر الامرا کا خطاب دیا جسقدر
امرا محسن کے ثنا خوان تھے اوس سے زائد غربا اور فقرا دعاگو تھے کیونکہ
باوجود مرتبہ واقتدار کے وہ ہر ایک سے بعجز وانکسار پیش آتا تھا اور
ہر ایک کی خواہش کو بگوش دل سنتا تھا اور جواب معقول دے کر
مطمئن کرتا تھا اور باین ہمہ خلق ہرگز جھوٹھ نہ بولتا تھا اور جو اوسکے
دل مین نہوتا تھا کبھی زبان پر نہ لاتا تھا نہ کوئی فعل لغو کرتا تھا ہر شخص
اسلیے اوسے صادق الگفتار اور راست کردار جانتا تھا اور خاص وعام کے
سوا خلیفہ کو بھی اوسکی صداقت اور دیانت وامانت پر ایسا بھروسا
ہوگیا کہ جن سلاطین کی خدمت مین ایلچی کے بھجوانے کی ضرورت
ہوتی محسن ہی کو بھجواتا اور محسن بھی نہایت حسن سے ہر ایک کام کو
انجام کرتا اور اپنی فصاحت اور بلاغت وزبان دانی کی بدولت

جس سلطان کے خدمت مین حاضر ہوا کامیاب مقاصد ہوا اور غیر
ملک سے جو تاجر و سیاح آتے تھے وہ بھی اوسکے اخلاق کی شہرت سے
خواہ نخواہ شائق ملازمت ہوتے تھے

باب ششم

ایک روز صبح کو محسن ٹہل رہا تھا دیکھا کہ ایک عجمی پریشان حال
خاک زدہ چلا آتا ہے غرض وہ قریب آیا اور نہایت ادب سے تسلیم
بجالایا و زبان حال سے کہا کہ مین بندہ محتاج اور آفت رسیدہ ہون
خرچ نہین رکھتا اور شیراز کو جاتا ہون حضور کی بخشش و انعام کا شہرہ
سنکر حاضر ہوا ہون تاکہ تصدق فرق مبارک پاؤن اور آپکا نام لیتا ہوا
اپنے وطن کو جاؤن امیر الامرا نے کچھ اوسکو دیا چند قدم وہ نہ گیا تھا
کہ محسن نے اس خیال سے کہ جو کچھ مین نے دیا ہے اوس سے شیراز تک
پہونچنا ناممکن ہے پھر اوسے بلوایا اور پوچھا کہ تم پر کیا مصیبت ہوئی
جو حالت افلاس مین سفر کیا فقیر نے اس پرسش سے آبدیدہ ہوکر کہا
شاہا وہ خدا غمگین کبھی کرتا نہین دل ایسے منعم کا * جو دنیا مین کسی محتاج
کو خورسند کرتا ہے * خداوند نعمت میرا قصہ پر غصہ طول طویل ہے کیا
عرض کرون مگر مختصر یہ ہے کہ مین اپنا آپ دشمن ہون اور اپنے ہاتھ سے
مصیبت مین پڑا ہون امیر الامرا نے خدام کو حکم دیا کہ اس عجمی کو حمام مین لیجاؤ
اور تبدیل پوشاک کرا کے لاؤ فورًا نوکرون نے تعمیل حکم کی اور

نہلا دہلا کر پوشاک نفیس پہنائی اور دربار مین لیے وقت حاضر کیا کہ
کھانے کا وقت آچکا تھا دسترخوان بچھا امیر نے اوس فقیر کو بھی اپنے
ساتھ کھانا کھلایا اور جب دسترخوان بڑہا تو فقیر سے فرمایا کہ اب مہلت ہے
اپنا حال بیان کر دیہ سُنکر وہ بے اختیار ہو کر رونے لگا اور بمشکل ضبط
کر کے ملتمس ہوا خداوندا اس ننگ خاندان بد انجام کا نام اصلی بہرام ہے
خواجہ بختیار میرا باپ ملک التجار مشہور روزگار تھا سب کچھہ خدا نے
اوسکو دیا تھا لڑکا نہ رکھتا تھا آخر شش مین پیدا ہوا میرے باپ کو
بڑی خوشی ہوئی اور بڑے دہوم دہام سے میری چھٹی کی لاکھون روپیہ
خیرات کیے و بڑے لاڈ پیار سے میری پرورش شروع کی بعد میری
پیدایش کے دوسرے محل سے بھی پہلے میرا ایک بھائی اور ایک بہن
پیدا ہوئی مگر والد نے میری حفاظت کے خیال سے اون سوتیلے بہن
بھائی کو دمشق بھیجدیا اور ہزارون اہتمام سے مجھے پالا جب مین تعلیم کے
لائق ہوا تو بڑے بڑے لائق استاد مقرر کیے لیکن تقدیر کے آگے کوئی
تدبیر راست نہ آئی ساری امیدین مبدل بہ یاس ہوئین میری جہالت کی
کوفت سے والد نے انتقال کیا سب متاع ومال میرے ہاتھہ آیا مین عیش
و نشاط مین مصروف ہوا گماشتون نے جو چاہا کیا میرے سوتیلے بھائی نے
جو یہ حال سُنا بہتیرا امر و مناہت کچھہ مجھے لکھا مگر افسوس کہ مین نے
اعتنا نہ کیا بلکہ اولٹا اوس پر بدگمان ہوا اور دمشق کی کوٹھی سے نکال دیا
پیچھے سے سُنا کہ اوس رنج سے میری سوتیلی مان بیچاری مرگئی اور بھائی

پردیس کو نکل گیا وہین نے کسی تاجر سے نکاح کیا لیکن آج تک پھر پتہ
نہ ملا کہ وہ تین تیرہ ہوکر کہان گئے بعد وقوع اس ظلم کے مین نے جو چاہا
کیا اور ادہر اودہر کے خوشامدیون اور خود غرضون نے جسطرح چاہا مجھے
لوٹا آخر کار وہ بار تجارت بگڑا گھر کا اندوختہ خرچ ہونے لگا جب وہ بھی ٹھکانے
لگا تب یہ حال ہوا کہ رات دن کے ملاقاتیون نے منہ موڑا آنا جانا چھوڑا اپنے
حال دیکھ کر مین سخت گھبرایا مگر کیا ہوتا تھا چند روز مین کپڑا لتا گھر کا
اثاثہ بھی بک کر ٹھکانے لگا آخر مضطر و سرگردان ہوکر دوساے کریان سے
اپنا حال پریشان کہا بعضون نے والد کی مراعات واحسان کا پاس کیا
اور خاطر کر کے مجھے کچھ دیا پہ مجھے سائل زر سمجھکر ملنا چھوڑ دیا لاچار صفہان کو
گیا وہان سے طہران تک اس سرے سے پرا مارا مارا پھرا کہ شاید کچھ سامان ہو
لیکن کوئی بھی پرسان حال نہوا جس دوست کو جہان سنتا تھا بامید
استعانت وہان جاتا تھا وبے نیل مرام پلٹتا تھا غرض کہان تک اپنے
مصائب کو بیان کرون اور بے توجہی اون خود غرض دوستون کی جنکو
ہزارون روپیہ مین نے دیے تھے اور جو میرے باپ کے بدولت تاجر اور
مالدار ہو گئے شکایت کرون مختصر یہ ہے کہ صبح سے تا شام فارس سے لیکر
تا شام مارا مارا پھرا الا کسیکو اپنا دوست نپایا اتفاقاً دیار بکر مین مجھے ایک
پیر روشن ضمیر صورت آشنا نظر آیا مین نے پہچان کر اس خیال سے کہ
جن لوگون سے چشم یاری تھی اونہون نے بے پروائی کی ہے تو ایسے
شخص سے کہ جس سے کچھ خصوصیت نہین ہے کیا بہرہ پاونگا عذر کنا گی کالی

اور سر نیچا کرکے آگے بڑہا واہ ری مروت اوس بزرگ نے باوجود تبدیل
صورت وہیئت مجھے پہچان لیا اور قدم اوٹھا کر میرے پاس آیا اور اپنے
ساتھہ اپنے گھر لیگیا اور اس قدر شفقت و عنایت مجھپر کی کہ مین بیان نہین
کرسکتا مین حیران تھا کہ کیون اسقدر لطف و عنایت خلاف اون صاحبونکے
کہ جنسے مین امید یاری کی رکھتا تھا یہ بزرگ مجھپر کرتا ہے دو تین دن کے
بعد میرے اوس پیر مہربان کا ایک دوست مہمان ہوا اور مجھے اجنبی دیکھکے
پرسان حال ہوا گو اوس معدن لطف و مروت نے میری ساری حقیقت درد
رہوت بیان کرکے میرے باپ کی تعریف مین نہایت مبالغہ کیا اور درحقیقت
مدح مین کہا کہ اوسکے بڑے بڑے اوصاف کا اونے نمونہ یہ ہے کہ میری
تجارت مین ایک دفعہ بعض وجوہات سے جنکو مین بیان کرنا مناسب نہین
جانتا اسقدر مجھے نقصان ہوا کہ کچھہ میرے پاس نرہا تو خواجہ تجمل نے
بلا جان پہچان میرے لیے پھر سامان تجارت بہم پہونچا دیا اور بلا کسیکی ضمانت
یا میری دستاویز کے مجھے اجازت دی کہ جہان چاہون لیجاکر فروخت کرون
اور جو نفع بہم پہونچاؤن بلا حساب کتاب اپنے تصرف مین لاؤن اور اصل
قیمت جب مقدور ہو ادا کرون اوسوقت میری سمجھہ مین آیا کہ اوس آدمی نے
احسان کو یہ صاحب ایمان باوصف ادا ے قرضہ کے ابتک نہین بھولا
پھر اون صاحبون کے سلوکات کو جنسے قطع نظر والد کے احسانات سے
مین نے خود ہزارون روپیہ نہین تو سیکڑون تو ضرور دیے تھے یاد کرکے
رونے لگا اوس روشن ضمیر نے مجھے دلاسا دیا اور دسوین روز بہت کچھہ

نصیحت کر کے پانچ ہزار روپیہ کی ایک دوکان بزازی کی میرے حوالہ کی اور نہایت معذرت کے ساتھ مجھے وہ ساری جایداد جو دکان مین تھی سپرد کی تھوڑے دن تک مین نے سعی و کوشش و جزرسی کر کے دکان کو چلایا اور اپنی سمجھ مین کوئی دقیقہ ہوشیاری نہین چھوڑا مگر ظاہر ہے کہ مین اوس کو چہ سے نابلد محض تھا میری سعی بے فائدہ ہوئی و ایک ہی برس مین کام بگڑ گیا میرا پاپا جنکے فرمے تھا وہ مروت مین ڈوبا اور جنکا مجھپر آتا تھا اونہون نے مجھے گھیرا آخرش جو کچھ دکان مین تھا بکوالیا اور مین چیتے کا تینا پھر ہو گیا اس لائق بھی نرہا کہ پھر بڑے میان کو اپنا کالا منہ دکھاتا لاچار وہان سے بھاگا اور دمشق کو آیا بہتیرا اپنے سوتیلے بھائی اور بہن کا پتا لگایا لیکن کھوج نہ ملا تو چار ابرون کا صفایا کیا اور بے حیائی کا جامہ پہنکر بھیک مانگنا شروع کیا پھرتے پھرتے کل اس شہر مین وارد ہو کر حضور کے خوان نعمت سے پیٹ بھر کھانا کھایا اور اپنی خواہش سے زیادہ انعام پایا اللہ تعالےٰ صد ہا سال حضور کو سلامت رکھے مین نے اپنی عمر مین باوجود امارت کسی شخص کو نہین دیکھا کہ بھیک منگون پر اس درجہ خلق و شفقت کرے —

امیر الامرا اپنے بھائی کا یہ حال دیکھکر بہت رویا و مسعود کو بلوا کر بہرام کو اوسکے سپرد کیا اور سوا اسکے کہ یہ شخص تاجرزادہ ہے آسایش سے اپنے ساتھ رکھو اور کچھ مسعود سے بھی نکہا مگر روز بروز بہرام پر اپنی نوازش کو بڑہاتا گیا اور چند روز مین مثل مسعود کے بہرام کا بھی ٹھاٹھہ کر دیا تا ہم

اوس بیوقوف پر کچھہ نہ کھلا اور سمجھا تو یہ سمجھا کہ پھر بخت پلٹا بلی کے بھاگون
چھیکا ٹوٹا چاہا کہ کچھہ ہاتھہ پاؤن نکالے لیکن مسعود سے ہوشیار کے ساتھہ
تھا نہ وہ ہی اوسکے داؤن مین آسکتا تھا نہ محسن سے ہی کوئی کام نکل سکتا
تھا بعد عرصہ کے محسن نے بہرام کو مطلع کیا کہ وہ اوسکا بھائی ہے اور وہ اوسکے
باپ کی کمائی ہے اوسوقت کی بہرام کی ندامت اور خجالت قابل غور کے ہے
اپنی بدسلوکی پر پانی پانی ہوگیا اور امیرالامرا کے قدمون کو چومنے لگا
محسن اگرچہ ہمیشہ اپنی بہن کا متلاشی رہتا تھا مگر جب سے بہرام کو اوس
پریشان حالی مین دیکھا تھا نہایت ہی بیتاب تھا اور ہر طرح سے سعی
وجستجو کرتا تھا ہنوز محسن کو وہ تردد باقی ہی تھا کہ خلیفہ کو کچھہ کدورت شاہ
فارس سے بہم پہونچی اور حسب معمول امیرالامرا محسن ہی اس لائق ٹھہرا
کہ بادشاہ فارس کے حضور مین جاوے اور رفع ملال کی صورت نکالے
چنانچہ بڑی تزک وشان سے امیرالامرا روانہ ہوا اور چند عرصے مین
سفر خشکی وتری کو طے کرکے اصفہان پہونچا اور نہایت عزت واحترام سے
حضور مین شاہ ایران کے حاضر ہوا اور اون راز ونیاز کو جو صدف کتمان
مین امانت تھے بطور مناسب آویزہ گوش حق نیوش شاہ فارس کیے
اور مورد خلعت وانعام ہوکر فائز المرام ہوا اور قریب دولتخانہ شاہی
ایک مکان عالیشان مین حسب تجویز بندگان شاہی مقیم ہوا اور
متواتر ملازمت سلطانی سے اعزاز وتفاخر پایا اور ملاقات
امرا و تجار سے نام پیدا کیا

باب ہفتم

ایکروز ایک تاجر خواہش مند ملاقات سے حاضر ہوکر بار چاہا امیر الامرا نے
نہایت تعظیم و تکریم سے بلایا اور کمال اخلاق سے تواضع کر کے بٹھلایا
تاجر نے باتوں ہی باتوں مین چاہا کہ حقیقت اصلی امیر الامرا کی دریافت
کرے اِس وجہ سے کہ امیر الامرا ہر کس و ناکس سے بے تکلف ہوکر اپنے
حالات واقعی کو بیان کرنے کی عادت نرکھتا تھا مطلب اوس سوداگر کا
حاصل نہوا تو لاچار ہوکر اوسنے صریحًا پوچھا کہ خداوند نعمت یہ تو مین
جانتا ہون کہ آپ امیر کبیر و سفیر خلیفہ ہین مگر مجھے منظور ہے کہ آپ کے
نام اور خاندان و وطن سے واقف ہون امیر الامرا نے فرمایا مین دیر سے
غور کرتا ہون کہ آپ ہر ایک پہلو سے اس مطلب کو جسے اب آپ نے
صریحًا فرمایا نکالنا چاہتے تھے مگر مین ٹالتا چلا آیا آپ پہلے آپ یہ فرمایئے
کہ غرض آپ کی استفسار سے کیا ہے تاجر نے کہا کہ حال واقعی یہ ہے
کہ اس مکان مین جو سامنے نظر آتا ہے میری بی بی رہا کرتی ہے اور وہ
آپ کی حقیقت حال کی تحقیق مین مصر ہوئی ہے اور اوسکی خاطر سے
باوجود عدم تعارف و بلا لحاظ پاس و ادب خلاف اپنے وقعت اور آپ کے
رتبۂ عالی کے اس قسم کے استفسار کی مین نے جرأت کی ہے امیر الامرا نے
پہلے سے زیادہ متعجب ہوکر پوچھا کہ مرگاہ آپکو میرے حقیقت حال کے
دریافت سے کچھ مطلب نہین ہے تو آپ کی بی بی کو میرے نام و نشان کے

تحقیقات سے کیا غرض ہے سوداگر نے کہا کہ پیر و مرشد جسقدر آپ کو اپنے
حال کے ارشاد فرمانے مین تامل ہے اوس سے زیادہ میری بی بی کی مجکو
ممانعت ہے اور مین اوسکے مطلب کو ظاہر نہین کر سکتا یہ سنکر امیر الامرا کو
کچھ تردد بھی ہوا اور کچھ خوشی ہوئی آخر بتامل ہو کر سوداگر سے پوچھا کہ
آپکی بی بی کچھ لکھنا پڑھنا بھی جانتی ہین سوداگر نے کہا کہ وہ جاہل نہین
ہین یہ سنتے ہی ایک ٹکڑا کاغذ کا اوٹھا کر امیر الامرا نے ۱۵۹ کا ہندسہ
لکھا اور سوداگر کو دیا اور فرمایا کہ آپ براہ مہربانی اس رقعہ کو اپنی بی بی کو
دکھلایئے اور جو کچھ وہ کہین مجھسے فرمایئے تب مین جو کچھ آپ پوچھینگے
اگر مناسب جانونگا تو بیان کرونگا سوداگر وہ کاغذ لیکر اپنی بی بی کے
پاس گیا اور جو کچھ بات چیت ہوئی تھی نقل کر کے وہ کاغذ حوالہ کیا اوسنے
دیکھتے ہی خوش ہو کر ۱۵۹ کے ہندسہ کے نیچے م ح س ن چار حرف لکھے
اور اوسکے نیچے ۳۲۰ کا ہندسہ لکھکر اپنے شوہر کو وہ کاغذ واپس کیا
سوداگر اولٹے پانون وہ رقعہ لیکر پھر امیر الامرا کے پاس حاضر ہوا
امیر الامرا نے جیسے ہی اوس جواب کو دیکھا فرط خوشی سے جامہ مین
پھولا نہ سمایا اور کثرت سرور سے اوٹھکر سوداگر کو اکبارگی گلے سے لگایا
اور کہا کہ برائے خدا میری پیاری بہن حسن آرا کے پاس مجھے جلد لے چلو
چنانچہ سوداگر بھی نہایت مسرور ہوا اور اپنے ساتھ امیر الامرا کو لیگیا
و ۱۵۹ اکو ۳۲۰ سے ملایا حسن آرا جو بھائی کے اشتیاق مین سیماب وار
بیقرار تھی اوٹھ کر دوڑی اور امیر الامرا کے قدمبوس ہوئی حسن نے

اپنی پیاری بہن کا سر اوٹھایا اور ہاتھون کو چوما اور اسقدر خوش ہوا
کہ وہ خوشی ہرگز بیان نہین ہوسکتی اور جو باتین اوسوقت اونکی آپسمین
ہوئین لکھنے مین نہین آسکتین خلاصہ یہ کہ حسن آرا نے کہا کہ اے
بھائی جسوقت ہمنے تمہارے فراق کی مصیبت اوٹھائی ہین نہین کہہ سکتی
کہ ہم ماں بیٹیون کی کیا حالت ہوئی ماں دیوانی تھی تو مین سودائی تھی
در و دیوار سے دونون سر دے دے مارتی تھین اور چلا چلا کے رو رو
کہتی تھین کہ ہم اپنی مصیبت کس سے کہین اور کون سنے غرض دو رات
اور دن ہمکو بیہوشی مین گذرے خواجہ ناصر کو خدا بخشے اور اوسے بہشت مین
موتی کا قصر عطا کرے اور اوسکے کنبہ کو صحیح و سالم رکھے اور اوسکے گھرانے
کو خیر و برکت سے مالا مال کرے اونہون نے تیسرے روز ہمکو قسمین
دیدیکر کھانا کھلایا اور اوس جھونپڑے مین جسمین تم ہمکو چھوڑ گئے تھے
ہمارا رہنا گوارا نکر کے اپنے گھر لیگیا اونکی بی بی اور بیٹیون نے بھی ہر طرح
ہماری دلداری اور خاطر کی مگر بھیا ہماری تباہی اور بربادی ایسی نہ تھی کہ
کسی کے بہلائے بہلتی یا بٹائے بٹتی دل کی لگی آگ کسیکے بجھائے بجھتی
اور درد و غم کے آلام کسیکے گھٹائے گھٹتے سواے سمجھانے بوجھانے کے
وے کیا کرسکتے تھے غم راہ نہین کہ ساتھ دیتے دکھ بوجھ نہین کہ
بانٹ لیتے جو کچھ ہو خواجہ ناصر کا تمام گھر ہمپر مہربان تھا اپنے عزیزو
یگانو کی طرح خاطر کرتے تھے اور اپنی آرام پر ہماری آسایش مقدم
کرتے تھے خواجہ نے کوئی دقیقہ سرپرستی کا باقی نہین رکھا یہان تک کہ

میرے بیاہ کی فکر کی ہکو محتاج اور بے زر اور بے پرچا نکر بلا لحاظ اپنے
مقدور اور غیر مقدوری کے ہر کوئی خواستگار ہوتا تھا اور میرے بار کو
کنیزان روم وسفر کے بوجھ سے زیادہ نہ سمجھ کر مالدار لونڈی بنانیکی
فکر کرتے تھے اور بے مقدور اپنے آرام کی صورت نکالنی چاہتے تھے والدہ کو
اضطرار تھا اور جسطرح تیسرے فاقے مین حرام وحلال کا خیال جاتا
رہتا ہے خواستگارون کی لیاقت اور مقدرت پر مطلق دہیان نہوتا تھا
مگر خواجہ ہر ایک کو پرکھتا تھا اور اہل عرب سے میرا تزویج ہونا
کسیطرح پسند نکرتا تھا اور مین شرم وحیا سے نہ کچھ کہہ سکتی تھی نہ خواجہ کے
تجویز کی حسن وقبح کو سمجھ سکتی تھی کہ کیون اہل عرب سے میرا بیاہ کرنا برا جانتا تھا
واہل عرب مین کیا برائی تھی ہان اتنا دیکھتی تھی کہ دمشق مین جہان
عورتون کا جھٹ پٹ نکاح ہو جاتا تھا وہان ادنے سی بات مین
کھٹ پٹ ہوکر طلاق وفراق کی بھی نوبت جلد آجاتی تھی الغرض
ایکبار خواجہ نے والدہ سے کہا کہ سنو جی حسن آرا کو بہتون نے مانگا
اور اپنا مالدار ہونا بھی ثابت کیا مگر کسی سے میرا دل نہ بھرا آج طبیب
اصفہانی کو مین نے خوب بھانپا تو میری راے مین وہ ہر طرح حسن آرا
کے شوہر ہونیکے لائق ہے زر ومال تو اوسکے پاس نہین ہے مگر دولت حاصل
کرنیکی استعداد اور قابلیت اوسمین موجود ہے اور علم وفضل کے
زیور سے آراستہ اور دین داری اور نیک نہادی کے لباس سے پیراستہ
ہر چند اوسکو خواہش ازدواج معلوم نہین ہوئی [illegible] چاہتا ہون

کہ اوس سے مین خود درخواست کرون اگر تم بھی منظور کرو اور ظہیر کے
ظاہر افلاس اور تنگی معاش پر نظر نکرو تو مین بیاہ کر دون خواجہ کی اس
تقریر کو سنکر والدہ کو سخت تردد ہوا اور اونکا متردد ہونا حق بجانب تھا
مگر آخر کو اونہون نے خواجہ کی تجویز کو اپنی سمجھ پر ترجیح دی اور تمہاری
روانگی کے چوتھے مہینے میرا نکاح ظہیر سے ہو گیا چند روز مین ہم ماں بیٹیون پر
بھی خواجہ کی خوش فکری کا حسن کھل گیا اور ظہیر کا اسم بامسمے ہونا تصدیق
ہو گیا مین کیا بیان کرون کہ باوجود بے مقدوری اونسنے ہمارے آسایش
و آرام کا کس قدر اہتمام کیا و کس درجہ محبت و موانست کو صرف کیا غرض
ہمکو ہر طرح کی امیدین اوس سے پیدا ہوئین باوجود این ہمہ تمہارے جدائیکا غم
کسیطرح نہ بھولتا تھا دن توکسیطرح کٹ جاتا تھا مگر رات کاٹے نہین
کٹتی تھی والدہ سوکھکر کانٹا ہو گئین نہ میرے سمجھانے سمجھتی تھین نہ کسی
اور کے منائے مانتی تھین میرا شوہر جسقدر دلاسا دیتا تھا اوسیقدر تمہارا
شعلۂ فراق اونکے دل مین بھڑکتا تھا آخر اونہون نے تو مرکے اپنے
رنج و الم کا فیصلہ کیا اور کڑھنے اور تڑپنے کو مین اکیلی رہ گئی اوس بیکسی
اور تنہائی کا حال مین کیا بیان کرون ع نہ ماں رہی نہ باپ نہ بھائی کا
آسرا۔ تم خود قیاس کرو کہ میرے دل کا کیا حال رہا ہوگا سر کے بال
نوچتی تھی در و دیوار سے سر ٹکراتی تھی دیوانون کی طرح رات دن کاٹتی
تھی کہ اوسی حال مین خواجہ ناصر نے بھی انتقال کیا خواجہ کا مرنا جسقدر
مجھے اکھرا اوس سے دونا میرے شوہر کو بیاپا کیونکہ وہ ہم دونون کا مربی تھا

چنانچہ میرے شوہر کو دمشق کا رہنا ناگوار ہوا اور مجھسے کہا کہ یہان صرف
خواجہ ناصر میرا حامی و مددگار تھا اوسکے مرنے سے میرے دل کا یہ حال ہو گیا ہے
کہ ایک لحظہ بھی یہان قیام کرنے کو جی نہین چاہتا میری بھی خاطر دمشق کے
رہنے سے پریشان رہا کرتی تھی اور جن لوگون نے مجھے عیش و آرام مین دیکھا تھا
اونکے ساتھہ فلاکت مین رہنا مجھے نہین بھاتا تھا اسواسطے کہ ایسے
خداترس و صاحب درد بہت کم تھے جو میرا حال دیکھکر کُڑھتے ہنسنے والے
اور چڑھانے والے بہت تھے اور یہ ظاہر ہے کہ دل شکستہ کو شماتت بہت
ناگوار ہوتی ہے مین نے بھی شوہر کی راے کی تائید کی اور صلاح دی کہ جہانتک
بن پڑے اپنے وطن کو پلٹ چلو اور کسی شہر کا قصد ہرگز نکرو اگر تجارت کا
پیشہ کرنا ہے تو اونہین لوگون مین رہنا اچھا ہے جو تمہاری عادت و
اطوار کو جانتے ہین تاکہ عندالضرورت اونسے مدد مل سکے انجان بستی مین
چوٹے دغابازون کو البتہ گون ہوتی ہے کہ چند روز مین جھوٹ موٹ اپنا
اعتبار بڑھا کے ناواقف لوگون مین اعتبار پیدا کیا اور چل دیے کہ قرض لیا
بیوپاریون کا مال ہتھیایا اور پھر دیوالہ نکال کے کالا منہ کیا بہتر ہے کہ بالفعل
وطن چلو پھر جب فضل الہی سے مقدور ہو اور کسیکی امداد و استعانت کی
حاجت نرہے تب سفر کرو میرے شوہر نے اس میرے مشورہ کو پسند کیا
اور جو کچھ نقد و جنس موجود تھا اوس سے ایک اونٹ مول لیا اور کچھ
مال تجارت خرید کر دمشق سے چل کھڑا ہوا اچھا تم غور کرو کہ کس کیفیت سے
ہم وطن سے دمشق کو گئے تھے اور کس صورت سے پریشان [illegible] وطن کو چلے

مجکو نہایت شرم تھی اور ہرگز نہ چاہتی تھی کہ اصفہان مین کوئی کسیطرح سے
جانے کہ مین کون ہون اور کسکی بیٹی ہون لہذا اپنے شوہر سے مین نے
منتین کین اور سخت عہد کرا لیا کہ بھولے سے بھی کبھی زبان پر نلاوے
کہ مین کون ہون غرض مہینون کی راہ جسطرح بن پڑی ہمن نے
خوشی سے کاٹی اور یہان پھوپھی میرے شوہر کے کنبہ والون نے دنیا کے دستور کے
موافق تواضع و مدارات کی اور زن و مرد نے میری حقیقت حال کی
بہت کچھ تفتیش کی مگر میرے شوہر نے بجز اسکے کہ اشراف زادی ہے
اور کچھ نہ کہا بہرحال ایک ہفتہ ہمکو مہمانی مین گذرا پھر اپنا مکان کرایہ دار
سے میرے شوہر نے خالی کرایا اور جھاڑ پوچھ کے سامان ضروری سے مرتب کیا
آٹھوین روز اپنے مکان مین اوٹھ آئے گو مکان وسیع اور خوش قطع و قیمتی تھا
مگر پرانا ہو چکا تھا اور باغ بھی جو میرے شوہر نے ارث مین پایا تھا خراب ہے ویران
ہو گیا تھا میرے شوہر نے اپنی پھوپھی بڑہانیکے لیے مکان و باغ کے بیچنے کا قصد کر کے
مجھسے صلاح پوچھی مین نے کہا کہ جو مناسب ہے وہ تو مجھسے بہتر تمھین جانتے
ہوگے لیکن مین سمجھتی ہون کہ مکان اور باغ ہی سے لوگون کی نگاہون
تمہارا اعتماد و اعتبار ہے اگر دونون کو بیچ کر کھو دوگے اور پھر خدا نخواستہ
کبھی قرض کی حاجت ہوگی اور تم کسی سے مانگوگے تو مجھے امید نہین ہے
کہ کوئی پتیاوے اور قرضہ فقط بات کے بھروسے پر دیوے میری بات
اگر مانو تو مکان کو بیچ ڈالو اور جو کچھ حویلی کے دام ملین اوسکے نصف کو
سرمایۂ تجارت کرو اور ایک چو تھائی مین ایک چھوٹا سا مکان اچھے

باغ میں بنواؤ اور ایک چوتھیائی کو باغ کے مرمت میں صرف کرو کیونکہ تمہیں کئی دفعہ مجھسے کہہ چکے ہو کہ انگور سے یہاں بہت کچھ نفع ہوتا ہے میرے شوہر نے میری اس تقریر کو سنکر دیر تک سوچا آخر پسند کیا اور چار ہزار روپیہ پر مکان کو بیچکر دو ہزار روپیہ سے تجارت کے واسطے مال خرید کیا اور بازار میں ایک کمرہ کرایہ پر لیکر دکان جاری کی اور آٹھ یا نو سو روپیہ لگا کر ایک خوبصورت مکان باغ میں بنوایا اور باقی روپیہ سے باغ کو مرمت کیا دکان جاری کرنے کے پہلے میں نے اپنے شوہر سے کہہ رکھا تھا کہ مال کے بیچنے میں ہمیشہ جلدی کرنا و زیادہ نفع ملنے کی امید میں ڈال نہ رکھنا بلکہ ہمیشہ سعی کرنا کہ جس نفع پر اور سوداگر بیچتے ہوں اوس سے تمہارا منافع کم ہو تا کہ خریدار تمہارا مال اور لوگوں کے اسباب سے سستا سمجھیں اور تمہاری ہی چیزوں کے گاہک بنیں اور ہاتھوں ہاتھ خرید لیں اسمیں ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ بلا دقت آپ سے آپ جلد مال بک جایا کریگا دوسرے مال خراب ہونے اور بگڑنے سے بچیگا اور جو نفع میں کمی ہوگی اوسکی تلافی اسمیں ہوگی کہ تمہارا مال پڑے پڑے کبھی ضائع نہوگا چنانچہ میرے شوہر نے اس مشورہ پر اس حسن سے عمل کیا کہ چند ہی روز میں عوام ارزان فروش سمجھکر ہر چیز کو ڈھونڈتے ہوئے پہلے میرے شوہر ہی کے دکان پر آتے تھے اور جسقدر اسباب کے بیچنے میں جلدی ہوتی تھی اوسیقدر دوسرے مال کے خریدنے کی ضرورت ہوتی تھی اور اوس سے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ جن بڑے بڑے تاجروں سے میرا شوہر مال خریدتا تھا

وسے میرے شوہر کو نہایت جفاکش اور محنتی جانتے تھے وعلاوہ اسکے یہ لطف تھا کہ اور سوداگرون سے تگُنا نہین تو دونا نفع تو پڑ رہتا تھا اور اور اگر دن بھر مین سو روپیہ کا مال بیچا ایک آنہ روپیہ کے حساب سے سے روز کماتے تھے تو میرا شوہر دو سو یا تین سو کا اسباب آدہ آنہ روپیہ کے نفع پر بیچکر یہہ پیدا کرتا تھا اور چونکہ میرا شوہر خدا کے فضل سے نہایت خدا ترس وایمان دار تھا اسواسطے عزت و اعتبار مین بھی ترقی ہوئی و روز بروز اپنے اقران و امثال مین معزز و مفتخر ہوتا گیا ادہر بانغ بھی جو خاطر خواہ مرتب ہوگیا تو اوس سے بھی بہت کچھہ نفع ملنے لگا دو ہی برس کے زمانہ مین اکثر مالدار تاجرون سے میل جول ہوگیا اور بعضون نے چین کے سفر کی میرے شوہر کو ترغیب دی گو مین مانع ہوئی کہ جلدی کرنا خوب نہین ہے اور کسی کے سہارے پر اپنی مقدرت کے خلاف کام کرنا مناسب نہین لیکن میرے شوہر کو اپنے دوستون پر اسقدر بھروسا تھا کہ میرے منع کرنے پر ہنسا اور کہا کہ تم اپنے بھائی کے فراق سے ایسا ڈر گئی ہو کہ اوسی اندیشہ سے میرا جانا مناسب نہین جانتی ہو مین نے کہا کہ ہان یہہ تو سچ ہے کہ دودہ کا جلا چھاچھہ بھی پھونک کر پیتا ہے اور سانپ کا کاٹا ہوا رسّی سے ڈرتا ہے اور یہہ بھی مین جانتی ہون کہ کم ہمتی اور خوف سے ہمیشہ عُسرت و فلاکت پیدا ہوتی ہے لیکن اسوقت جو کچھہ مین نے کہا ہے ہرگز اوس خیال سے جو تم سمجھے ہو نہین کہا ہے مین بخوبی اسکو جانتی ہون کہ سفر سے کیا فائدے ہوتے ہین اور کس قسم کے نقصانات

پیدا ہوتے ہین اور مین بخوبی مطلع ہون کہ بدون سعی اور کوشش کے
دنیا مین کسی کو کچھ نہین ملتا اور تقدیر سے بلا تدبیر کے ہرگز کوئی کام
نہین بن پڑتا اور جو کچھ نصیب مین ہے بے ہاتھ پانون ہلائے ہاتھ
نہین آتا مگر ہر کام کے شروع مین عاقل کو چاہیے کہ بخوبی غور و فکر کرلے
اور تب ابتدا کرے یہ تو نادانون اور بیوقوفون کا کام ہے کہ بے سوچے
سمجھے پہلے کسی کام کو کر بیٹھے اور انجام مین اونے سی دقتون کی پیش آنے
پر گھبرائے اور ہمت ہارنے لگے ہین تمہین سے پوچھتی ہون کہ
اتنا بڑا سفر چین کا تھوڑی سی مایہ بضاعت پر ٹھنے کیا اور خدا نخواستہ
جو کھم آئی تو اڑھائی برس کی کمائی تو گئی گذری ہوئی لوگون کے منھ سے
جان چھوڑانی دوبھر ہوگی اور اس تقریر کو ہر ہر پہلو سے مین نے سمجھایا
پر میرے شوہر کے دل مین میری کم ہتی بوجہ تمہاری مفارقت کے
ایسی نقش ہوگئی تھی کہ ہرگز میری صلاح خیال مین نہ لایا لاچار مین نے
کہا کہ بہتر ہے جو مرضی ہو کرو مگر اتنا پھر کہتی ہون کہ جو لوگ چین ہو آئے
ہون اون سے ضرور پہلے مشورہ کرلو قصہ مختصر میرا شوہر اپنے عزم سے
باز نہ آیا بلکہ دو تاجرون سے جو فی الجملہ مالدار تھے شراکت کی اور چین
لیجانے کے لائق مال خرید کرکے مع الخیر روانہ ہوگیا اور میرے گذارے کے
واسطے باغ کی آمدنی کافی تھی غرض کہ تمہاری مفارقت کے رنج کے
سوا غم جدائی شوہر مین مبتلا ہوئی شہر بیگانہ تھا اور کوئی ایسا شناسا
نہ تھا کہ جس سے کچھ دلاسا ہوتا اور یہ حادثہ میرا خود خریدا ہوا تھا کہ دو برس مین

مین رہنا اختیار کیا تھا تو بھی مین نہ گھبرائی اور اوس ویرانہ کو اس وجہ سے
کہ میری مرضی کے موافق مکان صاف و ستھرا تھا اور لوازم ضروری سے
آراستہ تھا اور ہر کس و ناکس کا گذر وہان ممکن نہ تھا اور بے سلیقہ بیہودہ
عورتون کی آمد و رفت سے حفاظت تھی مین بلا تردد بسر کرتی رہی اور اگر
وہ آفتین جو بعد روانگی میرے شوہر کے مجھ پر پڑین کاش وقوع مین آتین
تو مین ہرگز نہ گھبراتی اور ایام جدائی کو خوشی خوشی کاٹ دیتی مگر مصیبت
میرے شوہر کی روانگی کی منتظر رہی تھی اوسکے روانگی کے تیسرے روز
مین بیمار ہوگئی پہلے تو بیوقوفی سے مین نے اوس بیماری کو خفیف سمجھکر
پروا نہ کی اور یہ ہی سمجھتی رہی کہ اچھی ہو جاؤنگی لیکن یہ میری خام خیالی
تھی کیونکہ جیسے جیسے مین بیماری کو سہتی جاتی تھی ویسے ویسے مرض کو قوت
ہوتی تھی اور عارضہ بڑھتا جاتا تھا آخرکار دو چار نیک بخت عورتین جو
میرے پاس کبھی کبھی آیا کرتی تھین اونھون نے مجھے بیمار پاکر دوائین
بتلانی شروع کین پر مین نے اونکی دواؤن پر اس وجہ سے کہ وہ جاہل
تھین اور دواؤن کے خاصہ اور مزاج سے ناواقف تھین اعتنا نہ کی
اور چاہا کہ کسی طبیب سے رجوع کرون اوسمین یہ مشکل تھی کہ مین کسی
طبیب کو نہ جانتی تھی اور میرے شوہر کے رشتہ دار میرے مکان سے
بہت فاصلہ پر رہتے تھے وہ مجھے غیر کف کی عورت سمجھ کر کمتر آیا جایا
کرتے تھے چنانچہ تین مہینے کامل مجھے گذر گئے اور ضعف کی شدت
ہوتی گئی لاچار مین نے خواجہ نصیر کو جو میرے شوہر کے چچیرے بھائی تھے

رقعہ لکھا وہ فوراً میرے پاس آئے اور میری کیفیت دیکھ کر ناخوش ہوئے
کہ کیوں پہلے سے خبر نہ کی اور بجد ہوکر بڑی مہربانی سے اپنے مکان پر
اوٹھا لیگئے اور ایک مشہور طبیب کو بلاکر میرا حال کہا اور نبض و قارورہ دکھلایا
حکیم صاحب نے تپ کہنہ تجویز کی دق کا نام سنتے ہی میرے ہوش جاتے
رہے اور انتہا کو متردد ہوئی غرض معالجہ شروع ہوا میں نے ہرچند چاہا کہ جو کچھ
دوا اور مَن میں خرچ ہو روز روز دیتی جاؤں پر خواجہ نصیر نے کہا کہ تم
عجب آدمی ہو کہ ہمکو اپنا نہیں سمجھتیں اور مغائرت کرتی ہو اس تقریر کو
میں یگانگت کی سمجھ کے دہوکے میں آگئی اور بیوقوفی سے اصرار نکیا
غرض نو مہینے تک میرا علاج ہوتا رہا دسویں مہینے خدا خدا کرکے مجھے
صحت ہوئی مگر باوجود اسکے کہ میں دس مہینے تک خواجہ نصیر کے یہاں
رہی اور اپنے شوہر کے کنبہ کی بیبیوں کو رات دن دیکھا کی نہ مجھسے
کسیکو محبت ہوئی اور نہ میرا دل کسی سے ملا مگر ایک بڑی بی جو میرے
شوہر کے خاندان سے نہ تھیں الا خواجہ نصیر کے گھر کے قریب رہا کرتی
تھیں اور اکثر آیا جایا کرتی تھیں اونسے البتہ میری طبیعت مالوف ہوئی
اور وجہ میرے دل نملنے کی تو تم خود جانتے ہو کہ میں بچپنے سے جاہل عورتوں سے
ڈرا کرتی تھی اور اس خوف سے کہ میں کچھ کہوں اور وہ کچھ سمجھیں بات
تک نکرتی تھی اور میرے شوہر کے کنبہ بھر میں ایک عورت بھی حرف شناس
نہ تھی اور بہت کم ایسی تھیں کہ جو صاف باطن و حاضر و غائب یکساں
ہوکر مجھسے محبت کرتیں ہاں خلاف اونکے بڑی بی فہمیدہ اور خدا شناس

تھیں جب وہ آتیں میرے ساتھہ لطف و محبت کرتیں اور تشفی و دلاسا
دیا کرتیں چنانچہ جیسے ہی مجھے صحت ہوئی میں نے چاہا کہ اپنے گھر کو
اوٹھہ جاؤں اور صحبت ناموافق سے تنہائی میں بسر کروں لیکن خواجہ نصیر نے
مجھے روکا اور کہا کہ ہنوز تمکو طاقت نہیں آئی اور ضعف باقی ہے ایسا نہو
کہ اپنے گھر جاکر بیمار ہو جاؤ میری شامت میں نے مان لیا اور دوسرا مہینا
میری صحت کو پورا نگذرا تھا کہ آقا طاہر میرے شوہر کا ساجھی جو چین کے
عزم پر میرے شوہر کے ساتھہ روانہ ہوا تھا واپس آیا اور بیان کیا
کہ بوشہر میں پہونچکر مشورہ چین کے جانے کا جو ٹھہرا تھا منسوخ ہو گیا
اور بہ قصد عدن جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جب عدن پہونچے تو
میرے شوہر اور آقا باسط نے ترکستان جانے کا قصد کیا تو میں نے
ترکستان کا جانا دشوار سمجھا اور حساب کتاب کر کے اپنا معاملہ علحدہ
کر لیا وہ دونوں جہاز پر سوار ہو کر چلدیے ایک مہینا بھی اونکے روانگی کو
نگذرا تھا کہ اوس جہاز کی جسپر وہ دونوں سوار ہو گئے تھے تباہی کی
خبر آئی آہ آہ یہ خبر مصیبت اثر سنکر میں دیوانی ہو گئی ہوش حواس
جاتے رہے خواجہ نصیر نے میری خاطر کی اور جیسا دنیا کا دستور ہے
دلاسا دیا لیکن کیونکر مجھے چین آتا اور کسطرح صبر کرتی آخرش پھر
بیمار ہو گئی ہر چند موت کی آرزو کی پر نہ آئی دو مہینے کے بعد اچھی ہوئی
اور چاہا کہ اپنے باغ میں جا کر رہوں اور جسطرح بن پڑے اپنی زندگی
کاٹوں چنانچہ خواجہ نصیر سے میں نے ذکر کیا اوسنے کچھہ جواب نہ دیا

تو مین نے خاموشی کو دلیل رضامندی سمجھ کر چاہا کہ کرایہ دار سے اپنا
مکان خالی کراؤن اور اپنے رہنے کا بدستور بندوبست کرون مگر اوسی روز
اتفاق سے میری مہربان بڑی بی بی حلیمہ آگئین اور مجھسے کہا کہ ویسی
تمہین کیا جلدی ہے رنج وغم مین مبتلا ہو یہان آدمی کی صورت دیکھتی ہو
کیون اپنے پاؤن جنگلے مین جاتی ہو مین نے کہا کہ یہ تو تم سچ کہتی ہو پر
میرے رازقہ کا مدار اوسی باغ پر ہے اور نہین معلوم کہ اس تیرہ مہینے
مین اوسکا کیا حال ہوا ہوگا اگر باغ سے کنارہ کرون اور آدمیون مین
رہون تو پیٹ کسطرح پالون بی بی حلیمہ نے کہا کہ خیر جانا ہے تو پہلے میرے
یہان ہفتہ عشرہ مہمان ہو لو وہین سے اپنے باغ کو چلی جانا اور اس وجہ
کو بجا سمجھ کر مین خواجہ نصیر سے اجازت لیکر بی بی حلیمہ کے یہان
اوٹھ گئی بی بی حلیمہ کے لطف ومراعات کا کہان تک شکر کرون اور اونکے
حسن سلیقہ کی کس زبان سے تعریف کرون حقیقت مین وہ بہمہ صفت موصوف
تھین مین نے اونکے گھر پہونچتے ہی اپنے مکان کے کرایہ دار سے کہلا بھیجا
کہ مین اپنے مکان مین آپ رہونگی میرا مکان خالی کردو یہ میرا پیغام
سنتے ہی اوسنے جواب دیا کہ کیسا مکان اور کیسا خالی کرتا مین مالک مکان
ہون کرایہ دار ہون یہ جواب سنتے ہی میرے حواس جاتے رہے میں
سمجھی کہ شاید کرایہ دار دیوانہ ہوگیا ہے مین نے جلدی خواجہ نصیر کو
رقعہ لکھا اوسنے کچھ جواب نہ دیا اور کچھ حال بھی نہ کھلا تو لاچار ہوکر مین
خود سوار ہوکر کرایہ دار کے پاس گئی اوسنے مجھے خواجہ نصیر کا دستخطی بیعنامہ

دکھلایا اور کہا کہ بی بی ہوش کی دوا کرو مکان بھی بیچا اور مالک بھی بنو
بیسوان دن ہے کہ جو کرایہ دار رہتا تھا اوسکو مین نے مکان و باغ خرید
کر کے اوٹھا دیا بھیا مین کیا کہون کہ یہ حال سُنکر میرا کیا حال ہوا دم بخود
چپ بھلے پانون پلٹ کے بی حلیمہ کے یہان آئی اور جو سُنا تھا اون سے
دُوہرایا وہ بھی متحیر ہوئین اور میرے ساتھ خواجہ نصیر کے پاس آئین در
دو بدو جو استفسار حال کیا تو اوسنے تیکھے ہو کر کہا کہ آخر معلوم بھی ہو کہ تم
کون ہو ہمارا مال تھا ہمنے بیچ ڈالا اور اسقدر شور و غُل مچایا کہ مین ڈر گئی
اور میرا جیسا نہ پڑا کہ پھر ایک حرف بھی کہون ٹھنڈی سانسین لیتی پھر
بی حلیمہ کے یہان آئی اور رو کر اونسے کہا کہ اب مین کیا کرون اونہون نے
میری بہت تشفی کی اور کہا کہ سنو بی بی زمانہ مین کوئی کسیکا نہین ہوتا
تمہارے شوہر کو نصیر نے جان لیا کہ دریا مین ڈوب گیا اسواسطے اوسنے
مکان و باغ بیچ ڈالا تم سمجھدار ہو کر خدا جانے کیا سمجھتی ہو تمہارے
بنائے اب کچھ بھی نہ بنیگا نہ تو تمکو کوئی جانتا ہے نہ تمہین کسیکو پہچانتی ہو
بگڑی ہوئے کی ہر کوئی سنے گا قاضی مفتی کو وہ اپنا کر لیوے گا تمہارا
لڑنا بھڑنا ایک نہ چلیگا چاہو کانون کان ہچاکے ارمان نکال لو
خواہ صبر کر کے اپنا معاملہ منتقم حقیقی کے سپرد کرو میرا گھر رہنے کو حاضر ہے
شوق سے رہو اور جہانتک میرے امکان مین ہے خدمت کرنے کو
بھی حاضر ہون کیا کہون بھیا کیسی مین مایوس ہوئی ہر چند روئی چلائی
پر کچھ حاصل نہ ہوا تمہاری جدائی کے بعد اللہ تعالے نے خواجہ ناصر کو

سرپرست کرو یا تھا و شوہر سے بچھڑ کے تب سے بی حلیمہ میری معاون ہوئین خواجہ ناصر سے بھی بڑھکر اس راہ سے کہ وہ مرد تھا اور یہ عورت تھین میری دلداری کی نہ تو اوس بیچاری کو ویسی مقدرت تھی کہ میرے کھلانے پہنانے کا بوجھ اوٹھاتی نہ میری حمیت اسکی مقتضی تھی کہ اپنا بار اوسپر ڈالتی مین نے بی حلیمہ سے کہا کہ میری قوت لا یموت کی اب کوئی تدبیر سوچو تاکہ جبتک مین جیون کسیطرح بسر کرون خدا اوس نیک نہاد کو باغ بہشت مین مرتبہ دیوے بہت کچھ نیک صلاحین مجھے بتلایا کی مگر کوئی تدبیر ایسی نہ نکلی جو مجھے بھی پسند آتی آخرکار پندرہ روز کے بعد مجھسے بی حلیمہ نے کہا کہ سلطانہ بیگم یہان سے تھوڑے فاصلے پر رہتی ہین اونکو اپنی صاحبزادی کے لیے ایک اتو درکار ہے اگر تم منظور کرو تو مین لے چلون مرتا کیا نکرتا مین نے نہایت خوشی سے منظور کیا اور بی حلیمہ کے ساتھ سلطانہ بیگم کے حضور مین حاضر ہوئی میری بابت جو کچھ کہنا سننا تھا وہ تو بی حلیمہ پہلے کہہ سن چکین تھین مجھے دیکھتے ہی بیگم نے فرمایا کہ اگر تم میری لڑکی کو پڑہانا منظور کرو تو مین بہت خوش ہونگی مین نے کہا کہ مین بسروچشم پڑہاونگی مگر مین غریب آدمی ہون اور کبھی آجتک کسی امیر کے گھر نہین رہی ہون اسواسطے مجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ مین حضور کے محل سرا مین رہون میری سمجھ مین یہ ہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مین بی حلیمہ کے مکان مین بدستور رہا کرون اور صاحبزادی قدم رنجہ کرکے وہین پڑھا کرین لیکن اسقدر زحمت اگر

آپ پسند نکریں تو محل کے قریب کوئی اور مکان تجویز فرمایئے بیگم صاحبہ نے
فرمایا کہ تمکو ہمارے مکان میں رہنے سے کیوں انکار ہے میں نے کہا کہ یہ تو میں عرض
کر چکی ہوں کہ میں غریب اور سیدھی سادی بلا تکلف عورت ہوں طریقہ
آداب شاہی اچھی طرح نہیں جانتی مبادا کوئی حرکت خلاف طبع کسی آپکے
عزیز کے مجھسے سرزد ہو تو مجھے نہایت خجالت ہوگی اسکے سوا میرے
لباس کی قطع خلاف وضع خاتونان محل کے ہے اگر میں اپنی وضع کو
بدل ڈالوں تو مجھے گوارا نہیں اور اگر نہ بدلوں تو بیگموں میں کوے
کی طرح رہوں اور ایسی ایسی اور وجہیں ہیں کہ بعض کو میں بیان
کرنا بھی مناسب نہیں جانتی تاہم میرے انکار کی وجہ محض اپنی ہی
فائدہ کے نظر سے نہیں ہے بلکہ میرے فائدوں سے زیادہ حضور کا
نفع ہے آپ یقین جانیے کہ اگر میں محل میں رہکر صاحبزادی کو تعلیم
کیا چاہوں تو جسقدر میں دوسرے مکان میں رہکر ایک برس میں تعلیم
کر سکونگی محل میں رہکر اوسیقدر تین برس کے عرصے میں ممکن نہوگی
سبب اسکا یہ ہے کہ محل میں صاحبزادی کا دل پڑہنے کی طرف متوجہ
نہوگا کسیکی باتیں سنینگی کسیکے افعال دیکھینگی کبھی کتاب چھوڑ کے
آپ پاس آوینگی کبھی بہن کے پاس دوڑ کے جاوینگی غرض اس
قسم کے بہت سے اسباب بے توجہی کے ہوا کرینگے ایک گھنٹہ کی جگہہ
تین گھنٹے کیا سارا دن صرف ہو جاویگا اور سبق یاد نہوگا اسیوقت
ملاحظہ کر لیجیے کہ کوئی روتا ہے کوئی لونڈی کسی لڑکے کو کھلاتی ہے

کوئی کسیلو بلکہ کہتا ہے صاحبزادی آپکے پاس بیٹھی ہین مگر بندر کی حرکات دیکھ رہی ہین فرمایئے کہ ایسے سامان جہان ہر وقت ہون وہان دل لگنا کیونکر ممکن ہے دل کی توجہ کے واسطے تنہائی ضرور ہے اور محل مین تخلیہ ہرگز نہین ہوسکتا ہان یہ بات کہ آپکا مجھپر اطمینان ہونا کہ مین صاحبزادی کو تعلیم کرونگی یا بگاڑونگی ضرور ہے سو جب آپ نے مجھے اس لائق سمجھ لیا ہے کہ مین آٹھ پہر محل مین رہکر صاحبزادی کو تعلیم کرون تب تو مین ہر طرح سلامتی ہون کہ آپ چند گھنٹہ کے لیے میرے پاس جانے اور بیٹھنے مین کچھ نقصان نہ نکالینگی اور جیسی مین ہون ویسی ہی رہونگی خواہ آپ کے حضور مین حاضر رہون یا کسی اور گھر مین تاہم آپ اور سوچ سمجھ لیجیے بیگم نے میری باتون کو خوب دل لگاکر سنا اور تھوڑی دیر سوچا آخر کو فرمایا کہ جو کچھ تمنے کہا مین سمجھی اور کچھ شک نہین ہے کہ گھر مین لڑکی کی ویسی تربیت ہونا ممکن نہین ہے جیسی تمھارے گھر مین ہوگی اسلیے کہ وہان تم ہمہ تن لڑکی کے پڑھانے پر اور لڑکی پڑھنے پر متوجہ رہیگی تم سوچوگی کہ لڑکی کسطرح جلدی سبق یاد کرکے رخصت ہو اور وہ بھی دل لگا کر یاد کرے گی کہ کب پڑھ چکون اور گھر جاؤن مگر لڑکی کا واسطہ ہے سُنی سنائی آدمی کے سپرد کرنے مین اور بے اپنے آنکھ سے دیکھے اور پرکھے مجھے اسوقت پس و پیش ہے کچھ مضائقہ نہین مین پھر سمجھ سوچ لیکے جو مناسب ہوگا بی حلیمہ سے کہلا بھیجونگی یہ سنکر مین رخصت ہوکر چلی آئی

پندرہ روز سے زیادہ گذر گئے الاسلطانہ بیگم کا کچھہ پیغام نہ آیا تو بی حلیمہ سے
مین نے کہا کہ بوبی اب تو انتظار کی میعاد حد سے زیادہ بڑہ گئی اور بیگم صاحبہ نے
ہان نہین کا کچھہ جواب نہین دیا بی حلیمہ نے کہا کہ وجہ تاخیر اور تعویق کی
یہ ہے کہ بیگم صاحبہ کی توصاحبزادی کی تعلیم و تربیت پر ایسی ہی نظر ہے
جیسی عموماً عورتون کو ہوتی ہے مگر اونکے شوہر فرخ مرزا کو صاحبزادی کی
تربیت کا بہت خیال ہے اور جاہل عورتون کی اکثر وہ حقارت کرتے
ہین اور ہر روز مین سنتی ہون کہ اپنی بی بی سے بحث کیا کرتے ہین کہ
اگر میری موت جلد ہی آجائیگی اور یہ لڑکی پڑہنے لکھنے سے عاری ہجائیگی
تو مجھے قبر مین بھی آرام نملے گا اس وجہ سے مجھے یہ امید نہین ہے کہ بیگم صاحبہ
خاموش رہجائین اور یہ بھی مین جانتی ہون تمسے اچھی اتو بیگم صاحبہ
تو کیا خود جہان پناہ تمام شہر مین مشعل جلا کے ڈہونڈہین گے تو نملیگی
مجھے بھروسا ہے اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ بیگم صاحبہ تمہین ضرور مقرر
کرینگی ہان امیرون کے کاروبار ایسے ہی ہوا کرتے ہین کہ جو کل کرنے کو
کہین نو مہینے گذر جاتے ہین مین نے کہا کہ پہر اونکے کل سے نہ معلوم
مجھے کب کل پڑے اس سے بہتر ہے کہ کوئی اور تدبیر کرو مجھے اپنے محلہ
کی بیبیون سے یہ تو امید نہین ہے کہ وہ اپنی صاحبزادیون کو پڑہوا دین
اور اگر مین چاہون کہ تعلیم کی خوبیان کسی ہمسائے کی بی بی سے بیان
کرکے پڑہوانے کی تحریک کرون تو ہرگز مفید نہوگی وہ سمجھین گی کہ مین
اپنی غرض سے ایسی صلاح دیتی ہون مگر لڑکون کا پڑہانا تو ہر کوئی ضروری

جانتا ہے تمہاری صلاح ہو تو مین ایک مکتب مقرر کرون اور جو لڑکے
میرے پاس پڑھنے کو آیا کرین مین اونہین پڑھایا کرون بی حلیمہ نے میرے
اس ارادے کو بہت پسند کیا اور دو چار گھرون مین اونہون نے مذکور کیا
کہ محلے مین مکتب ہوتے ہوئے دوسرے محلون مین بچون کا بھیجنا کیا ضرور ہے
غرض چار ہی پانچ روز مین چھہ سات لڑکے پڑھنے کو آنے لگے اور پانچ
چھہ روپیہ ماہوار ہی کی آمدنی بھی میری ہو گئی مین نے تدبیر کے رہنے آپکا
بہت شکر کیا اور اپنے کھانے پینے سے مجھے اطمینان ہوا اور اپنی حاجت سے
زیادہ لالچ کرنا مین نے بیفائدہ سمجھا چنانچہ ایک مہینا میرے اس شغل کو
نہ گذرا تھا کہ ایک ہمسائی نے بر سبیل ذکر مجھسے کہا کہ مین اپنی لڑکیون سے
سخت حیران ہون نہ اونکے تیمار کی وجہ سے گھر سے دور جا سکتی نہ کچھہ
مزدوری کرنے پاتی ہون مین نے کہا کہ تم ناحق فکر کرتی ہو اگر اپنی لڑکیون کو
میرے پاس پہونچا جایا کرو تو مین اونکی خبرداری بھی کرونگی اور جہانتک
بن پڑیگا مفت پڑھا یا بھی کرونگی اوس ہمسائی کو اس قدر میرا سہارا دینا
بہت غنیمت ہوا بہت سی مجھے دعائین دین اور صبح ہوتے ہی دونون
لڑکیان میرے سپرد کر گئی ہر روز کھانا کھلا کے وہ نیک بخت لڑکیون کو
میرے پاس پہونچا جاتی تھی اور شام کو لیجایا کرتی تھی اور آپ دن بھر
فراغت سے محنت مزدوری مین مصروف رہتی تھی وہ دونون لڑکیان بھی
انتہا درجہ کو ذہین تھین تھوڑے ہی دنون مین لڑکون کے برابر پڑھنے
لگین اور اس وجہ سے کہ لڑکون سے علاوہ ذہن و حافظہ کی قوت سے

عمر مین بھی زیادہ اور سمجھہ وار بھی نہین پڑہنے کا شوق بھی اونکو پیدا ہوگیا
تہمہ مختصر دو مہینے مین بارہ لڑکے اور دو لڑکیان میرے مکتب مین
پڑہنے والی ہوگئیں ایکروز دوپہر کو مین تو لڑکون کو پڑہا رہی تھی کہ یکبارگی
سلطانہ بیگم تشریف لائین مین نے اوٹھکر ادب وتعظیم سے سلام کیا
اور بہت کچھہ عذر کیا کہ میرا مکان اس قابل نہین ہے کہ مین آپ کے
بیٹھنے کے واسطے سوا اپنی آنکھون کے اور کوئی جگہہ تجویز کرون پہ
افسوس ہے کہ مین اپنی آنکھون کو بھی اس لائق نہین پاتی کہ حضور کو
بیٹھنے کی تکلیف دون مگر ہان اس نظر سے کہ مجھے بھی اپنے مرتبہ وتوقیر سے
آپ عزت دار بنانے مین دریغ نفرماوین توکرم فرماوین بیگم صاحبہ نے
فرمایا کہ نہین تم کچھہ تکلف نکرو جہان تم بیٹھی ہو مین عزت سمجھہ کر بیٹھونگی
مین تو خاص کر تمہین سے ملنے کو آئی ہون اور بیٹھہ گئین تو مین نے
عزت سمجھی اور تشریف آوری کا بہت کچھہ شکر کیا ہمسایہ کی عورتون نے
جو سلطانہ بیگم کی تشریف آوری کی خبر سنی دیکھنے کو دوڑین اور اونکو
تماشہ سا گھیر لیا مین نے چاہا کہ اون بیہودہ عورتون کو روکون مگر
بیگم صاحبہ نے مجھے اشارا کیا کہ کچھہ مزاحمت نکرو اور خود نہایت ہی
بے تکلفی سے بات چیت کرنے لگین اور ہر قسم کی باتین شروع کردین تب مین
سمجھی کہ بیگم صاحبہ کی یہ بے تکلفی خالی از مطلب نہین ہے بلکہ اس اچانک
تشریف لانے سے یہ غرض ہے کہ میری چال چلن اور راہ روبہ کو
جانچین اور ہمسایون سے باتون ہی باتون مین تحقیق کرین چنانچہ

مین نے بھی مہلت دی اور لڑکون کے پڑہانے مین مصروف ہوئی اودہر
بیگم صاحبہ کبھی تو عورتون سے باتین کرتی تھین اور کبھی میرا پڑہانا
سنتی تھین آخرش جب مین نے لڑکون کو چھٹی دی تو مجھسے بھی لطف
وعنایت کی باتین کرتی رہین اور میری لکھی ہوئی چند وصلیان اور ایک
میری بیاض جسپر مین نے ضروری اعمال عبادت اپنی یادداشت کے
طور پر لکھہ رکھے تھے مجھسے دیکھنے کو لے لی اور شام کے قریب رخصت ہوکر
تشریف لے گئین مین نے جو وجہ تشریف آوری بیگم صاحبہ سمجھی تھی اپنے
دل ہی مین رکھی اور کسی سے ذکر نہ کیا اور خوب ہوا کہ مین نے بی حلیمہ سے
بھی نہین کہا تھا اسواسطے کہ ایک مہینا اونکی تشریف آوری کو گذر گیا
اور باوجودیکہ بی حلیمہ اوس عرصہ مین متواتر اونکے پاس گئین پر مجھہ
ذکر بھی میرا بیگم صاحبہ نے نہین کیا یہان تک کہ مین نے اوس خیال کو
اپنے دل سے بھی بھلا دیا مگر دو مہینے بعد ایکروز مین شام کو کتب پڑہا
کرکے بیٹھی تھی کہ پھر بیگم صاحبہ مع صاحبزادی کے یکایک تشریف لائین
اور اوس دن مجھسے بہت سی باتین کین اور تشریف لے گئین

باب ہشتم

تیسرے روز بعد اونکی تشریف آوری کے بی حلیمہ جو بیگم صاحبہ کے پاس گئین
تو رخصت ہوتے وقت بیگم صاحبہ نے بی حلیمہ سے کہا کہ اب جو آنا تو
اپنی آتو جی کو بھی ساتھہ لیتی آنا بی حلیمہ نے پلٹ کر مجھسے ذکر کیا

میں نے کہا کہ میں حاضر ہوں جب فرماؤ گی چلونگی چنانچہ جمعہ کے روز میں
بی حلیمہ کے ساتھ بیگم صاحبہ کے پاس گئی تو انہوں نے فرمایا کہ تم تعجب سے
کہ سمجھی ہوگی کہ میں دو مرتبہ تمہارے یہاں کیوں گئی آئی میں نے دست بستہ
عرض کی کہ میں تو یہی سمجھی ہوں کہ میری اعزاز افزائی اور ذرہ نوازی
کی وجہ سے آپ نے مجھے سرفراز فرمایا اور دل کی بات جو کچھ ہو واقعی اوسکو
میں تو کیا سوائے اللہ تعالے کے اور کوئی نہیں جانتا ہے سنکر بیگم صاحبہ نے
فرمایا کہ میں نے بقدر پھر تمہارے حالات دریافت کیے اور جس سے ذکر کیا
اوسنے تمکو سراہا تو بھی خاطر خواہ مجکو اطمینان نہوا اسواسطے تمہارے
راہ روش کے دیکھنے کو تمہارے یہاں گئی تاکہ تمہارے یہاں کے آنے جانے
والوں کو اپنی آنکھ سے دیکھوں الحمد للہ کہ جیسا میں نے تمہارا حال سنا تھا
اوس سے زیادہ تمکو پایا اور ہر طرح میری دلجمعی ہوگئی اور مکان بھی میں نے
اپنے محلے کے قریب تمہاری فرمایش کے موافق بہم پہنچا لیا اب کہو
تمکو کچھ اور عذر محبوبہ بیگم کی تعلیم میں باقی ہے میں نے عرض کیا کہ آپ نے
جو کچھ میرے حال کی تحقیقات فرمائی اس سے میں نہایت خوش ہوئی اور
امیدوار ہوں کہ ایسے ہی شفقت بزرگانہ میرے حال پر مبذول رہے
اور میری چال چلن کی نگرانی میں خاطر مبارک مصروف رہے اور
جو نقصان میرے طریق روش میں پایا جاوے اوس سے آپ ضرور
مجھے متنبہ فرماویں اور تعلیم محبوبہ بیگم کے واسطے میں دل و جان سے
حاضر ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کے مطلب کو نہ سمجھا اور

جلدہی کرکے جیسا آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے مکتب جاری کرکے اپنے کو
پھنسا دیا اب اگر مین اپنے مکان کو چھوڑکے حضور کے محل کے قریب
اوٹھہ آؤن تو اپنے مکتب کے لڑکون کے ماں باپ کو جنہون نے میرے
بھروسے پر دوسرے مکتبون سے لینے لڑکون کو اوٹھاکے میرے سپرد
کیا ہے کیا جواب دونگی اور کس مُنہ سے کہونگی کہ وہ غیر محلہ مین اپنے
چھوٹے چھوٹے بچون کو بھیجا کرین اگر حضور مجھپر مہربانی فرمادین اور میرے
مکتب کے لڑکون کی صغیر سنی اور محتاجی پر رحم فرماکر بی حلیمہ ہی کے مکان
مین خواہ اونکے مکان کے قریب کوئی مکان تجویز فرمادین تو مین اپنے
شاگردون کے والدین سے بھی سرخ رو رہونگی اور محبوبہ بیگم کی تعلیم کو
اپنی سعادت دارین جانونگی حضور میرے التماس پر بھی غور فرمادین
خدا کے فضل وکرم سے سرکار مین ہر قسم کی سواریان موجود ہین محبوبہ بیگم
کے آنے جانے کے لیے کسی سامان جدید کی حاجت نہوگی خلاف غربا کے
لڑکون کے کہ اونکو دوسرے محلے مین آنا جانا بہت دشوار ہوگا خصوصًا
میری اون دونون شاگرد لڑکیونکو جو کسیطرح نہ پہونچ سکینگی بیگم صاحبہ نے
یہ سُنکر فرمایا کہ خیر اسکا جواب مین ابھی نہین دے سکتی مگر جلد سوچکر
جو مناسب ہوگا کہونگی چنانچہ مین چلی آئی بی حلیمہ نے مجھسے کہا کہ تم ناحق
اوجھتی ہو اور ایسی بڑی سرکار کو کھوتی ہو مین نے کہا کہ حقیقت مین
تم جو کچھہ فرماتی ہو سچ ہے مگر یقین جانو کہ اگر مین لالچ کرکے ان لڑکونکو
جنکی تعلیم کا مین معاہدہ کرچکی ہون چھوڑ دون تو جھوٹی وعدہ باز مشہور

ہوجاؤگی اور زیادہ تو میرے دیکھا دیکھی اعتبار مین برا فرق آجانے کا
امرا کا مزاج کبھی کچھہ ہوتا ہے کبھی کچھہ آج صاحبزادی کے تعلیم کی دہن ہے
اگر کل نرہی تو مین کہین کی بھی نہوئی مجھے تو آخر غربا ہی مین رہنا ہے تھوڑیکو
چھوڑکر بڑے کا لالچ کرنیٹھون اور آگے چلکر نہ بنے تو پھر سواے خفت
اور ندامت کے اور کیا ملیگا بی حلیمہ نے کہا کہ شاباش مین نے حقیقت
مین غلطی کی تھی دو روز اس معاملہ پر بھی گذرے اور مین نے بی حلیمہ سے
کہا کہ امرا مین جلدی بھی ہوتے ہوتے مہینے گذر جاتے ہین دیکھو اگر مین
لالچ مین آجاتی تو شرمندہ ہوتی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ بیگم صاحبہ کی
خواص آئی اور کہا کہ بیگم صاحبہ نے بلایا ہے مین فوراً اوسکے ساتھہ چلی
گئی بیگم صاحبہ نے مجھے دیکھکر کہا کہ لو صاحب تمہاری ہی مرضی ہنے رکھی
اور تمہارے ہی محلہ مین ایک مکان کرایہ پر لیا و فرش فروش سامان
ضروری کا بھی اہتمام کردیا اب کہو اور کوئی عذر باقی ہے مین نے کہا کہ یہہ
آپکی پرورش تھی کہ میری آبرو غربا مین رکھہ لی اور اون سے آپ نے
مجھے شرمندہ نہونے دیا مجھے اب کچھہ عذر نہین ہے خدا آپکو سلامت باکرامت
رکھے اور محبوبہ بیگم کو صاحب علم و لیاقت کرے الغرض بیگم صاحبہ نے
تیس روپیہ میرا مشاہرہ مقرر کیا دوسرے روز مین مکان مجوزہ بیگم صاحبہ
مین اوٹھہ آئی اور ایک اچھے کمرے کو مکتب قرار دیا میرے شاگرد
بچون مین کوئی بھی پانچ برس سے زائد عمر کا نہ تھا اسواسطے محبوبہ بیگم
کو اونمین بیٹھنے اور پڑہنے مین کچھہ تکلف نہ تھا اور مجھے بھی کچھہ تردد

گھر ہی پر آیا چنانچہ دوسرے دن محبوبہ بیگم ہی آئین اور تیسرے تو وہ بارہ برس کی
ہو چکی تھین اور امرا کی لڑکیون کی شوخی اور غرور اور نامعقولیت تو تم
خوب جانتے ہوگے روز پیدایش سے لاڈ پیار مین رہتی ہین اور انا کھلائی
لونڈی باندی خوشامد کرکے ہٹی اور ضدی کرکے بگاڑ دیتی ہین چنانچہ
اسی قسم کی برائیان محبوبہ بیگم مین بھی موجود تھین کیا کہون کہ اون
خرابیون کے نکالنے مین جو بارہ برس مین جمع ہوئین تھین مجھے کیسی
دقت اور کھٹائی پڑی مگر الحمد للہ کہ چند ہی روز مین مین نے محبوبہ بیگم کو
سمجھا بجھا کر اپنی راہ پر لگایا اور کہان تک بک بک کر تمہارا دماغ پریشان
کرون مختصر یہ ہے کہ گو مین صرف لکھانے پڑھانے کے لیے مامور ہوئی تھی
مگر مین نے سینا پرونا پکانا اور ہر قسم کے ہنر جو امرا کی لڑکیان نہین جانتین
بلکہ جنکے سیکھنے اور کرنے کو عار سمجھتی ہین ایسی خوبصورتی اور دلجوئی
و خاطرداری سے سکھانے شروع کیے کہ محبوبہ بیگم کو میرے پاس سے
اوٹھنا اور اپنے گھر جانا ناگوار ہونے لگا اور ادھر رفتہ رفتہ جن لڑکون کی
عمرین پانچ برس سے زیادہ ہوتی گئین مین نے اونکے ماں باپ کو
سمجھایا کہ اب لڑکون کے مدرسے مین ان بچون کو بھجوانا مناسب ہے
چنانچہ اسطرح اونکو اپنے مکتب سے جدا کیا اور نئے لڑکون کا تعلیم مین
لینا مین نے محبوبہ بیگم کے آتے ہی چھوڑ دیا تھا چنانچہ تیسرے برس
صرف دو لڑکیان اور محبوبہ بیگم میرے پاس رہگئین اور ان لڑکیون کے
تعلیم سے مجھے محبوبہ بیگم کی تعلیم کرنے مین یہ فائدہ ہوا کہ جو کچھ مین اونکو سکھاتی تھی

محبوبہ بیگم خود شوق کرکے سیکھتی تھی غرض تین برس مین محبوبہ بیگم کی
حالت بالکل بدل گئی معلوم ہی نہین ہوتا تھا کہ وہ کسی امیر کی لڑکی ہے
شائستگی و تہذیب انتہا کو آگئی کبر و نخوت تکبر جا بار ہا ہمجولیون مین
کوئی بھی اوسکے سلیقہ کے مقابلہ مین نہ نکلی تب تو فرخ مرزا اپنی بیٹی
محبوبہ بیگم کی تعلیم سے انتہا کو محظوظ ہوئے اور شاہزادون کی طرح اوسکو
پڑھتے لکھتے دیکھکر ایسے خوش ہوئے کہ بلا میری درخواست کے پچاس روپیہ
میرا مشاہرہ کردیا اوس روز مین نے محبوبہ بیگم سے سُنا کہ سلطانہ بیگم تو
میرے عذرات سے مایوس ہوگئین تھین اور اونکو کسیطرح پسند نہین تھا
کہ محبوبہ بیگم محل سے باہر پڑھنے کو جایا کرے گر فرخ مرزا نے جب میری
وصلیان اور بیاض جو سلطانہ بیگم لیگئین تھین دیکھین تو سلطانہ بیگم سے
کہا کہ اسکو جی عورتون مین تو کیا مردون مین بھی ایسا لائق معلم نہ ملیگا
تم ناحق کی ضد سے باز آؤ اور محبوبہ بیگم کے بھیجوانے مین ہرگز تامل نکرو
تب لاچار ہوکر سلطانہ بیگم نے اپنے خیال فاسد کو بدل دیا یہ سنکر کہ فرخ مرزا
قدردان علم ہے عموماً اور اپنے اضافہ مشاہرہ پر خصوصاً مین نے کروڑون
شکر درگاہ جناب باری مین ادا کیے اور زیادہ تر سعی کرکے مین نے عرب
اور فارس کی تواریخ محبوبہ بیگم کو پڑھانا شروع کی اور خاص کر مسلمانونکی
تواریخ کے مقامات زبانی یاد کرائے اور اکثر مین نے سُنا کہ فرخ مرزا نے
محبوبہ بیگم سے اونکو سُنا اور نہایت خوش ہوا اور اکثر اپنے ہمزلف بابر مرزا
سے جو جہان پناہ کے سالے ہین میرے طریقہ تعلیم کی تعریف کی اور سلطانہ بیگم نے

بھی اپنی بہن یعنی بابر مرزا کی بی بی سے میرے طریقہ تعلیم و تربیت کی
انتہا درجہ کی مدح کرکے اونکو بھی ترغیب دی کہ اپنی صاحبزادی کو بھی میرے
سپرد کریں مگر اونہوں نے اپنی لڑکی کو اس عذر سے کہ وہ صرف سات برس
کی تھی اور مکان بھی اونکا میرے مکتب سے فاصلے پر تھا میرے پاس مکتب
میں بھجوانا پسند نکیا اور ایکروز سلطانہ بیگم سے اصرار کرکے مجھے بلوایا اور
فرمایا کہ بہن نے تمہاری درجہ کو تعریف و توصیف کی ہے اور محبوبہ بیگم کی
جسطرح تمنے تعلیم کی وہ تو ظاہر ہے اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہوں
اسلیے میں چاہتی ہوں کہ عزیزہ بیگم کو بھی تم ہی تعلیم کرو مگر یہ ممکن نہیں ہے
کہ میں سات برس کی لڑکی کو دو کوس کے فاصلہ پر بھجوایا کروں پس جسطرح ہو
تم یا تو میرے مکان میں اوٹھہ آؤ یا میرے مکان کے پاس رہنا منظور کرو
میں نے عرض کیا کہ میں محل میں تو کسیطرح نہیں رہ سکتی مگر اسکا مضائقہ
نہیں ہے کہ حضور کوئی مکان اپنی دولت سرا کے قریب تجویز کردیں چنانچہ
اس مکان کو زینت آرا بیگم نے تجویز کیا میں نے اپنی شاگرد لڑکیوں کی
ماں سے کہا کہ میں اب فاصلہ پر اس محلہ سے اوٹھکر جاتی ہوں اور روز
روز آنا جانا تمہاری لڑکیوں کا دشوار ہے اگر منظور کرو تو میں اپنے
ساتھہ رکھکر پڑھایا کروں اور اگر مفارقت گوارا نہو تو خیر جو مرضی تمہاری ہو
بندوبست کرو اوس نیک بخت نے جو دیکھا کہ مفت کی تعلیم و تربیت علاوہ
کھانے پہننے کے ہاتھہ آتی ہے تو لڑکیوں کا میرے ساتھہ رہنا منظور کیا
اور خود بھی میرے ساتھہ لڑکیوں کو لیکر اوٹھہ آئی ——

اس طور سے میں عزیزہ بیگم اور سعید مرزا کی تعلیم پر مامور ہوئی اور علاوہ
اون پچاس روپے مہینے کے جو سلطانہ بیگم عنایت کرتی تھیں پچاس روپیہ
زینت آرا بیگم نے بھی میرے مقرر کر دیے عزیزہ بیگم اور سعید مرزا کا تعلیم
کرنا ویسا دشوار نہ تھا جیسا کہ محبوبہ بیگم کا تھا اسلیے کہ عزیزہ بیگم کی عمر
صرف سات برس کی تھی اور سعید مرزا پورے پانچ برس کا بھی نہ تھا
ہنوز کچھ خرابی واجبی مزاج میں نہیں آئی تھی کہ میرے سپرد ہوئے تھے
بہرکیف دل وجان سے اونکی تعلیم میں بھی میں ساعی ہوئی پانچویں برس
محبوبہ بیگم ہر طرح سے لائق ہوئیں اور پڑھنا اونہون نے موقوف کیا بلکہ
اوسی سال خیر سے اونکی شادی ہوئی تو سلطانہ بیگم نے علاوہ خلعت کے
ہزار روپیہ مجھے انعام دیے اور محبوبہ بیگم میکے سسرال میں اسم بامسمی ہو گئیں
اور میری محنت ٹھکانے لگی اونکے بعد صرف عزیزہ بیگم اور سعید مرزا کی تربیت
میرے ذمہ تھی یہ دونوں بچے ایسے مجھسے مانوس ہو گئے کہ ان کے پاس
مجھے چھوڑ کے مشکل سے جاتے تھے اور اس وجہ سے پیشتر زینت آرا بیگم
بھی میرے پاس چلی آتی تھیں اور گھڑیوں بیٹھا کرتی تھیں اور مجھے
دلجوئی اور خاطرداری لڑکوں کی کرتے ہوئے دیکھ کر کہتی تھیں کہ تمھاری
محبت میں کچھ اثر ہے کہ لڑکے تمھارا ہی دم بھرتے ہیں اور کثرت سے
جو وہ میرے پاس آیا کیں اور میں نے خلاف اور بیگمات کے نہایت
کریمہ و رحیمہ و مجسم اخلاق دیکھا اور تلون مزاجی کا اثر نہ پایا تو سوا اسکے
کہ وہ میری مالک اور خداوند نعمت تھیں محبت و عقیدت خاص بھی

مجھے ہو گئی اور میں بھی اکثر اونکی دولت سرا میں جانے لگی دو برس جو اسطرح گذرے تو زینت آرا بیگم کے الطاف و عنایت کا میرے حال پر اس قدر وفور ہوا کہ وہ سارے برتاؤ جو وے اپنی حقیقی بہن سلطانہ بیگم سے کرتی تھیں مجھسے بھی کرنے لگیں مگر قضا و قدر تیسرے سال زینت آرا بیگم ایسی بیمار ہوئیں کہ امید زندگی کی جاتی رہی اور نوبت اسکی آئی کہ انہوں نے اپنے شوہر بابر مرزا سے وصیت کی اور قسم لیکے عہد کرایا کہ جبتک عزیزہ بیگم و سعید مرزا جوان ہو کر پروان نہ چڑھیں تب اونکی ساری جایداد کے میرے سپرد رہیں اور کسیطرح مجھسے جدا نہوں تاکہ اونکے اور محل کسی قسم کی بدسلوکی لڑکوں سے نکرنے پاویں جب بابر مرزا نے خوشی سے منظور کرلیا تب یہ حال زینت آرا بیگم نے مجھسے فرمایا میں نے کہا کہ عذر فرمائیے کہ میں غیر کفو ایک غریب آدمی ہوں مجھسے کیونکر ممکن ہے کہ میں آپکی جایداد کا اہتمام کروں اول تو ایسا سلیقہ نہیں کہ ہزاروں روپیہ کے اسباب کی حفاظت کرسکوں دوسرے سارے آپکے خاندان کی بیگمات میری دشمن ہو جاوینگی تیسرے میں ایک مسافر ہوں میرے شوہر کا پتہ نہیں واللہ اعلم کیا اتفاق ہو مگر زینت آرا بیگم نے ایسی منت و سماجت کی کہ میں رو نے لگی اور مجھسے ہرگز انکار نہو سکا افسوس کہ اس بات چیت کے چوتھے روز بیچاری جوانہ موت مر گئیں بابر مرزا نے حسب وصیت لڑکوں کو میرے سپرد کیا اور سارے اسباب نقد و جنس کا تعلیقہ کرکے

ایک فہرست بنائی اور کل جایداد میرے حوالہ کی اور علاوہ اخراجات پرورش
صاحبزادون اور لونڈی غلامون وخواجہ سراؤن ونوکر چاکر شاگرد پیشہ
دواب کے جو آٹھہ سو روپیہ مہینا سے کم نہین تھے ڈیڑہ سو روپیہ میرا
ذاتی مشاہرہ مقرر کیا اور سارا بوجھہ میرے سر پر ڈال دیا لاچار علاوہ
تعلیم وتربیت عزیزہ بیگم کے چار ناچار ہر قسم کا اہتمام مجھے کرنا پڑا سعید مرزا
کی تعلیم کے واسطے پہلے تو ایک مدرس لائق مین نے مقرر کیا و چند روز کے
بعد مدرسے مین بھجوایا اور جسطور سے زینت آرا بیگم کو مطبوع ومرغوب
تھا مین نے بہ نیت ولیت کر کے عمل کیا و جب اونکے مرنے کے تیسرے مہینے
عید آئی تو مین حسب دستور ومراسم مقررہ عزیزہ بیگم وسعید مرزا کو لیکر
اونکی پھوپھی جناب عالیہ متعالیہ بادشاہ بیگم کے حضور مین حاضر ہوئی
اوسکے پہلے مین کبھی ملکہ کی خدمت مین حاضر نہوئی تھی نہ ملکہ نے مجھے
دیکھا تھا بہرکیف جیسا سُنا تھا لڑکون کو پیش کیا اور مجرا کرایا ملکہ نے
لڑکون کو پیار کیا اور باتین کرنی شروع کی تھین کہ ایک بی بی نے
مضطربانہ آکر جھک کر ملکہ کے کان مین کچھہ کہا سنتے ہی ملکہ متردد خاطر
ومنتشر الحواس ہوگئین کبھی کچھہ سوچکر اوٹھہ کھڑی ہوتی تھین اور کبھی
سر پکڑکے بیٹھہ جاتی تھین اور اوسی بی بی کے کان مین کچھہ کہتی تھین
یہ حال دیکھہ کر مین بھی اپنے دل مین پریشان ہوئی کہ ایسا کیا ماجرا ہے
کہ جس سے اسقدر ملکہ کو تردد لاحق ہوا ہر چند مین نے ٹالا کہ مجھے کیا
مطلب ہے کہ در پے تفتیش ہون لیکن مجھہ سے ضبط نہو سکا آخر عرض

میں دیکھتا کہ گستاخی ہوتی ہے اور میرا رتبہ اس لائق نہیں ہے کہ
مین آپکے تردد و فکر کی وجہ کو دریافت کرون مگر چونکہ نمکخوار ہون مجھے
آپکے خاطر کی پریشانی دیکھی نہین جاتی ملکہ نے فرمایا کہ جہان پناہ اسوقت
زینت محل مین ہین اور ایک راز پر مجھے اونہین مطلع کرنا ضرور ہے
لیکن وہ ایسا بھید ہے کہ نہ تو مین اوسکو کسی سے کہہ سکتی ہون نہ
نہ کوئی چارہ دیکھتی ہون ہرچند مجھے بھروسا ہے کہ مین بادشاہ کو
صرف بلا بھیجون تو وہ فی الفور چلے آوین لیکن یہ امر بعید از تہذیب
و آداب سلطنت ہے یہ سنکر مین نے التماس کیا کہ یہ تو کچھ ایسا بھاری
امر نہین ہے کہ جسکے لیے آپ ایسا تردد کرین جو کچھ آپکو فرمانا ہے ایک
کاغذ پر لکھیے و لفافہ مین رکھکر مہر فرمایئے اور خواص کو حوالہ کیجیے
کہ جلدی جا کر جہان پناہ کے ہاتھ مین لفافہ دیوے زبان سے کہنا
و قلم سے لکھنا برابر ہے ملکہ نے کہا یہ تو سچ ہے پر مین یہ بھی تو مناسب
نہین جانتی کہ کسی تیسرے کو بھی اوس راز سے آگاہ کرکے امید
امانت کی رکھون اس جواب سے مجھے ثابت ہوا کہ ملکہ کو خود لکھنا
نہین آتا متاسف ہو کر پھر جرأت کرکے مین نے کہا کہ اگر حضور مجھپر بھروسا
کرین اور وہ مطلب بھی ایسا ہو کہ مجھپر ظاہر کرنے مین قباحت نہو تو
مجھسے فرمایئے مین لکھدون ملکہ متعجب ہو کر پوچھنے لگین کہ کیا تم لکھنا بھی
جانتی ہو مین نے عرض کی کہ ہان کسیقدر تو لکھ لیتی ہون قصہ مختصر
تخلیہ مین دوات قلم منگوا کر ملکہ نے مجھسے کہا کہ جو کچھ مین اسوقت کہتی ہون

کہ پوشیدہ محل میں کسی بدذات کی شرارت سے کھانے میں زہر ملایا گیا ہے
اور جہان پناہ کا قصد ہے کہ آج خاصہ وہیں تناول فرماویں اسواسطے
میں چاہتی ہوں کہ جہان پناہ کو اطلاع دوں مگر یہ بھی ڈرتی ہوں کہ
شاید یہ خبر دراصل غلط ہو یا میری زبان سے نکلکر اور کانوں میں
پہونچی اور کھانا تبدیل ہو جاوے تو جھگڑا و فتنہ اور فساد کے میری
بڑی رسوائی ہوگی اور خاموش بھی نہیں رہا جاتا اسلیے کہ جان بوجھکے
اگر میں چپ رہوں اور زہر آلود کھانا کھا کر خدا نخواستہ جہان پناہ کے
دشمنوں کا حال دگرگوں ہو جاوے تو میں بھی خون ناحق میں شریک
ہونگی اور دنیا میں اپنی زندگی کو تلخ کرونگی اور عقبی میں معذب ہونگی
مہربانی کرکے تم اس مضمون کو لکھکر میری طرف سے یہ صلاح درج رقعہ کرو
کہ جو کھانا چنا گیا ہو کسی بہانہ سے یہاں اوٹھوا لاؤ اور ہرگز اوسکو
نہ کھاؤ پس اگر کھانا زہر آلود ہے تو خودبخود معلوم ہو جاویگا میں نے فوراً
اس مضمون کو لکھا اور ملکہ سے عرض کی کہ اس راز کا مخفی رہنا صرف
اوسی عرصہ تک ضرور ہے کہ جہان پناہ یہاں تشریف لاکر کھانے کو
ملاحظہ فرماویں میں اوسوقت تک آپکے حضور میں حاضر ہوں ملکہ نے
فرمایا کہ ہاں سچ کہتی ہو غرض لفافہ کو میں نے بند کیا اور مہر لگا کر ملکہ کے
حوالہ کیا ملکہ نے ایک چالاک خواص کو دے کر دوڑایا وہ عین اوسوقت
پہونچی کہ کھانا دسترخوان پر آچکا تھا اور بادشاہ ہاتھ تناول خاصہ کے
لیے دہو رہا تھا اوسوقت جو اوس خواص کو خط لاتے ہوے دیکھا جہان پناہ نے

دیکھا سراسیمہ ہو کر لفافہ لے لیا اور فوراً چاک کر کے رقعہ کو پڑھا اور بیساختہ
آہ کر کے اوٹھ کھڑا ہوا اور فرمایا کہ ایسی پراگندگی خاطر ملکہ کو لاحق ہوئی ہے
کہ جبتک میں اونکے مزاج کی اصلاح نکرلوں کھانا نہیں کھا سکتا خیر کھانا
اوٹھاؤ وہیں اس کھانے کو کھاؤنگا اور اپنے روبرو کھانے کو خوان میں
لگا کر کسنوں سے کسوایا اور اپنی مہر لگا کر کھانا ملکہ کے محل کو روانہ کیا
اور زینت محل کو بھی اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا لیکن بادشاہ کو ہرگز یہ
خبر یقین نہ آیا بلکہ جانا کہ کسی فسادی نے ملکہ کو جھوٹی خبر دی ہوگی
یا سوتیا ڈاہ کا کچھ فتور ہوگا غرض وہ خواص پھر دوڑی آئی کہ حضور
تشریف لاتے ہیں تو میں نے ملکہ سے رخصت چاہی ملکہ نے حضور نوازش سے
کلمات عنایت فرمائے اور مجھے گھر آنے کی اجازت دی میرے آنیکے
بعد جہاں پناہ نے محل میں آکر کھانے کو آزمایا اور زہر آلود پاکر بیگم کا
نہایت شاق گذرا ہوا اور ہر ایک شریر و ظالم کو جو زہر ملانے میں شریک تھے
کیفر کردار کو پہونچایا بعد رفع غیظ و غضب ملکہ سے پوچھا کہ اور تو
جو ہوا سو ہوا بھلا تمہارا رقعہ کسنے تحریر کیا تھا بیگم نے میرا نام بتلایا
تب تو بادشاہ کو اپنے معاملہ سے زیادہ میرے لکھنے پڑھنے پر تحیر ہوا
اور میرے بلانے کو ملکہ سے کہا چنانچہ رقعہ مذکور کے تحریر کے آٹھویں روز
خواص میرے بلانے کو آئی میں کیا کہوں کہ جسوقت میں نے اوس
خواص سے سنا کہ بادشاہ نے مجھے بلایا ہے میری کیا حالت ہوئی اپنی
حرکت ناشایستہ پر سیکڑوں لعنتیں کرتی تھی کہ بھلا مجھکو کیا پڑی تھی

جو لیستانہ وینا رقعہ لکھنے بیٹھی اور سر پکڑ پکڑ سوچتی تھی کہ جاؤن یا نہ جاؤن آخر ایسے شخص کے روبرو جسکے اونکے حکم سے سارا ملک تباہ ہو سکتا ہے جانے کا ہیا و مجھے ہوا لاچار مین نے ملکہ کے نام ایک رقعہ لکھا کہ موافق قواعد اسلام کے آپ پر ظاہر ہے کہ بعد ترویج کے زوجہ کو اختیار نہین رہتا کہ کسی اجنبی مرد کے روبرو جاوے لہذا مین بدون استرضا اپنے شوہر کے حاضری سے معذور ہون و میرا شوہر بالفعل مفقود الخبر ہے اور حصول اجازت کی کوئی سبیل نہین ہے اسواسطے امیدوار ہون کہ میری جرات انکار کا قصور معاف ہو وہ جہان پناہ سے حضور ایسی سفارش کرین کہ میرے طلب فرمانے مین کرم فرماوین اور یہ بھی عرض کر دین کہ رقعہ کا مضمون جو مین نے حضور کے ایما کے موافق لکھا تھا مین گھبراہٹ مین بلا سوچے سمجھے جلدی و سراسری مین لکھدیا تھا اگر کوئی حرف یا نقطہ خلاف شان خسروی واقع ہوا ہو تو حضور درگذر فرماوین اور پھر تو رقعہ دی کر مین نے خواص کو رخصت کیا اور پھر مین نے خداوند نعمت بابر مرزا کو ایک عریضہ لکھا اور اوسمین ساری کیفیت درج کر کے بہت عرض کی کہ حضور ایسی تدبیر فرماوین کہ مین ذلت اضطرار سے بچون اور سمجھون مین سوا خداوند بابر مرزا کا بھلا کرے کہ اوسیوقت وہ سوار ہوئے اور بادشاہ سے جا کر میری کیفیت بیان کی بادشاہ نے فرمایا کہ میری غرض بلانے سے سوا اسکے کچھ نہ تھی کہ مین لیاقت و قابلیت

رقعہ پر اگاہی پاؤن اور دریافت کرون کہ سلیقہ انشاپردازی کہان حاصل کیا بابر مرزا نے کہا کہ اگر آپ کو صرف انکشاف لیاقت ہی منظور ہے تو اوسکے شاگردون کا امتحان لیجیے اور جو کچھہ پوچھنا ہے اونسے پوچھیے بادشاہ نے نہایت مسرور ہو کر منظور کیا دوسرے روز بابر مرزا نے اپنی ایک خواص کے معرفت بادشاہ کی تقریر کہلا بھیجی خواص نے آکر مجھہ سے کہا کہ تم بھی عجیب چیز ہو کہ ذراسی بات مین گھبرا گئین اور موافق اپنے خیالات کے اوسنے میرے بادشاہ کے حضور مین نہ جانے کی بابت نفرین کی مگر مین نے نافہم جانکر مباحثہ کرنا مناسب نہ جانا بلکہ یہ کہا کہ مرزا صاحب کے حضور مین میری جانب سے شکر گذاری کرکے عرض کرنا کہ موافق ارشاد کے مین دونون لڑکیون کو بھیجدونگی مجھسے جواب لیکر وہ خواص تو چلی گئی مین نے خدا کی درگاہ مین بہت شکر کیا اور انتہا درجہ کو مسرور ہوئی کہ رسوائی حضوری بادشاہ سے بچی اور پھر اپنے شاگرد لڑکیونکے ماں سے پوچھا کہو جی اب تم کیا کہتی ہو اگر منظور ہو تو مین ان لڑکیونکو عزیزہ بیگم کے ساتھہ جہان پناہ کے حضور مین بھیجدون اوسنے نہایت خوش ہو کر کہا کہ ضرور بھیجو لیئے رات ہی کو مین نے اون دونون کے واسطے عمدہ لباس مہیا کیا اور طریقہ آداب شاہی کا خوب سبق پڑہا کے دوسرے روز پہر دن چڑہے عزیزہ بیگم کے ساتھہ سوار کرا کے روانہ کیا وہ تو اودہر چلی گئین مگر مجھے ایک قلق خاطر

پیدا ہوا کہ دیکھا چاہیے بادشاہ کیا پوچھے اور وہ دونون چھوکریان کیا
کہین اور عزیزہ بیگم سے کہتے سنتے کیا بن پڑے غرض ہمہ تن انتظار
وایسی اون لڑکیون مین بیقرار رہی یہانتک کہ تھوڑے دن رہے
محبوبہ بیگم مع اون دونون کے خوش خوش میرے پاس آئین اور
کہا کہ خالو نے مجھے بھی بلوایا اور پہلے مجھے و عزیزہ بیگم و ان لڑکیون کو
سوار کرا کے ملکہ کے حضور مین بھجوا دیا پھر خود جہان پناہ کے پاس
گئے اور دو پہر کے بعد بادشاہ او ر خالو محل مین آئے پہلے مجھسے تمہارا
حال پوچھا مین نے جہانتک مجھے علم تھا اور جہانتک ممکن ہوا اور زبان نے
یاری دی التماس کیا اوسکے بعد عزیزہ بیگم سے پوچھا کہ تم نے کیا کیا
پڑہا ہے ماشاء اللہ عزیزہ بیگم نے بھی اچھی طرح سے بیان کیا جب
تواریخ کے پڑہنے کا مذکور کیا تب تو بادشاہ کو تعجب ہوا اور مکرر پوچھا
کہ بھلا تواریخ جو تمنے پڑہی ہے کچھ یاد بھی ہے عزیزہ بیگم نے کہا کہ
ابتک تو نہین بھولی ہون بادشاہ نے مسکرا کر پوچھا کہ اچھا بتاؤ
کہ بعد انتقال رسول خدا کے کیا ہوا عزیزہ بیگم نے فوراً عرض کیا

باب نہم

بعد نزول آیہ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم جناب ختمی مآب نے
اس جہان فانی سے جسوقت قصد عالم جاودانی کا فرمایا اوسوقت
مسلمانون مین عجیب ماتم برپا ہوا از بانہ اہل دین و ایمان کی آنکھو نمین

سیاہ ہو گیا و خاصگان خدا کے کمر ہمت کی ٹوٹ گئین عین
اوسی حالت مین دوراندیشون نے قائم مقام جناب رسول خدا کے
مقرر کرنے کا مشورہ شروع کیا اکثرون کو طلب حکومت کا ولولہ ہوا
آخرش بعد گفتگوہاے بسیار و رد و قدح بیشمار یہ امر قرار پایا کہ ابوبکر صدیق
خلیفہ ہون چنانچہ مہاجرین و انصار نے قبول کر لیا اور قلادہ اطاعت
خلیفہ کا گلے مین ڈالا چونکہ اوس تجویز مین شمول بعض صحابہ و اہلبیت کا
وخصوصاً دخل علی ابن ابی طالبؑ کا نہ تھا اسلیے لوگونکو خیال ہوا
کہ وہ جناب اس تجویز کو پسند نفرماوینگے لہذا بصلاح یکدگر حضرت
علی کو بلایا اور نصب خلافت کا معاملہ حاضرین نے پیش کر کے
استدعاء اطاعت کی گئی الا حضرت نے استدلال و براہین پیش کین
کہ مجتمعین مین سے کوئی اون اعتراضات کو نہ اوٹھا سکا اور آخر کو
بدون قبول اطاعت کے یہ کہتے ہوئے کہ جانشین اور وصی رسول خدا
مین تھا جناب امیر علیہ السلام اوس مجلس سے اوٹھ گئے گو کہ
روافض اور خوارج کو اس معاملہ مین بیحد مبالغہ ہے مگر حق اسقدر ہے
کہ حضرت علیؑ نے خلافت ابوبکر صدیق کو منظور نہین کیا بہرحال
صدیق نے منبر پر جا کر اپنی خلافت کی صداقت سے لوگونکو مطمئن
کیا اور پاس و لحاظ اونکے اعزاز و ادا ے حقوق کے وعدے سے
خاطر جمع کی جو یہ خبر اطراف و اکناف عرب مین مشتہر ہوئی تو بہتون نے
دین اسلام سے کنارہ کیا اور بعض نے دعوی پیغمبری کا کیا سی

حقوق بیت المال یعنی خراج کا دینا بند کیا اور کسی قوم نے نماز و روزہ
ترک کرکے بغاوت اختیار کی چنانچہ قبیلہ اسد نے بموافق مشورہ طلیحہ کے
فرازہ عینیہ بن حصین کو اپنا پیغمبر بنایا اور بنو سلیم نے فجاۃ سے اقتدا کیا
اور بنو تمیم نے مالک بن نویرہ کو اپنا مقتدا کیا اور عامہ یمامہ نے مسلمہ
کذاب کو اپنا پیغمبر بناکر اوسکی اقوال پر عمل کرنا شروع کیا جبکہ ایسے
اخبار خلیفہ صداقت شعار کے گوش گذار ہوئے تو حسب مشورہ عمر
ابن الخطاب کے عزم بالجزم واسطے استیصال اہل ضلال کے فرمایا
اسامہ بن زید کو جسکو بحیات خود جناب رسول مختار نے بنا بر روانگی
دیار شام مامور فرمایا تھا بحکم جدید جانب شام روانہ کیا اور واسطے تادیب
دیگر اہل فساد عمر ابن العاص عمان سے طلب ہوا اس خبر کے اشتہار سے
بہتیروں نے پھر راہ راست اختیار کی اور استعانت خلیفہ کے لیے بلا اکراہ
و اجبار جمع ہوگئے اور بہ تحت افسری خالد کے لشکر جرار تیار ہوکر واسطے
گوشمالی قبیلہ اسد کے روانہ ہوا گر اوس قوم نے بجائے اطاعت مقابلہ کی
کمر باندھی اور تھوڑے سے ہی جدال و قتال میں ہزیمت اوٹھائی عتبہ بن
حصین گرفتار ہوا اور طلیحہ جانب شام کے فرار ہوا خالد نے مال و مواشی
قبیلہ اسد کو ضبط کیا اور مدینہ میں آکر خلیفہ کے روبرو پیش کیا عتبہ
بن حصین نے اپنے افعال سے انفعال ظاہر کیا اور پھر دین و ایمان کو
تازہ کرکے مال و اموال مسروقہ واپس پایا اور اس طرح جب معاملہ
عتبہ بن حصین طے ہوا تب خالد واسطے تادیب مسلمہ کذاب کے

جو عجیب عجیب حرکات کر رہا تھا مامور ہوا چنانچہ محاربہ سخت واقع ہوا
اور سات سو مسلمان حافظ قرآن کام آئے اور خالد بھی مجروح ہوا
آخر کار مسیلمہ مقتول ہوا اور بہت سے ہمراہی اوسکے گرفتار ہوئے
جنہون نے خلیفہ کے روبرو زبان اعتذار کھولی اور عفو قصور کرایا ہنوز
اس معاملہ سے اطمینان کافی نہین ہوا تھا کہ اہل بحرین نے کسریٰ پرویز
ملک عجم سے سازش کی چنانچہ سات ہزار سوار جرار ملک عجم نے
اوسے عنایت کیے اور حسب استدعا اہل بحرین کے منذر بن نعمان کو
جسے وے لائق سلطنت عرب سمجھتے تھے سردار قرار دیا منذر بن نعمان نے
بھی بیس ہزار سپاہ اور جمع کی اور مع سواران عجم کے مداخلت بحرین میں
کرنی چاہی عبد القیس رئیس اسلام نے اونکو روکا اور محاربہ شروع کیا
اور شکست کھا کر عبد القیس نے اپنے کو محصور کیا اور حالات مفصل بہ
خلیفہ کو اطلاع دی بسنوح اس سانحہ جدیدہ کے بڑا تردد لاحق حال
پیروان ملت محمدی کے ہوا اور اوسیوقت علا معہ فوج معقول بتائید
مدد عبد القیس روانہ ہوا جب بکمال جوانمردی ایکبارگی عالم بیخبری میں
حملہ کیا اور طریق شائستہ و آئین بایستہ سے فوج منذر کو ہزیمت دی
اور بے آب و نان سراسیمہ کردیا کہ فرار کو اون لوگون نے قرار پر
ترجیح دی منذر نے تو بھاگ کر ال حنیفہ کے پاس پناہ لی اور اوروں
بھی جو بچ رہے تھے متفرق ہوگئے بعضے انکے ملک عجم کو بھاگ گئے اور
بعضے پھر بحرین آگئے علا نے غنیمت جمع کر کے خمس اوسکا مدینہ کو

ارسال کیا اور باقی مجاہدین پر تقسیم کیا اور خود بموجب حکم خلیفہ کے
اوسی دیار مین حکم ران رہا اہل حضرموت وکندہ نے جس وقت سنا
کہ جناب رسول خدا نے انتقال فرمایا اور صدیق اکبر نے اورنگ خلافت کو
رونق دی تو زیاد بن لبید انصاری سے عامل خلیفہ کی حکومت سے
سرتابی کی اور اوسکی بیعت طلبی پر اشعث بن قیس جو لوگ قبائل
مذکورہ سے تھا گویا ہوا کہ اے زیاد اگر تمامی امت کو خلافت ابوبکر پر
اتفاق ہو تو ہمکو بھی کچھ عذر نہین ہے اور لاریب ہم اطاعت کرینگے
زیاد نے جواب دیا کہ اعتبار اتفاق مہاجر و انصار کا ہے سو وہ ہو چکا ہے
اشعث نے کہا کہ مین نے پہلے ہی کہدیا ہے کہ جبتک جمیع امت کا
اتفاق نہوگا قبول کرنا میرا محال ہے باستماع اسکے اور لوگون نے
جو متابعین اشعث سے تھے مخالفت کی وہمزبان ہوکے کہا کہ ایسی
باتون سے اشعث باز آوے ورنہ زیاد انکو مہلت نہ دیگا اور جو حال
اورون کا خلیفہ نے کیا ہے اونکے قبیلہ کا بھی کریگا الا اشعث نے
کان نہ دیا لاچار وے دو جماعت ہو گئے ایک نے تو کمر اطاعت خلیفہ پر
باندھی اور ادائے خراج پر راضی ہوئے اور جماعت ثانی نے پیروی
انکار اشعث کی کی طور اس ماجرے سے زیاد متردد ہوا اور جبکہ عرصہ
زائد گذرا اور خرچ مین توڑا پڑا تو اوسنے منادی کی کہ صدقات
وزکوۃ مقررہ اہل حضرموت ادا کرین باستماع حکم موافقین نے
تعمیل کی اوسی گروہ وارین زیاد نے یزید ابن معاویہ بکری کے

ایک اونٹ پر داغ صدقہ کا کہا تاہم وہ سنے عذر کر کے التماس کیا
کہ اوس اونٹ کو نہ لو مگر زیاد نے مسموع نکیا تو اوسنے حارث بن
سراقہ سے حقیقت حال کو بیان کر کے درخواست حمایت کی حارث نے
زیاد سے کہا کہ ہرگاہ یزید بجاے اونٹ داغ شدہ کے دوسرا اونٹ
دیتا ہی تو تکرار بے سود کرنا مناسب نہین ہے بجواب اوسکے
زیاد نے کہا کہ اے حارث چونکہ صدقے کا داغ اونٹ پر ہوچکا ہے
لہذا شرعًا استرداد جائز نہین ہے یہ جواب حارث کو شدت سے
ناگوار ہوا اور گلہ شتران صدقے مین جا کر یزید کا اونٹ زبردستی
لے لیا اور غیظ وغضب مین اکر کہنا شروع کیا کہ ہم لوگ بصدق
دل مطیع ومنقاد جناب رسول خدا کے تھے اور بعد اونکے اگر اونکی
خاندان سے کوئی حکمران ہوتا تو بسر وچشم اطاعت کرتے ابوبکر
کون ہوتا ہے کہ اطاعت اوسکی کرین اور جو کچھہ زبان پر آیا تا ہزار
کہنا شروع کیا فظہور اس ماجرے کے پھر وہ جماعت متفرقہ
متحد ہوگئین اور زیاد سے بجز اسکے کچھہ نہ بن پڑا کہ اوسنے راہ
مدینہ کی لی اور اثناء راہ سے بہت کچھہ دہمکی کہلا بھیجی جو غیر مؤثر
ہوئی لاچار زیاد نے قبیلہ بنی کندہ سے ملاقات کر کے شکایت
کوتاہ اندیشی اہل حضرموت کی حد سے سوا کی اور اون سے استدعا کی
کہ وہ اطاعت خلیفہ کی کرین اونہون نے زیاد سے کہا کہ تمہاری اس
قیل وقال سے ہمکو تعجب ہے کہ تم اوسکی خلافت ہم سے قبول کراتے ہو

کہ جسکی اطاعت کے لیے رسول مقبول نے نہ تو ہدایت کی نہ وصیت
فرمائی اور ظاہر ہے کہ بحکم خدا اگر کوئی لائق و اچھا ہوتا تو خاندان
رسالت سے ہوتا کہ "اُنھیں ذوی الارحام ہین اور ہرگاہ
اہل بیت ابو بکر سے موافق نہین ہین اور منکر خلافت ہین تو ہمسے اطاعت
ساقط ہے زیاد نے کہا یہ جو تم کہتے ہو سچ ہے پر سمجھو کہ مہاجر و انصار
تمسے عاقل تر ہین اور اونہون نے جس امر پر اتفاق کیا اور اختیار
کیا ہمکو اوس سے انکار نکرنا چاہیے قصہ مختصر اون لوگون نے
بھی مانند قبیلہ حضرموت کے سخنان لایعنی یون کہنا شروع کیے
کہ ہمکو یقین ہے کہ رسول اللہ نے بدون مقرر کرنے کسی مقتدی
کے جو اہل بیت سے ہے سفر آخرت نہین فرمایا ہے بس زیادہ
گفتگو نکرو کہ ہم منظور نکرینگے اسپر عدی بن عوف نے جو اوسی قبیلہ
سے تھا بہت کچھ سر پٹکا اور اپنے بھائی بندون کو سمجھایا کہ اپنے
ہاتھہ سے اپنے پاؤن پر کلہاڑی نمارو اور مہاجر و انصار کے افعال
کی جو تمسے عاقل اور دانا تر ہین پیروی کرو مگر اوسکی باتون کو
کسینے بھی نہ سُنا آخر کار جب کچھ نہ بن پڑا تب زیاد لاچار ہوا
اور مدینہ میں جاکر حقیقت حال کو خلیفہ سے بیان کیا خلیفہ نے
بعد غور و فکر کے جمعیت کافی زیاد کو دی اور استیصال باغیان پر
مامور فرمایا چنانچہ بغیر و نزی تمام قبایل کا سکا اور حضر ون و بنی ہجر
وغیرہ کو مطیع و منقاد کیا اور آگے بڑہ کر دیار حضرموت پر حملہ کیا

وے بھی لڑبھڑ کے بھاگے یہ خبر وحشت اثر اشعث نے سنکر اپنی فوج
آراستہ کی اور زیاد کے مقابلہ کے لیے شہر ہریم پر جا پہونچا اور
نایرہ جدال و قتال مشتعل کر کے فوج اسلام کو ہزیمت دی
تین ہزار مسلمان اوس روز کام آئے اور جسقدر غنایم اونہوں نے
حاصل کیے تھے سب چھن گئے اشعث نے اوس سب مال کو اپنی قوم میں
تقسیم کیا اور جسقدر سعی زیاد نے کی اور استمداد و اعانت بہم پہونچائی
اشعث کے ہاتھ سے کام نہ آئی مجبور ہو کر زیاد نے خدمت خلافت
مآب مین گذارش حال کی اور سرتابی باغیان کی التماس کر کے
اعانت کافی چاہی یہ سنوح اس حال کے غبار ملال پیرامون
حال دشمنان خلیفہ ہوا بعد خوض و غور خلیفہ نے اشعث باغی کے
نام ایک شقہ باین مضمون لکھا کہ زیاد نے تم لوگون کے ساتھ
معلوم ہوتا ہے کہ واجبی سلوک نہین کیا ہے اگر تم اپنی حرکات پر متنبہ ہو
اور متابعت پر راسخ دم رہو تو زیاد کو حکومت سے برخاست کر کے
تمہاری خاطر خواہ دوسرا شخص مامور کیا جاویگا اور ایک سفیر
باتوقیر کی معرفت روانہ کیا اشعث اوس شقہ کو پڑھکر سخت برآشفتہ
ہوا اور جو کچھ جی مین آیا بکنے لگا غرض اوس ردوبدل مین ایک
رفیق اشعث نے اوس فرستادہ خلیفہ کو زخمی کیا بوقوع اس
حرکت کے اشعث تو بہت کچھ اوس زخمی کنندہ سے ملامت گذار ہوا
مگر بیشتر ہم قبیلہ اشعث کو یہ فعل ناگوار ہوا اور موافقت اشعث سے

منہ موڑ کر زیاد کی خدمت مین حاضر ہوئے آخر کو سب نے ملکر
رود بار عثمان پر حملہ کیا اور اشعث سے محاربہ سخت بروے کار
آیا جسمین اشعث بھی زخمی ہوا مگر پھر بھی کھیت اوسیکے ہاتھ رہا
اور غازیان اسلام سے سواے اسکے کچھہ نہ بن پڑا کہ اپنے کو محصور
کرین اور محفوظ رکھین اور استعانت جناب خلافت مآب سے
طلب کرین ادہر اشعث سے جہان تک ہوسکا اوسنے تنگ
کرنیمین لشکر زیاد کے کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا صدیق اکبر نے
روساے دین کو جمع کرکے حقیقت حال پر صغار و کبار کو مطلع کیا
اور راے طلب کی ایوب انصاری نے کہا کہ زبون کن آنچنان
خصم قوی را از مروتہا ؛ کہ گردد استخوانش طوطیا از بار منتہا ؛
لہذا مناسب یون معلوم ہوتا ہے کہ غیظ و غضب کام مین نہ لایا
جاوے اور خراج و صدقات نہ مانگے جاوین اور بجاے درشتی کے
نرمی کام مین لائی جاوے تا بار احسان سے دب کر غرق عرق
انفعال و ندامت ہوکے سال آیندہ مین وہ لوگ خود بخود بطاعت
کرین صدیق اکبر نے یہ سنکر فرمایا کہ یہ ہرگز نہین ہوسکتا اور خلوت
کرکے عمر ابن خطاب سے کہا کہ ہماری راے مین قرین صواب
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس محاربۂ سخت پر علی ابن ابی طالب کو
کہ جنہون نے عہد جناب رسالت مآب مین دیار کفر و ملک عجم سے زنگ کا
عرب سے نکالا ہے مامور کرین کہ وہ راستی و رافت و فضل

شجاعت و علم و فراست و ہدایت میں ہم لوگوں سے ممتاز ہیں
اور کچھ شبہ نہیں ہے کہ اونکے ناخن تدبیر سے یہ عقدہ لاینحل
کھل جاوے اور شوکت اسلام برقرار رہے فاروق نے جواب دیا
کہ جو کچھ حق میں علی کے ارشاد ہوا بجا اور درست ہے اور بے شبہ اون
جمیع صفات کے حلیہ سے جو کچھ بیان کی گئی وہ متحلی ہے لیکن میرے
خیال میں شجاعت اور سخاوت اور دلیری و جوانمردی کے سوا حزم
و احتیاط علی کے مزاج میں اسقدر بڑھی ہوئی ہو کہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ
وہاں پہونچکر اگر جماعت معاندہ کی جنگ پر رغبت نکریں تو کچھ بھی
بنائے نہ بنے گی اور پھر اہل اسلام سے اون لوگوں کے ساتھ کسیکو
رغبت مناصحت باقی نرہے گی پس بہتر یہ ہے کہ آپ حضرت علی کے
مدینہ سے قدم باہر نرکھیں اور مشورت با سعادت علی سے ہر وقت
متمتع رہیں اور عکرمہ ابی جہل کو حرب اشعث پر تعینات کریں صدیق اکبر
کو بدل یہ صلاح پسند آئی اور فرمان بنام عکرمہ کے ارقام فرما کر
معین فرمایا فی الفور عکرمہ نے بتقبیل ارشاد ظفر بنیاد کی کی اور
اہالی حشم و موالی و خدم کو لیکر منازل نوردہ ہوا اور دل صفحہ کو
بھی موافق کر کے قریب نہیں یا سے کے پہونچا تو حذیفہ ابن محصن
ایک نامہ شاہانہ خلیفہ کو لکھا جسکے مضمون پر خلیفہ نے عکرمہ کو
حکم دیا کہ قبل گرفتاری اشعث کے ادنیٰ باغی کو سزا قرار واقعی
دیا جاوے اور تمام اکابر کو زیادہ کے سپرد کرے چنانچہ عکرمہ مشغول

پیکار ہوا اور ایسی شکست حذیفہ کو دی کہ اوسکو فرار ہی کرتے
بن پڑا اور چار سو زن و فرزند اوس قبیلے سے گرفتار ہوئے اور
تین ہزار اونٹ لوٹ مین ملے اور وہ سب مدینہ کو روانہ کیے گئے
خلیفہ اکبر دریافت اس فتح سے خوشدل ہوا اور چاہا کہ اسیرون کو
قتل کرے مگر فاروق نے شفاعت کی کہ یہ سبکے سب اپنے کو
مسلمان کہتے ہین اسلیے قتل مین توقف و تراخی بہتر ہے اور اس
وجہ سے صرف محبوس اونکی بکتفی سمجھی گئی اور عکرمہ نے اشعث پر
تاخت کی اور محاربہ صعب برروے کار آیا زیاد و اشعث کے ہاتھ
سے سخت مجروح ہوا اور لشکر اسلام کو یارا ے قرار نہ تھا دوسرے
روز عکرمہ نے پھر حملہ کیا اور کوئی دقیقہ از دقائق سعی نامرعی نہ رکھا
اور اشعث سے بھی جہان تک ہوسکا اوسنے بھی اپنی قوم کو بڑھادا
دیا اور ایسا محاربہ سخت واقع ہوا کہ شاید اوس سے پہلے کم تر ہوا ہوگا
چنانچہ عکرمہ بھی زخمی ہوا اور اوس روز بھی تصفیہ جنگ تلوارات کو
جماعت اشعث نے اشعث کو مصالحہ پر مجبور کیا اور اس وجہ سے
ناموں و محفوظ ہوکر اشعث مدینہ مین حاضر کیا گیا اشعث نے بعد
اظہار ندامت کمر متابعت پر باندہی اور عنایت اور خلعت سے مشرف
و ممتاز ہوا بلکہ خلیفہ نے اپنی بہن ام مردہ سے اوسکا نکاح کردیا اور جبکہ
اس طریق سے خلیفہ نے اہل عرب کو از سر نو مطیع و منقاد بنا یا تو روم و
عجم مین اظہار دین حق کا قصد فرمایا کہ اتفاقاً اوس عرصہ مین خط شنیدہ نے

اہل عرب کو پراگندہ کیا تھا چنانچہ ایک گروہ جنکا سردار مثنی بن
حارث شیبانی تھا حوالی عراق مین پہنچا کسریٰ نے خبر اونکے ورود کی
سنکر اونسے وجہ استقامت اوس بلاد کی دریافت کی اور حقیقت
حال سے مطلع ہوکر بنظر رحمت اس معاہدہ پر کہ وہ رعایا پر دست ظلم
دراز نکرین مزاحمت نکی اور اسطرح چند لیالی و ایام بسر ہونے
تھوڑے روز کے بعد لشکر عجم نے خلاف انسانیت شوخی کی اور
طمع ناجائز کری مسلمانون سے ابتدا کی بعد پیدا ہون حالات کے
مثنی بن حارث نے بھی لواے غارت و تاراج بلند کیا اور نواح
کوفہ مین ایک زلزلہ ایسا برپا کیا کہ مدینہ مین خلیفہ کو بھی مثنی کی
جرأت پر اطلاع ہوئی اور بموافق مشورہ اہل اسلام طبل و علم
حکومت کا اوسکو عطا ہوا تب تو اوسنے اور بھی مطمئن ہوکر قریب
ایکسال کے ترویج دین اسلام مین سعی کی اور سوید بن قطبہ اپنے
چھوٹے بھائی کو بصرہ کی جانب بنا بر مقابلہ پارسیون کے روانہ کیا
اور خود کوفہ مین مستعد بکارزار رہا ادہر خلیفہ نے مطابق راے
صداقت پیراے عمر بن الخطاب کے خالد بن ولید کو اعانت مثنی
کے لیے مامور کیا و ادہر مثنی کو بھی بہ تحریر خلیفہ مرحمت مرقع مطلع
کیا کہ جسوقت خالد پہونچے اوسکو امیر اور اپنے کو وزیر سمجھکر جد و بلیغ
کرے چنانچہ خالد برجناح استعجال بصرہ کی جانب روانہ ہوا سوید
حوالی بصرہ مین اوسکا ورود سنکر بنا بر استقبال حاضر آیا اور باتفاق

بلکہ بطریق مقابلہ کا قرار دے کر اہل عجم پر حملہ کیا جسمین اونکو شکست
ہوئی اور قریب نواح نیاج کے مثنے نے بھی ہوچکی شرائط اطاعت خالد
ادا کین اور آہستہ آہستہ قریہ قریہ موضع موضع مین کوچ کر کر یارسیونکو
مطیع بنایا اور بعد حصول دلجمعی اکثر اہل عجم کو خطوط لکھے اور اپنے ساتھ
ہموار کیا اور بعضون نے ذرا سا بھی انکار کیا اونکو لوٹ پاٹ کر برابر
کیا جس سے ایک تہلکہ عراق عجم مین برپا ہوا اور رعب مسلمانونکا
لوگونکے دلون پر چھا گیا بعدہ خالد نے حیرہ کے قلعہ پر حملہ کیا اور
عربون کا لشکر قریب حصار پہونچا تو سوا اسکے کہ اہل عراق
اپنے کو قلعہ مین محصور کرین کچھ نہ بن پڑا ناکہ کر بیٹھے بالاتفاق
قرار دیا کہ کوئی ایک شخص جا کر انکشاف حال کرے کہ غرض
اہل عرب کی کیا ہے تاکہ بلا جدال و قتال تصفیہ ہو جاوے چنانچہ
عبد المسیح بن حیان الغسانی کہ وجاہت ظاہری رکھتا تھا اور
فصیح البیان و شیرین گفتار تھا قلعہ سے باہر آیا اور خالد کے روبرو
بکمال فصاحت اشعار پڑھے خالد نے بعد سماعت اشعار
پوچھا کہ آنے سے کیا غرض ہے اوسنے بکمال فصاحت و بلاغت
مطلب کو بیان کیا اس گفتگو مین خالد نے دیکھا کہ عبد المسیح اپنے
ہاتھ مین کوئی شے لیے ہے اوسکی حقیقت بھی اطلاع چاہی اوسنے
ہنس کے کہا کہ یہ زہر ہلاہل ہے اور اسواسطے ساتھ لایا ہون کہ اگر
خدا نخواستہ تمہاری جانب سے کوئی امر اپنی ذلت کا دیکھون تو

اوسکو کھاکر مرہون خالد نے بغرض دیکھنے کے وہ زہر اوسکے ہاتھہ سے
لیلیا اور بلا تکلف خود کھالیا اور اوسکی گرمی کی شدت سے بکثرت
عرق تو خالد کے نکلا الّا اور کچھہ اثر زہر کا مترتب نہوا جس سے خالد نے
عبد المسیح کو باور کرایا کہ بوجہ حق پرستی ہم پر کوئی زہر موثر نہیں ہوتا اور
کہا بہتر ہے کہ تم لوگ ہمارا دین اختیار کرو اور سوا اسکے اور کسی
عنوان سے امید صلح کی دل میں نرکھو اور سمجھہ لو کہ ہم لوگ جان کو
ایمان کے مقابلہ میں ایسی ناچیز جانتے ہین کہ زہر کھانے مین تکلف
نہیں کرتے پس ہنگام کارزار کون دقیقہ سعی کا ہمسے چھوٹیگا اس
حال کو معاینہ کرکے عبد المسیح اپنی قوم کے پاس پھر گیا اور بزرگی و
عظمت خالد اور اوسکی فوج مین اس درجہ مبالغہ کیا کہ مال قیمتی
تیس ہزار درہم کا دیکر اہل قلعہ نے صلح کرلی اور اسی طرح
چند قلعون پر پے در پے حملہ آور ہوا اور جزیہ لیکر مصالحہ کیا قصہ مختصر
خالد ایسے محاصل تو خلیفہ کے حضور مین روانہ کرتا تھا اور خود ہر چہار طرف
لوٹا پھرتا تھا کہ اوسی اثنا مین خلیفہ کو خیال تسخیر شام کا ہوا اور جمیع
مسلمانون کا کرکے اظہار اپنی راے کا کیا تو ہر ایک نے موافق
اپنی سمجھہ کے مشورہ دیا اون سبکی تقریر سنکر علی ابن طالب کی جانب
خلیفہ نے خطاب خاص کیا اور پوچھا کہ اے ابو الحسن اس امر خاص
مین تم کیا کہتے ہو اسواسطے کہ مجھے یقین ہے کہ راے تمہاری ہمیشہ
مقرون بصواب ہوتی ہے امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے فرمایا کہ

اگر ارادہ خروج بعجو اپنیکا ہے تو امید فتح و ظفر خداوند عالم سے واثق
رکھنا چاہیے اور اگر خود قصد ہی ہے تو ہر حال مین جناب باری کو اپنا ممد و
معاون جاننا ذریعہ فتح و ظفر کا ہے اور کچھ بھی شبہہ نہین ہے کہ ہم لوگ
اہل روم و شام پر غالب ہونگے اس بیان سے علاوہ سرور و حبور
خلیفہ کو ایک قسم کا وثوق ہوا اور متعجب ہو کر پوچھا کہ تم کس اعتبار سے
ہماری فتح و فیروزی پر اصرار کرتے ہو امیر المومنین علی ابن ابیطالب نے
فرمایا کہ مین نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بمقابلہ اہل اسلام
کسی کو غلبہ نہوگا اور اسی بھروسے پر ہمکو امید الٰہی نصرت کی ہے اور
بذریعہ علم امامت کے جو ہمکو حاصل ہے ہم اپنی فتح دیکھ رہے ہین
استماع اس فال خیر مآل کے خلیفہ نے فرمایا کہ اے تاج دار اہل آفاق
تمنے اس حدیث سے کمال شاد کیا اور میرے کشور دل کو آباد کیا
حقیقت مین تم وارث علم نبوت حضرت رسالت ہو اور جسکو اس مین
کلام ہے وہ منافق اور ہمسے ناموافق ہے و فی الفور منادی کر کے
اہل مدینہ کو جمع کیا اور منبر پر جا کر خطبہ پڑھا اور مسلمانون کو آمادہ پاکر
بصلاح عمر بن خطاب اہل یمن کو بھی بلایا و بالآخر خروج کافی آراستہ کر کے
بسرکردگی قیس سردار یمن و خالد بن سعید و یزید و ابی سفیان
و ابو عبیدہ کی جانب شام روانہ فرمائی اور خود ایک منزل تک
پیادہ پا جا کر نشیب و فراز ہر قسم کے مطلع و آگاہ کیا اور بتاکید اکید
حکم دیا کہ تمہارا خرابی بلاد و رعایا اور ویرانی و تباہی ملک نکرنا چاہیے

بکمال کر و فر عرب سرحد روم ورے مین نازل ہوئے ہرقل نے جسوقت
ورود اہل عرب کا سنا کہ مع زن و بچہ قسمیہ ہو کر آئے ہین کہ بے دلن
تسخیر ملک نہ لوٹین گے اور باعتبار بشارت اپنے پیغمبر کے اس ملک
کو فتح شدہ سمجھتے ہین تو وہ سخت اندیشہ ناک ہوا تواریخ قدیم سے ظاہر ہے
یہان تک بیان کر کے عزیزہ بیگم نے بادشاہ فارس سے عرض کیا
کہ اس مقام پر مین چاہتی ہون کہ تھوڑا سا حال قدیم ملک شام کا عرض
کرون تاکہ حضور کو ظاہر ہو جاوے کہ ملک شام کا کیونکر قلمرو روم مین
شامل ہوا تھا اور یہ ہرقل کون تھا بادشاہ نے خوش ہو کر فرمایا کہ
ہان ضرور بیان کرو چنانچہ عزیزہ بیگم نے یون عرض کرنا شروع کیا
کہ بعد وفات سکندر ذوالقرنین کے سیلیوکس جو ملکی لٹس کے نام سے
مشہور معروف تھا بابل کا حکمران ہوا اور اوسنے سمت مشرقی ہندوستان پر
حملہ کرنا شروع کیا اور بعد جد و جہد بسیار جنکے اظہار و سماعت کیواسطے
بہت وقت درکار ہے اکثر بلاد و امصار مشرقی ہندوستان پر اپنا
تسلط اور قبضہ کیا اور جسوقت وہ محاربہ ہاے سے فارغ و مطمئن خاطر
ہوا تو اوسنے قریب قریب کے سب ملکون پر بڑی دھوم دھام و تزک
و احتشام سے چڑھائی کی تیاری کی اور بیشتر بلاد کو جو قبضہ اقتدار
شاہنشاہ فارس مین تھے چھین لیے منجملہ اور ملکون کے شام پر بھی
جو زیر فرمان شاہ فارس تھا حملہ کیا اور بکمال دلیری اور شجاعت سے
قابض ہو کر طریقہ انصاف گستری و رعایا پروری کا اختیار کیا حقیقتاً

بیدار مغزی اور ہوشیاری مین سیلیوکس ایسا ممتاز تھا کہ دوسرے
ہم عصر اوسکے اون لیاقتون سے محروم تھے چالاکی و چستی کے سوا انتہاکو
تجارت دوست تھا اور اوسی وجہ سے تجارت نے اوسکے عہد دولت مین
تمام ملک شام مین بڑا فروغ پکڑا اور اس درجہ کو رونق و گرم بازاری
سارے ملک مین ہویدا ہوئی کہ بڑے بڑے شہرون کی طرح آبادی
سیلیوکس کو ڈالنی پڑی تمام ملک شام مانند ایک باغ یا بازار کے
آباد ہو گیا بلاد متفرقہ کے باشندون نے اوس ملک کو باعث امن و
امان سمجھ کر ترک اوطان کیا اور دور دور سے آکر آباد ہونے لگے مگر
جبکہ وہ دار ناپایدار سے گذر گیا اور حیات مستعار نے جواب دیکر
خلعت ممات کا پہنایا اور وہ نامی گرامی خاک لحد مین سرگرم خواب ہوا
انیٹیوکس اوسکا فرزند تخت نشین ہوا اور بوجہ فتوحات چند در چند
و جدو جہد بلیغ و استیصال قوم گال جو بالکان پنسر لیشیا تھے
سوٹر کے خطاب سے جسکے معنی ہماری زبان کے موافق حامی کے ہین
مخاطب ہو کر تا زیست خود وہ بھی قدم بقدم سیلیوکس کے حکمرانی
کرتا رہا مگر بعد اوسکے انٹیوکس ثانی نے جب عنان حکومت ہاتھہ مین
لی تو اقبال نے رخصت چاہی اور زوال مجرے کو حاضر ہوا اور وجہ اسکی
یہ تھی کہ یہ بادشاہ انتہا کو خوشامد پسند تھا اور موافق اوسکے فراج کے
خوشامدیون نے اوسکو تھیوز کہ جسکے معنی معاذ اللہ خدا کے ہین کہنا شروع کیا حالانکہ یہ
انٹیوکس نہایت ضعیف العقل اور پست ہمت تھا چنانچہ اوسکے عہد مین

کئی قبیلون اور چند صوبونکے باشندون نے اطاعت سے منہ موڑا
اور مقابلہ کرنیکو تیار ہوگئے ہرچند اونے بہت سی لڑائی اور بھڑائی
کی تیاری کی مگر اون سے مہم سر نہوا اور مقام پارتھیا مین قید ہوکر
وفات پائی اوسکے بعد انٹیوکس اعظم فرمان روا ہوا اور اوسنے
اقوام پارتھیا اور بکٹریا سے محاربات سخت کیے اور فرمان روایان
فارس اور میڈیا کو بھی مغلوب کرکے ملک کو اپنے زیرنگین کیا مگر
موضع الفیا مین اوسنے بھی شکست پائی اور اوس ہار سے اکثر
اقوام پر سے اوسکی حکومت اوٹھہ گئی اور اسطرح اوسکی قوت اور شوکت
بمقابلہ اہل روم اور یونان بالکل جاتی رہی اور یہانتک دمیونکے
ہاتھہ سے مجبور ولاچار ہوا کہ شرائط مشروطہ اہل روم پر راضی ہوکر
وہ سارا ملک جو دریاے فارس کے پار تھا چھوڑدیا بلکہ اور کچھہ
زرنقد بھی دےکر اپنا پیچھا چھوڑایا اور اس طرح سلطنت شام کی
ہاتھہ مین قیصر روم کے آئی و طنطنہ و دبدبہ اوسکا روز افزون ہوتا رہا
اور عرصہ دراز تک کوئی مقابلہ کو سر نہ اوٹھا سکا لیکن کچھہ وقتاً
فوقتاً فساد شروع ہوا و نائرہ بغاوت و ہنگامہ کشت وخون دنیا
مشتعل و گرم ہوا کہ ارمینا والون نے جو اوتر جانب شام کے کچھہ
بڑھنا شروع کیا سو وہ بھی قضیہ اتفاقیہ کی طرح دفع ہوگیا اور
شام باشندا اور صوبجات روم کے شمار ہوا جس زمانہ مین اہل اسلام
مقابلہ شام مین ہوا اوسوقت ممالکت روم کا اطلاق سارے

ترکستان یورپ اور ایشیا اور ملک اطالیہ مین نہ تھا بلکہ اوس
بڑی سلطنت کی تقسیم دو حصون پر ہو چکی تھی اور ایک کو ملک مغربی
کہنے لگے تھے اور دوسرے کو مشرقی چنانچہ پایہ تخت ملک مشرقی کا قسطنطنیہ
اور ملک مغربی کا دار السلطنت قدیم شہر روم تھا جو ملک اٹالیہ
مین ہے اور دونون ملکونکے بادشاہ خود مختار بادشاہی کرتے تھے
و شام ممالک مشرقی مین زیر حکم بادشاہ قسطنطنیہ کے داخل تھا
اور وقت علیحدگی سے بارہ پشت بادشاہون کی گذر چکین تھین
و ہرقل تیرہوان بادشاہ اوس ملک کا تھا غرض ہرز ہرقل نے
جو اوسوقت قسطنطنیہ مین سلطنت رکھتا تھا جب خبر ورود لشکر
اہل اسلام اپنی قلمرو مین بالتحقیق سُنی تو سرداران نامدار و بہادران
میدان کارزار کو جمع کیا اور موافق راے یکدگر اسی ہزار فوج کو
مستعد امداد اہل عرب کا کیا اور ادہر اہل عرب بڑہتے ہوے وادی قری سے
گذر کر موضع اذرع مین پہونچے اور وہان سے بلاد حجر وان و بلاد صالح
طے کرکے ارض شام مین داخل ہوئے ابو عبیدہ نے کیفیت فوج قاہرہ
ہرز ہرقل پر مطلع ہو کر خلیفہ کو نامہ بشرح حال لکھا اور مشورہ چاہا
خلیفہ نے مضامین مناسب جسکے ہر فقرہ سے دل دہی اور امید فتح
و ظفر پیدا تھی ارقام فرما کر لکھا کہ عدو کی کثرت اور اپنی قلت پر دلتنگ نہ
ہونا چاہیے اور اونکے ہزار ہزار پر اپنے ایک ایک کو زور سمجھنا چاہیے
اور ایسے ہی مضامین کے متعلق دوسرے سردارون کے نام بھی

ارقام فرمائے اور ایک دوسری فوج بہ تحت افسری ہاشم بن عتبہ کے آراستہ و درست فرما کر بنا بر اعانت بو عبیدہ کے روانہ کی جسوقت فوج ہمراہی ہاشم بو عبیدہ سے متفق ہوئی زیادہ تر قوت اور ہمت فوج سابق کو ملی اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بڑی فوج زیر حکومت سعد بن عامر کے بھی پہونچی اور جمعیت بہت بڑہ گئی اسی طرح پے در پے جبکہ اہل عرب کی فوجین پہونچین تو ہرقل نے بھی اہل روم کو مطلع کیا اور جمعیت اہل شام پر اکتفا نکر کے روم کے لوگون کو بھی طلب کیا اور ادہر خلیفہ نے بھی کئی گروہ مختلف سردارون کے حکومت کے نیچے اکٹھا کر کے عمر ابن العاص کے ہمراہ روانہ کیے چنانچہ وہ لشکر بھی فوج بو عبیدہ سے ملا ہنوز با خود ہا بو عبیدہ اور عمر ابن العاص کے یہ طے نہ پایا تھا کہ کیونکر حملہ کرنا چاہیے ناگہان مسموع ہوا کہ ہرقل نے جبلۃ الایہم الغسانی کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ دمشق کو بھجوایا ہے بموجب اوسکے بو عبیدہ نے شام بن العاصی بھائی عمرو عاص کو تھوڑے آدمیون کے بطور ایلچی کے تعینات کیا تا وہ ہرقل بادشاہ سے درخواست قبول مذہب اسلام کی کرے اور شام کو دمشق کیجانب متعین کیا کہ وہ جبلہ سے مسلمان ہونے کو کہے چنانچہ شام نے دلیرانہ دمشق مین پہونچکر بخواہش ملاقات جبلہ کی اور جمعیت مختصر سے اوسکی مجلس مین جا کر بعد اظہار حقیقت اپنے مذہب کے مدعا اپنا پیش کیا جبلہ نے جواب دیا کہ

پہلے ملک روم سے بیان اپنی خواہش کا کرنا چاہیے اگر وہ مسلمان
ہو جائیگا تو ہمکو مجال عدول نرہے گی چنانچہ شاعم بھی بلا مزاحمت کوئے
متوجہ ہوا اور بحتاج استعجال زمرہ ہمراہ اسکے ہر زہر قل پہونچا اہل شہر
شتر سوارون کو تعجبانہ دیکھتے تھے و متحیر ہوتے تھے خبر دارون نے
ہرقل کو مردان اجنبی کے ورود سے مطلع کیا اور پھر موافق فرمان
سلطان کے بجا کر اوسکے حضور مین مسلمانون کو پیش کیا ہشام نے
اپنے آنے کی وجہ کو بطور مناسب بیان کرکے استدعا کی کہ مسلمانونکی
غرض سوا اسکے کہ سلطان مع اپنی رعایا برایا اور فوج کے مذہب
اور دین اسلام قبول کرین کچھہ نہین ہے ورصورت عذر مسلمانون نے
قسمیہ عہد کیا ہے کہ جبتک ایک مین بھی رمقے جان باقی ہے
جد و جہد کرے و قتل و قمع مین مصروف رہے سلطان متبسم ہوکر
فرمایا کہ مین دین مسیح کو برحق جانتا ہون اور تا قیامت اوسکی
تنسیخ کا قائل نہین ہون پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین اوس
ملت کو جسکی صداقت پر یقین رکھتا ہون چھوڑ دون اور تم اور
تمہارے سردار مطمئن خاطر رہین کہ مین بھی جنگ و جدال و نزاع
و قتال سے کچھہ خوف نہین رکھتا و جسطرح تم لوگ اپنے دین کی
ترویج مین قسمیہ ہو مین بھی حفاظت مین اپنے مذہب کی اوسیسے
زیادہ مستعد ہون اور پھر موافق آئین سلطنت کے چاہا کہ خلعت
اہل سفارت کو عطا کرے مگر بکمال غلو و تعصب مذہبی ہشام نے

منظور کیا اور صرف دعوت و مدارات پر اکتفا کر کے جانب مقام قیام
ابو عبیدہ کے پلٹ آیا اور حقیقت حال کو من وعن بیان کیا ابو عبیدہ
بیان ہشام لشکر بیس ہزار مجاہدین عرب کو مامور کیا کہ جانب دمشق کو
روانہ ہوں اور ادہر سے ہرقل نے بھی اسی ہزار فوج جرار مدافعت
اہل عرب کے لیے متعین کی ہنوز نوبت محاربہ کی نہ آئی تھی کہ خلیفہ
خالد ولید کو جو نواح عراق عجم میں لواے اسلام بلند کر رہا تھا
فرمان ضروری بھجوایا کہ وہ زمام انتظام عراق مثنی بن حارث کے
حوالہ کر کے مع فوج کافی بلا توقف ساعت جانب روم کے روانہ ہو اور تمام افواج
مسلمانوں کی سرداری خود لیکر افکار سنجیدہ سے میدان کارزار
میں داد شجاعت دیوے خالد بن ولید نے حکم پا کر بجای خود
مثنی کو چھوڑا اور بمانند نہنگ اجل کے مستعجل روانہ ہوا اور جا بجا
مسلمانوں کو ترغیب و تحریص کر کے اپنے ساتھ جمع کرنا شروع
کیا اور جو لوگ متابعت اوسکی نکرتے تھے اونکو لوٹ کھسوٹ کر
برباد کرتا تھا اور مال مویشی اونکے غنیمت جانکر اپنی فوج کا زاد راہ
کرتا تھا یہاں تک کہ کوچ بکوچ نواح شام میں داخل اور فوج
ابو عبیدہ کے ساتھ شامل ہوا اور سارے مجاہدین کے سرتیپ
سرداران ہوکر حکومت کرنے لگا ابو عبیدہ بھی اوسکے آنے سے
قوی دل اور خوشحال ہوا غرض تقسیم اپنی فوج کی خالد نے
بآئین شائستہ و طریق بایستہ کر کے بجانب افسری ابی سفیان کے

پانچ ہزار سوار کیے اور بلقا کی جانب روانہ کیا اور پانچ ہزار سوار پر
عمرو عاص کو سردار کرکے ایک طرف کو بھیجا اور شرجیل حسنہ کو تین ہزار
سوار کے ساتھ نواح جوزان بصر کیطرف مامور کیا اور سعد
بن العاص کو مع چار ہزار سوار کے ناحیۂ جوزان کو اور معاذ بن جبل
کو دو ہزار سوار سے بعلبک کی سمت اور پندرہ ہزار سوار بہ سرگردگی
ابو عبیدہ دمشق کی مہم پر متعین کیے اور اطراف و جوانب پانچ سو سوار
و ہر گارے مقامات مناسب پر بنا بر پہونچانے اخبار کے تعینات کیے
جبکہ اس طرح سے فوج مسلمانونکی متفرق و منتشر ہو چکی ایکبارگی
خبر پہونچی کہ فوج ہرقل کی مقام اجنادین میں پہونچ چکی ہے
بہجرد سماعت بلا تعویق و توقف فرمان مناسب بنام افواج متفرقہ
جاری کرکے بدون انتظار و شمول دیگران خود بنا بر مدافعت و
مجاہدت روانہ ہوا ابو عبیدہ نے آگے بڑھ کر ہر چند روکا مگر اوسنے
گوش قبول ندیا اور اوسکے مشورہ سے عدول کرکے قصد مقابلہ کیا
اوس اثنا میں جو فوجیں جابجا روانہ ہوئیں تھیں وہ بھی آکر
اکٹھا ہوئیں اور میمنہ و میسرہ و قلب لشکر کی آراستگی ایسی
اچھی طرح سے ہوگئی کہ ہفتہ کے روز خالد ہرقل کی فوج کے
مقابلہ میں آیا اور آہستہ آہستہ بلا بیم و ہراس اپنے لشکر کو
بڑھاتا ہوا لیگیا اور ہر چند نقصان مسلمانون کو پہونچا مگر کسیطرح
اونکو مجاز حملہ کرنے کا نکیا غرض حملہ بہ سخت بر رومی کفار آیا و

قریب تھا کہ مسلمانان ہزیمت پاویں اسپر بھی جو اور سرداروں نے خالد سے بنت اجازت جنگ چاہی تو بھی نپائی یہانتک کہ جسوقت دونون فوجین آپس مین مل گئین تو گرد وغبار سے میدان کارزار زمین سے آسمان تک تیرہ و تار ہو گیا اوسوقت ایکبارگی مسلمانونکو خالد نے دہاوا کرنیکا حکم دیا شور دار وگیر اور غلغلہ تکبیر سے عجب تہلکہ مچا معلوم ہوتا تھا کہ قیامت کا دن آگیا قرنا ہر کی آواز سے شور صور سر افیل بلند و نقارون کی دہمک سے رستم وستان کا دم قبر مین بند تھا گھوڑونکی ٹاپون سے سارا میدان گونج رہا تھا اور مسلمانون کے نعرون سے ایک ہنگامہ برپا تھا گرد وغبار سے روز روشن سیاہ ہوا غرض عجب طرحکا ہنگامہ جانکاہ تھا دوست دشمن سے تمیز نہوتا تھا شمشیر و نیزہ متصل چل رہا تھا فلقطہ سردار روم نے بھی کوئی سعی کا دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور اپنی فوج کو بڑہاوے دیدیکر مسلمانون پر ایسے ایسے زور سے حملہ آور ہوا کہ ممکن نہ تھا کہ اوسکے حملہ کی کوئی تاب لاسکتا مگر اوس ہاہو کے بین ساری اوسکی تدبیرین بیکار ہوئین اور سوا اسکے کہ اپنے قلعہ مین در آوین و محصور ہو جاوین اوسکی فوج سے کچھ نہ بن پڑی چنانچہ فرار کو قرار پر ترجیح دی اور ساری فوج بیتابانہ بھاگی مسلمانون نے جہانتک تعاقب بن پڑا پیچھا کیا جو جو آدمی ہاتھ لگے مسلمانون نے پکڑے و مال و مویشی بے انتہا لوٹ

جائزہ کے وقت آٹھ سو گرفتار شمار ہوئے ہر ایک سے فرداً فرداً
کہا گیا کہ وہ مسلمان ہو کر اپنی جان بچائیں اور زندگی سے راحت
اوٹھائیں ہزار آفرین کہ اونہوں نے زندگی چند روزہ کو اپنے مذہب
وملت کی بقا پر تصدق کیا اور بلا تبدیل عقیدت آٹھ سو آدمیوں نے
ملت مسیحی پر گردن کٹوا کر جان دی مسلمانوں کو اوس فتح سے
بڑی مسرت ہوئی اور خلیفہ نے اوس مژدہ واجب السجدہ سے
بڑا جشن کیا خالد کو محمد لقا کا خطاب دیا اور انواع واقسام کی
خوشنودی سرداران دیگر کی نسبت ظاہر کیں مسلمان ہنوز بدستور
محصورین کے گرد جمع تھے کہ تحقیق ہوا کہ موضع مروج صفر میں ہرقل کی
فوج قطامہ کوکبہ کے تحت افسری میں واسطے اعانت محصورین کے
آ پہنچی ہے بمجرد اسکے خالد نے عجالتاً حملہ کیا اور ہزیمت دے کر
قطامہ کوکبہ کو مع ایک سو سات آدمیوں کے گرفتار کیا اور
اونہوں نے بھی مسلمان ہونا قبول نکیا اور مثل جماعت اول
جان دی قصہ مختصر اوس لڑائی سے بھی بہت کچھ لوٹ مسلمانوں کے ہاتھ
آئی اور وہ پھر زیر قلعہ دمشق آکر مستعد ہوئے اور اطراف واکناف
میں دست تاراج بلند کیا قلقلان سردار قلعہ کو مستعدی مسلمانوں میں
حیرت تھی اور فکر میں تھا کہ سلطان ہرقل کو صلح پر آمادہ کرے
کہ ناگہاں مسلمانوں کی لشکر میں خبر پہونچی کہ دشمنان صدیق اکبر کو
مرض الموت لاحق ہے اور ضعف ونقاہت روز افزوں سے

امید حیات یکسر نابود ہی تو بھی کمال دلاوری سی مسلمانون نی اس خبر کو محفوظ رکھا
اور گوش رومیون تک نہ پہونچنے دیا یہانتک کہ مدینہ بین صدیق اکبر نے
اپنی کو قریب مرگ جانکر عثمان بن عفان کو بلایا اور وصیت نامہ لکھایا اور بعد
تحریر فضائل بحساب عمر بن الخطاب کو اپنا جانشین قرار دیکر طلب کیا
اور ودائع اسلام اور وصایا بار خلافت سپرد کئین عمر بن الخطاب نی ہرچند معذرت کی
کہ مجکو پروای خلافت نہین ہی مگر صدیق اکبر نے باصرار کہا کہ ہان تا کہ تمکو پروانہ سہی
مگر خلافت تمہاری محتاج ہی لاچار فاروق اکبر نے منظور کیا بعدہ مسلمانون کو
پند و نصائح معقول سی خلیفہ نی قوی دل کیا اور دنیای دنی سی منہ موڑکر سفر آخرت کیا

باب دہم

جسوقت عزیزہ بیگم نے یہانتک بیان کیا تو بادشاہ نے خوش ہوکر تمہاری
بہت تعریف کی اور حمیدہ سے کہا کہ تم بیان کرو کہ بعد وفات خلیفہ اول کے
کیا ہوا حمیدہ نی بلا تامل کہا کہ بعد طی مراحل غم و قطع منازل الم فاروق اکبر نے
خالد ولید کو عہدۂ امارت سے معزول کیا اور ابو عبیدہ کو حکومت عطا کرکے
خالد ولید کو ماتحت اوسکا قرار دیا خالد نے اگرچہ یہ کہا کہ اگر زندگی صدیق
دفا کرتی تو میرا عزل روا نرکھتا الا دل تنگ نہوا و بماتحتی ابو عبیدہ سرگرم
محاربہ رہا اہل قلعہ موقع پاکر نکلتے تھے اور لڑبھڑکر بھاگ جاتے تھے وپھر
قلعہ مین پناہ لیتے تھے یہانتک کہ ایکسال پورا اسیطرح گذر گیا اہل قلعہ نے
ملک ہرقل سی بہت دادبیداد کی اور طلب استمداد مین لجاجت کی مگر کشود کار
نہوا تو لاچار ہوکر خواہان صلح ہوئے ابو عبیدہ نے ایک لاکھ دینار لیکر

صلح نامہ پر دستخط کیے اور پانچوان حصہ یعنے بیس ہزار دینار خلیفہ کے خدمت مین روانہ کیے اور باقی مسلمانون پر تقسیم کرکے باطمینان تمام شہر دمشق مین داخل ہوا اودہر تیرہوین جمعہ اپنی خلافت کی یہ خبر بشاشت اثر فاروق اکبر نے سنی ادہر بو عبیدہ کو خبر پہونچی کہ ہرقل نے پھر فوج کو مجتمع کیا ہے اور پے در پے موضع نخل کی جانب روانہ کرتا ہے لہذا اوسنے تھوڑی تھوڑی فوج چند سردارون پر تقسیم کی اور ایک کے بعد دوسرے کو روانہ کیا اور جبکہ معلوم ہوا کہ ہرقل نے بعلبک مین بہت کچھہ سامان جنگ مہیا کیا ہے تو خالد ولید نے خود جانا اودہر منظور کیا اور بعلبک مین پہونچکر فوج روم سے مقابل ہوا وہ محاربہ بھی بہت سخت تھا مگر حسن تدبیر خالد سے بعد جد و جہد بیشمار کھیت مسلمانون کے ہاتھہ رہا اور بہت سے رومی مسلمانون نے اسیر کیے اور مال بھی بے حساب لوٹا پھر خالد موافق اجازت بو عبیدہ کے آگے کو قسطنطنیہ کیجانب بڑہا بعدہ عبیدہ نے بھی اپنا جانا قسطنطنیہ جانب مناسب جانا چنانچہ اپنا نائب دمشق مین چھوڑکر روانہ ہوا اور مسلمانون کی فوج سے جاملا اور رومیون کی بڑی بڑی تہدید آمیز خطوط بو عبیدہ کو اس کوچ و مقام مین پہونچے مگر اوسنے بھی جوابات ترکی بترکی لکھے اور اپنے کو مالک الملک قرار دیا آخر کار پھر مقام نخل مین بازار کارزار گرم ہوا بو عبیدہ نے اوس روز یزید بن ابو سفیان کو میمنہ اور سرحبیل بن حسنہ کو میسرہ اور خالد ولید کو

قلب لشکر پر سردار کیا اور حملہ مردانہ کیا قیس بن حمزۃ المرادی
سردار رومیون ذاوس سوز بڑی دلاوری کی اور بڑی گھمسان کی
لڑائی لڑی تو بھی مسلمانون کی جیت اور رومیونکی شکست نمایان
ہوئی بہت سے رومی کشتہ وخستہ ہوئے اور زندہ بھی بلشمار گرفتار
ہوئے اور بہت سا مال مسلمانونکے ہاتھ آیا اور بدستور خمس مدینہ کو
فاروق اکبر کی خدمت مین پہونچا خلیفہ نے بعد اظہار اپنی خوشی کے
بو عبیدہ کو ارقام کیا کہ چندے فوج کو آسایش وآرام دیوے
اور مثنیٰ بن حارث کو دمشق وعراق عجم مین اوسکا نائب کر دیا
اودہر یزدجرد بادشاہ فارس نے مسلمانون کی روز بروز سرشوخی
دیکھکر ارادہ مدافعت کا کیا اور لشکر جمع کرنا شروع کیا مثنیٰ ابن حارث
لاچار ہوکر دفعتًا مدینہ کو گیا اور ساری کیفیت ملک اور صورت حال
جمعیت پارسیونکی من وعن بیان کی فاروق نے بہ تدابیر صائب
مسلمانون کو برانگیختہ کیا اور چار ہزار سوار بہ تحت افسری بو عبیدہ
ثقفی کے ہمراہ مثنیٰ بن حارث کے کرکے مقابلہ یزدجرد پر مامور کیا
اودہر سے جانان سردار ہوکر آیا دائرہ جدال وقتال بہت
بلند ہوا اور جانان نے بہت سے مسلمانون کو کشتہ وخستہ کیا بالآخر
مطہر بن فضہ نے جانان پر حملہ کیا اور نیزہ کے وار سے گھوڑے سے
گرایا اور قریب تھا کہ کام اوسکا تمام کرے کہ جانان نے مذہب اسلام کو
قبول کرکے امان پائی اور اوس بھاری لڑائی پر سطرح مسلمانون نے

فتح پائی بدر یافت اس خبر ملالت اثر کے یزدجرد کو تردد عظیم لاحق ہوا اور اوسنے مہران کو نامہ لکھکر مسلمانون کے قلع و قمع پر آمادہ کیا چنانچہ مہران فوج کثیر اور ہاتھیونکے دل بادل لیکر دریاے فرات سے پار ہوکر مسلمانون کی فوج سے مقابل ہوا حقیقت میں اوس روز مسلمانون نے بڑی داد شجاعت دی اور اپنی قلت و دشمنونکی کثرت پر نگاہ نکر کے سخت محاربت کی حتے کہ سردار سرداران ابو عبیدہ نے پیادہ ہوکر خود حملہ کیا اور جان دی فوراً سلیط قیس الانصاری نے عنان حکومت کی لی اور داعی اجل سے وہ بھی ہمکنار ہوا لیکن بلا بیم و ہراس و انتشار مثنیٰ بن حارث نے امیر لشکر ہوکر بڑی دلیری سے مقابلہ کرنا شروع کیا اور اوس جنگ سخت کو آسان سمجھکر ایسی مردی سے فتح کیا کہ باوجود زخمی ہونے کے پارسیون کو یہان تک دور بھگایا کہ دوسری روز اپنے مقام پر لوٹ کر آیا اور برابر مقابلہ مین مصروف رہا فاروق اکبر اس خبر ملالت اثر یعنی ضائع ہونے سرداران نامور سے نہایت متغموم ہوا اور فوج معقول کے ساتھ جریر بن عبداللہ کو سرداری پر مقرر فرما کر روانہ کیا ہنوز یہ جوان سرحد عراق پر پہونچا تھا کہ ایک خط جسکے ہر فقرہ سے طعن تشنیع مستنبط ہوتا تھا مثنیٰ بن حارث کو لکھا ماحصل مدعا اوسکا یہ تھا کہ واہ خوب مردی کی کہ بڑے بڑے اولی العزم سردارونکی جان گنوائی اور باوجود

انقضای ایام ممتد تو لہو لعب ہی مین مشغول ہے اور کچھ بنائے
بن نہین آتی اس تحریر سے سُننے کو نہایت رنج ہوا اور اوسنے بھی
اوسی قسم کا جواب لکھا کہ اگر حوصلہ فردی ہے تو دوسی لاف زنی
بیفائدہ ہے آؤ اور اپنی جوانمردی دیکھاؤ غرض دونون مین مخالفت
پدیدار ہوئی خلیفہ بدریافت اس شامت مخالفت کے سخت
برآشفتہ ہوا اور بکمال تہور سے خود عازم میدان کارزار ہوا مگر
مشیران باتدبیر نے روکا اور دارالخلافت کا چھوڑنا فاروق کا
روا نرکھا ناچار علی ابن ابی طالب سے کہ جنکی فکر صائب سے
ہر عقدہ لاینحل کھلتا تھا مشورہ کیا اوس ولی نے سعد وقاص کو
لائق سرداری تجویز کرکے اوردن پر فائق قرار دیا چنانچہ سعد وقاص
ہمراہ فوج کثیر کے مامور ہوا اثنائے راہ مین سعد نے سُنا کہ مثنیٰ
جو زخمو نسے چور اور بستر علالت پر رنجور تھا جہان سے گذر گیا اسلیے
زیادہ تر عجلت کرکے چاہتا تھا کہ میدان کارزار تک پہونچے مگر
برف باری مانع آئی اور نہ پہونچ سکا شروع تابستان مین
شہر قادسیہ مین پہونچا یزدجرد نے خبر ورود سعد پر وقوف پاکر ایلچی بھیجا
اور اودہر سے بھی سفیر معین ہوا کہ یزدجرد کو سمجھائے کہ اگر وہ
دین اسلام کو قبول کرلے تو بلا جدال و قتال و خونریزی بندگان خدا
مصالحہ ہوجاوے اور اوسکی فرمانروائی مین خلل نہ آوے چنانچہ
مغیرہ مسلمانون کی جانب سے یزدجرد کے پاس گیا اور بلا بیم وہراس

پیام سردار لشکر اسلام التماس کیا مگر کچھ نتیجہ مرتب نہوا اور ادہر پارسیون نے بڑا لشکر قادسیہ پر جمع کیا ادہر لشکر سعد وقاص بھی آمادہ نبرد ہوا چنانچہ وقاص نے میمنہ پر عمرو بن مسعد اور جریر بن عبد اللہ کو اور میسرہ پر ابراہیم بن حارثہ اور علی بن جحش العجلی کو تعینات کیا اور قلب لشکر مین طلحہ بن خویلد الاسدی و منذر بن حسان الضی کو مامور کیا اور یونہی جناح وساقہ وکمین کو آراستہ کیا ادہر سے مہران امیر اذربائی جان بڑہا اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور تمام روز متصل حملہ ہوتا رہا یہان تک کہ مہران مارا گیا دوسرے روز فیروز نام پہلوان ہاتھی پر سوار ہو کر مقابل ہوا ابوالموت نے اپنے گھوڑے کو بڑہا کر فیروز پر حملہ کیا ادہر ابوالموت گھوڑے سے اور ادہر فیروز ہاتھی سے نیچے گرے طرفین سے دہاوا ہوا اور بڑی کوشش و کشش جانبین سے بروے کار آئی انجام کو پارسیون نے ہزیمت پائی اور قلعہ قادسیہ تحت وتصرف مسلمانون مین آیا تیسرے روز پارسیون نے ہاتھیونکے دل آراستہ کیے جس سے عرب کے گھوڑونکے کان کھڑے ہوئے نزدیک نجاتے تھے اور آگے بڑہنے مین ہمت ہارتے تھے تب مسلمانون نے لاچار پیادہ ہو کر داد مردانگی دی وباوجود ضعف وپیری خود سعد نے شاہنشاہ نامی سردار پارسیون سے مقابلہ کرکے نام پیدا کیا غرض پانچ روز تک برابر مقابلہ قائم رہا پانچوین روز قریب تھا کہ مسلمانون کو شکست ہو

کہ ہاشم بن وقاص مع اپنی فوج کے روار وشام سے پہونچا اور
فوراً شریک کارزار ہوا اور اسقدر پارسیون کو تنگ کیا کہ قدم ثبات
اونکا اوکھڑ گیا اور سراسیمہ ہوکر مدائن کی جانب پریشان ہوکر بھاگے
وقاص نے بھی بلا تاخیر دس ہزار سوار تعاقب مین روان کیے
چنانچہ پارسی بھی ٹھہر گئے اور مکرر مقابلہ کیا لیکن شکست پر شکست
کھائی اور بھوکھے پیاسے بھاگے اور بہت کچھہ مال و اسباب و
نقد وجنس چھوڑ گئے کہ سب مسلمانونکے ہاتھہ آیا پھر مسلمانون نے
دریاے دجلہ کو بلا زورق وکشتی عبور کیا یہ حرکت مسلمانون کی
یزدجرد بادشاہ نے خود مشاہدہ کی کہ نہ تو وہ مرنے کو ڈرتے ہین
نہ عمق دریا سے خوف کھاتے ہین نہ درندون وگزندون کی آسیب
کی پروا کرتے ہین بہرحال پارسیون کے دل پر اہل عرب کا رعب
چھا گیا بلکہ اونہون نے مسلمانون کو طبقۂ بنی آدم سے خارج سمجھکر
ایکبارگی بلا اور لڑائی وبھڑائی کی میدان کارزار کو چھوڑ دیا اور جبال
وصحرا کے سوا کہین اپنا امن نہ سمجھا پس سعد وقاص کی بکمال
شدومد خبر اپنی فتح وفیروزی وتسلط شہر قادسیہ ومدائن و
وحصول غنیمت وفراری یزدجرد کی بحضور خلیفہ ارسال کی جسسے
خلیفہ کو انتہا کی خوشی وخورمی واہل مدینہ کو سرور وسرور ہوا خلیفہ نے
سعد وقاص کو لکھا کہ چندے بلا حرب وضرب مداین مین استقامت
کرکے لشکر کو آسایش وراحت دو اور فوج شام کو پھر اوسی طرف

روانہ کرو چنانچہ بتعمیل حکم فوج شام کو سعد وقاص نے پھیر دیا اور
خود مدائن مین آسایش گزین ہوا اگرچہ یہ جنگ اہل عرب کی
ویسی ہی تھی جیسا کہ یزدجرد نے مغیرہ سفیر سعد وقاص سے کہا تھا
کہ معوض اوس احسان کے کہ ہمنے ایام قحط اور تمہاری تنگدستی
اور پریشانی مین تم لوگونکو اپنے ملک مین آنے دیا اور نفع
رسانی مین اعانت کی اور جنہون نے تجارت کا ارادہ کیا
اونکو منع نہ کیا اور جن لوگون نے اور جاون سے آنا جانا پسند کیا
اوسکو بھی جائز رکھا اور جو گدائی کرنے کو آئے اونکو خاطر خواہ دیا
اور دیوایا مگر تم لوگون نے آب وہوا خوش اور اغذیہ لذیذہ و میوہ
پسندیدہ وغیرہ و گرم ہمارے ولایت کا جو دیکھا تو مانند اوس روباہ کے
کہ گیا جو پریشان ہو کر کسی باغ انگور مین گئی تھی اور اوسکے باغبان نے
خیال بھی کچھ نہ کیا سے کا کہ اوسکے انگور کھانے سے بڑو کا تھا بلکہ
سلامت جانے دیا تھا اوسکے عوض مین روباہ نہ کور اور
بہت سی لومڑیون کو انگور کھلانے کو باغ مین لے آئی تھی لیکن
فتحیابی مسلمانون کی بھی خالی از حیرت نہین ہے کہ ایسے بڑے
قومی بادشاہ پر ان لوگون نے جو مزاج و عادات وحشیانہ رکھتے تھے
کیونکر نصرت پائی اور اون نبرد آزماؤن اور تجربہ کارون کو جنہون نے
بڑے بڑے معارکے کیے تھے پس پا کیا پس سوا اسکے کہ اہل عرب
علاوہ اوس راحت و فراغت کے جو بعد حصول ملک ہوا کرتی ہے

شام مین یقین کرتے تھے کہ اگر اوس لڑائی مین ہارے جاوین تو
عقبے مین رستگار ہونگے اسواسطے زندگی اور موت دونون کو یکسان
سمجھتے تھے کچھ خیال مین نہین آتا غرض کہ جب ابو عبیدہ سعد وقاص سے
رخصت ہو کر پھر شام مین داخل ہوا اور اہل شام نے فتح مداین کی
خبر اطلاع پائی تو زیادہ تر متردد ہوئے اور استحکام قلعۂ حمص مین
اہتمام کرنے لگے ابو عبیدہ نے بعد انتظار بسیار دیکھا کہ اہل قلعہ لڑنیکو
باہر نہین آتے تو پھر چہار طرف کے رستون اور گذرگاہون پر فوج کے
دستے مقرر کیے اور ایسا انتظام معقول کیا کہ اشیاء احتیاج کا ملنا
اہل قلعہ کو مشکل ہوا اور چار ناچار اونکو مقابلہ کرنیکو باہر آنا پڑا خالد ولید
قلعہ کے دروازہ شرقی کی جانب اور ابو عبیدہ دروازۂ مغربی پر اور
ایک سمت سے یزید بن ابی سفیان نے دھاوا کیا اور چارون طرف سے
اپنے دستور کے موافق اس درجہ کو شمشیر زنی کی کہ اہل قلعہ بہت سے
کام آئے اور باقی گھبرا کر پھر قلعہ مین واپس گئے اور آپس مین سوچنے لگے
کہ آیندہ کو کیا کرنا چاہیے اور مسلمان بھی خوشی اور شادمانی سے
اپنے مقام پر آئے دوسری صبح کو اہل قلعہ نے درخواست مصالحہ
کی اور ستر ہزار دینار نقد وفی کس چار دینار سالیانہ آیندہ کے لیے
دینا مسلمانون نے منظور کر کے صلحنامہ پر دستخط کیے تو اہل قلعہ نے
دروازہ کھول دیا اور آیندہ کو شر سے امن ہو گئے ابو عبیدہ نے بھی
حصار مین اپنے لیے جگہ خالی اور اطراف وجوانب مین فوج کو

اتہنات کیا کہ لوٹ گھسوٹ کر خورد نوش حاصل کریں اودھر سلطان ہرقل
مقابلہ اہل حمص سے نہایت برہم ہوا اور چاروں طرف سے اپنے
ملک وسیع کی فوج ملازم و رعایا کو طلب کیا اور تین لاکھ آدمی تین
وزیروں کو سپرد کیے تا مسلمانوں کی بیخ و بن کو کھود ڈالیں چنانچہ
ماہان وزیر سلطان نے ایطالیہ سے کوچ کیا روانگی وزیر مذکور سے
مسلمانوں کو سخت ہراس ہوا اور موافق رائے یکدگر حمص سے
دمشق کو جانا اور اہل عیال ہمراہی کا محفوظ کرنا پسند ہوا خلیفہ کو اگرچہ
یہ بزدلی ناگوار ہوئی الا کثرت فوج روم ایسی نہ تھی کہ وہ معذور
نظر آتا آخر او رفوج مدد کے لیے روانہ کی ماہان نے دریاے
یرموک سے بڑی جمعیت و اہتمام سے عبور کیا اور حمص میں پہونچکر
نہایت بعنت و ملامت اہل قلعہ کو کی اور منتظر وقت کا رہا اودھر
مسلمانوں کو بھی کسیقدر اور مدد ملی اور خلیفہ نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ
تو شاید حدیث پیغمبر کو بھول گیا اور نہیں جانتا کہ خداوند تعالیٰ نے
اہل روم پر فتح دینے کا وعدہ کیا ہے اونکی کثرت فوج کو مثل
ریگ بیابان کے اپنے پاؤں کے نیچے جاننا چاہیے اور اپنی قلت
جماعت کو شیر و پلنگ تصور کرنا چاہیے چنانچہ ابو عبیدہ نے بھی
بطریق شایستہ اپنی فوج کو وعظ و نصایح کیے ماہان نے جب خبر
اور مدد کے پہونچنے کی لشکر اسلام میں سنی تو ابو عبیدہ کو پیغام بھجوایا
کہ اگر کوئی لائق آدمی آوے تو غرض اصلی دریافت کریں چنانچہ

پہونچ گیا مسلمانون کو اوسکا جانا ایسا مفید ہوا کہ اونہون نے پے در پے
حلب و دیگر شہرون پر قبضہ کیا اور جابجا ابو عبیدہ نے اپنی فوج
تعینات کی اور خود دمشق کو لوٹ آیا اور اس جد و کد سے ملک
شام کا رومیون سے لے لیا فاروق اکبر نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ
کہ فوج کو چندے آسایش دیوے اور آہستہ آہستہ دوسرے
باقی شہرون پر تاخت کرکے مفتوح کرے بنا بر جنگ پارسیون کے
سعد وقاص کو بھیجا گیا یزدجرد نے بھی فوج کو جمع کیا اور
تحت افسری کا رستم مین اسقدر فوج متعین کی جسکا حساب بے شمار
قیاس سے باہر تھا خلیفہ نے ابو عبیدہ کو حکم دیا کہ کسیقدر فوج
متعینہ شام سے سعد وقاص کی مدد کرے چنانچہ پے در پے سوار
و پیادے قریب چودہ ہزار کے شام سے روانہ ہو کر پہونچ گئے اور
وہ ہم و ہام سے مقام حلوان مین فوج یزدجرد سے محاربہ کیا رستم نے
بھی جہان تک ہوسکا چاہا کہ بجاے رستم دستان اپنا نام صفحۂ
روزگار پر قائم کرے مگر تائید ایزدی غالب آئی اور کام اوس
پہلوان کا اہل اسلام نے تمام کیا اور ہزیمت فاش دے کر
مقام جولان پر تسلط کیا اور جریر بن عبد اللہ البجلی کو جولان مین
متعین کر کے موافق حکم خلیفہ کے سعد وقاص مداین کو لوٹ آیا
اور شہر کوفہ مین طرح سکونت اہل عرب کی ڈال کر مسجد قائم کی
اور ادہر شام مین ابو عبیدہ نے اکثر شہرون کا محاصرہ کیا اور

فتحیاب ہوتا گیا اور پھر بارادۂ تسخیر بیت المقدس کے متوجہ ہوا تو اہل ایلیا
مانع آئے اور مقابلہ کو تیار ہوئے بالآخر شکست پاکر خواہان صلح ہوئے
الا ابو عبیدہ سے عذر کیا کہ تمہارے عہد نامہ پر اعتبار خاطر خواہ
نہیں ہوسکتا لہذا اپنے خلیفہ کو بلاؤ اور شرائط مناسب مقرر کرکے
بنا صلح کی مستحکم اور مضبوط کرو چنانچہ ابو عبیدہ نے فاروق کو لکھا
اور مشورہ دیا کہ اسوقت قدم رنجہ فرمانا اور لشکر گاہ تک آنا لابد اور
ضرور معلوم ہوتا ہے یہ سنکر اہل مدینہ نے بھی خلیفہ کو آمادہ کیا
چنانچہ بہ جمعیت کثیر بہ نفس نفیس خلیفہ نے قصد شام کا کیا اور
امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کو اپنا قائم مقام مدینہ میں چھوڑکر
نہضت فرما ہوا خبر نزول اجلال خلیفہ سنکر ابو عبیدہ استقبال کو
آیا اور بڑی گرم جوشی سے قدمبوس خلیفہ ہوا اگر خلیفہ نے سر دست کا
اوٹھاکر اپنا سر ابو عبیدہ کے پاؤن پر رکھا اور فرمایا کہ تم سزاوار
اسکے ہو کہ میں تمہاری قدم بوسی سے اپنا فخر و مباہات کرون غرض
بعد اظہار کلمات محبت و شفقت حوالی ایلیا میں پہونچکر دیگر سرداران
نامی و گرامی سے جو محاصرہ اہل ایلیا میں مشغول تھے ملکر خوش ہوا
الا جبکہ اون لوگون کو لباس ہائے نفیسہ و خلعت ہائے گران بہا
جو حریر محض سے بنے ہوئے تھے پہنے اور گھوڑون پا ساز و یراق پر
سوار دیکھا تو اظہار اپنی ناخوشی کا کیا اسلئے کہ وہ لباس اور
وضع خلاف آئین مذہب اسلام کے اون لوگون فی بال ہفت سو

بوجہ پہونچانی بھی پھر بیت المقدس مین پہونچکر عہد نامہ کی شرائط
مضبوط کین اور اہل شہر کو مامون و محفوظ کرکے جانب مدینہ منازل پیما
ہوا اور تھوڑے دنونکے بعد پھر سفیر کو سلطان ہرقل کے پاس بھجوایا
کہ ملت اسلام کو قبول کرے الا اوس بادشاہ نے نہ مانا اسی اثنا مین
وبا ہی سخت لشکر اہل اسلام مین پھیل گئی جس سے بو عبیدہ وکشد
سرداروں نے جان دی خلیفہ نے یزید بن ابی سفیان کو بجاے
بو عبیدہ کے امیر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ بلا توقف قساریہ کی جانب
جاوے اوسکو اپنی حکومت مین داخل کرے اور تاوقتیکہ شہر مذکور
متبعیت مسلمانون مین شامل نہ ہو قدم ثبات کو قائم رکھے چنانچہ
یزید نے تعمیل حکم کی بوجہ احسن کی اور چند مرتبہ اہل قساریہ سے
مقابلہ کیا و غلبہ پایا مگر اہل قساریہ جب ہارتے تھے تب اپنے کو
قلعہ مین محصور کرتے تھے لہذا یزید نے اپنے بھائی معاویہ کو وہان چھوڑا
اور خود دمشق کو روانہ ہوا اہل قساریہ نے موقع مناسب پایا اور
معاویہ پر حملہ کیا تو بھی وہی معاملہ گذشتہ پیش آیا اور مجبور ہو کر بیس ہزار
دینار نقد اوا کے جزیہ دینا منظور کر لیا لہذا معاویہ نے امن دی اور
خود بھی دمشق کو لوٹ آیا چند روز کے بعد خلیفہ نے عیاض الفہری کے
نام جو لشکر شام مین موجود تھا حکم صادر کیا کہ وہ جمعیت خاطر خواہ کو
منتخب کرکے جانب رقہ کے جاوے اور اوس شہر کو بھی حکومت
اسلام کے ... حسب فرمان عیاض الفہری کے ...

اور زیر قلعہ رقہ فوج بیشمار مخالف کو دیکھکر طریق مجادلہ اس سے بہتر
نہ سوچا کہ رات ہی کو شبخون مارے اور بیخبری اور بے خودی اہل رقہ
مین اپنا کام بنا دے اور اس خیال پر بلا آسایش و آرام دفعتاً
دروازے پر پہونچکر جیسا چاہتا تھا کامیاب ہوا صبح کو اہل قلعہ سے
صلح کرنے کے سوا کچھ نہو سکا اور بیس ہزار دینار نقد دے کر جزیہ
قبول کر لیا اور پھر شہر اہا وران کار کی طرف عیاض متوجہ ہوا اور
پندرہ روز پے درپے مقابلہ کرکے اونکو بھی طاعت گزار بنایا اور
شہر حران کو بدون لڑنے بھڑنے کے مسخر کیا اور جانب شہر عین الورود کے
کوچ کیا وہان کے لوگون نے داد مردانگی دی اور بکمال ہمت سی
مقابلہ کیا حتے کہ عیاض نے اپنی جماعت کو مانند شکست یافتون و
ہزیمت خوردون کے ہٹایا اور دور تک بھگایا تب اہل شہر نے
بیوقوفانہ تعاقب کیا اور جب سب میدان مین آچکے تو پھر ادہر
عیاض نے سخت حملہ کیا اور ایسا پسپا کیا کہ صبح کو بیس ہزار دینار
دے کر جزیہ دینا اون لوگون نے منظور کیا اور چند ہی شہر لکو مین
آرام و آسایش کا ارادہ کرکے میسرہ بن مسروق العبسی کو جانب
خابور کے مامور کیا جسنے اکثر شہرون کو مثل قرقیسیا وغیرہ فتح کیا
و پھر عیاض کے پاس حاضر ہوا عیاض وہان سے کوچ کرکر راس العین
مین پہونچا اور خفیف لڑائی کرکے اپنا قبضہ کیا و مالک ابن الحارث اشتر کو
مضافات مین مامور کیا جسنے اکثر قریات اور شمشاط کو اپنا مطیع کیا

پھر عیاض نے شہر یقین کو مفتوح کیا اور لوٹ کر شہر حمص مین اس
جہان سے کوچ کیا اوسی عرصہ مین یزید بن ابو سفیان کی انفاس
زندگی بھی تمام ہوئے خلیفہ کو بسنوح ان سوانح کے انتہا کو تالم ہوا
و انجام کو معاویہ بن ابو سفیان کو امیر شام کے منصب پر ممتاز و سرفراز کیا
اور باطمینان تمام بنا بر سکونت بالاستقلال کے آبادی شہر کا حکم
نافذ فرمایا چنانچہ بنیادین مساکن و مساجد کی پڑگئین اور مسلمانون نے
سکونت وہان کی اختیار کی بعد اوسکے خلیفہ نے قصد تسخیر ملک
مصر کا بھی جو اوسوقت قبضہ سلطان ہرقل مین تھا مضبوط کیا ظاہر ہے
کہ درمیان عرب و ملک مصر کے بحر احمر و یا قلزم حائل ہے اور سیرابی
اور خوش سوادی مین ملک مصر مشہور و معروف ہے اسلیے مسلمانونکو
پہلے سے خواہش تسخیر اوس ملک کی تھی لیکن چونکہ علم جہازی سے
بخوبی مطلع نہ تھے بلکہ سفر دریا سے انتہا کو ڈرتے تھے اسلیے اپنے قصد اور
کوشش کو بر روے کار نلا سکتے تھے خشکی کی وہی راہ ڈھونڈھتے تھے
کہ جس سے ملک افریقہ بذریعہ گردن زمین سوئیز کے عرب سے ملحق ہے
مگر بوجہ مداخلت شامیونکے اودہر سے لشکر کشی کرنا غیر ممکن تھا
جبکہ ملک شام کا ہاتھ آیا تو خلیفہ نے عمر ابن العاص کو بنا بر تسخیر مصر
مقرر کیا اور وہ چار ہزار سوار جرار لیکر براہ غارہ متوجہ مصر ہوا
اور فتح مصر اور دیگر بلاد افریقہ مین ساعی ہوا عمر ابن العاص نے
ملک مصر پر حملہ اور تاخت کرنا شروع کیا اور ملک مصر ہی

قناعت نکرکے افریقہ کے اکثر ممالک کو سرعت سے فتح کیا حتیٰ کہ نتیجہ
بنو بیا سے لیکر ملک بار بار و مغربی جزائر پر قبضہ اہل عرب کا ہوگیا
اوسی اثنا مین خلیفہ نے ابو موسیٰ اشعری عامل بصرہ کو حکم دیا کہ وہ
سرحد عجم مین بڑہنا شروع کرے اور آہستہ آہستہ شہرونکو اپنی حکومت
مین داخل کرے حسب الحکم وہ بھی مستعد ہوکر روانہ ہوا اور پہلے
موضع ایلہ مین پہونچکر مقابلہ شروع کیا اور شہرون کو تاراج کرتا ہوا
بڑہ چلا اور مناذر کیری پر قبضہ کرکے شاپور بن آذرہان حکمران
سوس پر دہاوا کیا اوسنے پہلے صلح کرکے امان لی الاپھر فرار ہوا آخر کو
پکڑا گیا اور جان کھوئی وہان بہت مال و دولت مسلمانون کو ملا اوسی
لوٹ مین ابو موسیٰ نے ایک دروازہ مقفل وہان پایا معلوم ہوا کہ دانیال
حکیم کی لاش اوسمین رکھی ہے چنانچہ ابو موسیٰ نے خلیفہ کو لکھا اور فضائل
دانیال مین بہت کچھ مبالغہ کیا اور حکم چاہا کہ اوس لاش سے کیا کیا جاوے
خلیفہ نے اکابران دین کو جمع کرکے پوچھا مگر کوئی نہ بتلا سکا آخر امیر المومنین
علی ابن ابی طالب نے مطلع کیا کہ دانیال ایک پیغمبر برحق ہے اور
اگر وہ لاش اونہین کی واقعی ہے تو دفن کرنا چاہیئے چنانچہ اوسکے
خلیفہ نے ایسا ہی حکم جاری کیا اور لاش کو ابو موسیٰ نے دفن کرا دیا
اور پھر ششتر پر فوج کو لیگیا ہرمزن نوشیروان وہان پر موجود تھا
اوسنے خبر دردہ و دست درازی مسلمانون کی یزدجرد کو لکھی اور مدد
چاہی تھا اوسنے بغیظ و غضب فوج روانہ کرنا شروع کیا اور سلے در پے

تشکر لمانے لگا ابو موسے نے بھی خلیفہ سے مدد چاہی اور بیس ہزار سوار
وپیدل کی جمعیت حاصل کی چنانچہ ہرمز مع مردان شاہ و مہریار وزراے
یزدجرد مقابلہ کو میدان کارزار مین آیا مسلمانون کی جانب سے
عمار یاسر و حذیفہ یمانی کو سوار و پیدل کی افسری دے کر ابو موسے
مقابل ہوا اور کئی روز تک سخت مقابلہ رہا آخر کو منظور خدا یہی تھا
کہ وہ لشکر کثیر مسلمانون کی جماعت قلیل سے منہزم ہو لہذا مسلمانون نے
فتح کے سوا بہت کچھ دولت وہان سے پائی ہرمز نے بھاگ کر شہر مین
پناہ لی تین ہزار قیدی اوس روز مسلمانون کی بندی مین آئے
منجملہ اونکے ایک قیدی کی سازش سے حصار شہر پر بخوبی رسائی کی
تدبیر ہاتھہ لگی یہان تک کہ وفعتاً رات کو مسلمانون نے دہاوا کیا اور
شہر کو چھین لیا ہرمز اندر قلعہ کے محصور ہو گیا اور مجبورانہ امان خواہ
ہوا اوس روز جہان مال و دولت بیشمار لشکر اسلام کے ہاتھہ لگا
وہان بہت آدمی بھی اونکے ضائع وبیکار ہوئے انجام کار ہرمز کو
مع اوسکے اہل وعیال ومتعلقین کے ابو موسے نے حراست مین
مدینہ کو روانہ کیا کہ اوسکے پہونچنے سے اہل مدینہ کو بڑی خوشی ہوئی
اور ہرمز کو بوجہ عدم قبول مذہب اسلام حکم قتل کا خلیفہ نے دیا تھا
مگر بسفارش معقول علی ابن ابی طالب سے اوسنے خود بلا جبر واکراہ
مذہب محمدی قبول کر لیا اور عزت وحرمت سے مدینہ مین سکونت
اختیار کر لی اسکے چند ہی روز کے بعد پھر ڈیڑہ لاکھہ فوج شاہ ایران کی

بہ تحت ذو الحاجب بن جداد و سفار بن حرز د جہانگیر بن پرویز و
شہرشان بن اسفندیار مجتمع ہوئے اور چارون سردارون سے
قسم غلیظ کھائی کہ پہلے ان مسلمانون کو جو اب موجود ہین قتل کر کے
مسلمانان متعینہ سرحد کو بھی ٹھکانے لگائین اور عرب کی ملک مین
بڑہ کر خلیفہ مبدع فساد کو بیخ و بنیاد سے مٹا دیوین چنانچہ جب
مسلمانان متعینہ سرحد سے جیسا اونہون نے ارادہ کیا تھا سلوک
بھی کیا تو عوام اہل کوفہ و بصرہ نے حقیقت حال کی خلیفہ کو لکھی
بدریافت اس خبر متوحش کے اسقدر غیظ و غضب خلیفہ پر مستولی ہوا
کہ شدت غضب سے تمام جسم لرزنے لگا اور اس زور سے دانت بجنے
لگے کہ دور تک کے لوگون کے کان مین آواز جاتی تھی اور بباعث
کمال غصہ کے خلیفہ سے حرف صحیح ادا نہوتا تھا تو بھی جلدی سے
مسجد نبوی مین جاکر مہاجر و انصار کو جمع کیا اور غصہ کو بمشکل
ضبط کر کے حقیقت حال کو بیان کیا اور ہر ایک سے مشورہ چاہا
عثمان بن عفان نے کہا کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ تم خود واسطے
اس محاربۂ سخت کے توجہ کرو تاکہ تمہاری وجہ سے مردان امت
بکثرت جمع ہو جاوین اور تمہاری تدابیر صائبہ سے منفعت اوٹھا کر
فتح پاوین الاختلاف راے دوسرون کے امیر المومنین علی ابن طالب نے
مشورہ دیا کہ خلیفہ کا جانا بیفائدہ ہے اور افواج شام اور یمن کو اوٹھا کر
فارس کی جانب روانہ کرنا موجب ازدیاد اندیشہ و ضرر ہے اسلیے کہ

کہ تازہ وہ ملک فتح ہوا ہے پھر وہانکے باشندے اور فوج ہرقل دخل کرکے مساکن و مساجد مسلمانون کی کھود ڈالینگے و ہرگاہ پہلے مسلمانون نے ابتدا مین بڑے بڑے کام کیے ہین تو اب تو شمار مین کہین زیادہ ہین ادنہین لوگون مین سے جو کوفہ و بصرہ کی جانب مقرر ہین کسی کو سردار کرکے مدد دینا چاہیے اور مدینہ کو محفوظ رکھنا چاہیے تاکہ اطراف سے دار الخلافت پر تاخت نہو یہ مشورہ خلیفہ کو جان سے زیادہ پسند آیا اور نعمان بن مقرن المزنی کو سرداری کے منصب پر تجویز کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنی خاطرخواہ فوج کو مقرر کرے اور جہانتک جلد ہوسکے سرحد ایران پر جا پہونچے اور عاملان کوفہ و بصرہ کو رقم فرمایا کہ اپنی فوج سے ایک ایک ثلث نعمان کے پاس روانہ کرو نعمان نے بہ تعمیل ارشاد خلیفہ بہت کچھ جد و جہد کیا اور اپنی فوج کو آراستہ کرکے روانہ ہوا علاوہ اسکے راہ مین اور جہانتک ممکن ہوا اپنے لشکر کو بڑھایا اور فوج مرسلہ عو اہل کوفہ اور بصرہ کو جو آگے پیچھے ملتی گئی اپنی ساتھ لیتا ہوا سرحد ایران پر پہونچا چونکہ فوج سرداران ایران متعینہ سرحد بے لڑے بھڑے بھاگ گئی تھی لہذا مقام نہاوند تک جہان ڈیڑہ لاکھ فوج پارسیون کی پڑی ہوئی تھی چالیس ہزار آدمیون کو بڑی طمطراق سے لیگیا اس مقام پر پہونچکر حمیدہ نے بادشاہ سے کہا کہ میرا جی بیساختہ چاہتا تھا کہ اس معرکہ کو مفصل عرض کرون اور ایک ایک بہادر پارسی و عربی کی تعریف و توضیح کرون مگر جبان بہانکی

قلت فرصت پر نظر ہے اسلیے مختصر گذارش کرتی ہون اور پھر کہنا
شروع کیا کہ مردی و بہادری و دولت اوسوقت تک ساتھ رہتی ہے
اور ساری تدبیرین و تجویزین کام آتی ہین جبتک کہ خداوند عالم کی تائید
و عنایت شامل ہوتی ہے اللہ اکبر ڈیڑہ لاکھہ آدمیون سے روبرو
چالیس ہزار کیا حقیقت رکھتے تھے خاص کر وہ لوگ کہ جو بیروپی
تھے اور اپنی سرحد سے بہت بڑہکر آئے تھے مگر تائید الٰہی مسلمانون کی
ساتھہ تھی لہذا جسدم ورود مسلمانون کا سُنا پارسی گھبرا گئے کہ وہ آفت
ناگہانی اور بلاے آسمانی کی طرح پھر آپہونچے اودہر تو مسلمانونکو بھی
کثرت جمعیت مخالف سے ہراس تھا پر نعمان نے بڑے بڑے خطبہ
وعظ کے پڑہے اور لوگون کے دلون کو بڑہایا غرض کہ جب مقابلہ
کے لیے فوج پارسی قلعہ نہاوند سے نکلی مسلمانون نے بھی اپنے
پرے جمائے اور میمنہ او میسرہ و قلب آراستہ کیا اور ہر ایک
منتظر اپنی موت کا ہوا اور سب نے دل مین یقین کر لیا کہ آج سبکا
درجہ مساوی ہوگا اور کوئی دوسرے کو کچہ نہ کہکر فضیلت حاصل
نکرے گا جتنے سب راہ حق میں مجاہدین ہیں گے اور شہید ہونگے اور
بہشت خدا بعوض اس کوشش کے رستگار ہونگے اور اودہر سرداران
پارسی کو ہردم اپنی نصرت کا خیال تھا اور وہ جس جس خوبی و آراستگی سے
قلعہ سے نکل نکل کر آتے تھے اور اپنی فوج زرق برق کو مقابلات
تماشہ سے پھراتے تھے لائق ہزارون آفرین کے تھے غرض معرکہ

شروع ہوا پہلے جیسی ہی مسلمانون نے حسب عادت غلغلہ تکبیر
بلند کیا پارسیون کے چہرون کا رنگ فق ہو گیا ترسے ہوئی جو اُس
سپاہیون کے جاتے تھے تیر اندازون کے ہاتھہ چلہ کھینچنے مین
تھرتھراتے تھے سردار بہت کچھہ بڑہاوا دیتے تھے اور بڑی مشکل سے
سامنے لاتے تھے تو بھی شاید سو مین بیس مردون کے طرح لڑتے تھے
لیکن اسپر بھی کوئی دقیقہ اونہون نے باقی نہین رکھا پہلے ہی دن
نعمان مارا گیا اوسکا بھائی جو قریب کھڑا تھا ڈر گیا کہ مبادا مسلمان
ہراسان ہون فوراً علم لیکر لڑنے لگا اور کچھہ پروا بھائی کے
مرنیکی نکی یہان تک کہ وہ بھی مارا گیا اور تین روز برابر یون ہی محاربہ
قائم رہا چوتھی رات کو مسلمانون نے آپس مین مشورہ کیا کہ جو کچھہ
ہونا ہو وہ صبح کو ہو جاوے اندیشہ بلا سے بلا مین ہونا کہین بہتر ہے
چنانچہ چوتھے روز ایسا ہی کیا اور جی توڑ توڑ کے سب نے لڑنا شروع کیا
اوسوقت او بار پارسیون کا اسدرجہ ترقی پر آیا کہ بجز پشت دکھلانیکے
اون سے کچھہ نہ بن پڑا نہاوند بقبضہ عربون کے آگیا اور شہاب
اس شرم سے کہ فیجر کو دوستون کو کیا منہ دکھلادینگے اکثر پارسی
بھاگ گئے حسب عادت اہل عرب نے شہر کو خوب لوٹا اور بخوبی اپنا
عمل دخل کر لیا مدینہ مین خلیفہ کو خبر اس فتح و فیروزی کی جسوقت
پہونچی کہ باوجود نہ ہونے کسی سردار نامی و گرامی کے صرف فوج کو
فتوحات غیبی ملی انتہا کو شکر گذار جناب باری ہوا اور عمرو بن معدی کرب لوٹ آئے

فتح ری کے مامور کیا اور ابوموسیٰ کو حکم دیا کہ وہ شہرہاے فارس کو فتح کرے چنانچہ دونوں برابر کامیاب ہوتے گئے اور بلا وقت محاربت ابوموسے نے اصفہان و کرمان اور تمام ملک فارس کو اپنے دخل مین کر لیا یہانتک کہ یزدجرد بھاگ کر صوبہ خراسان کو گیا اور وہان پر اوس بیچارہ کو کسی سنگتراش کے غلامون نے بطمع پوشاک حالت خواب مین مار ڈالا اور پھر کوئی محاربہ بجز قضیہ و قضایا خفیف کے پیش نہین آیا بعد اوس کے ایک امر خفیف پر فیروز معروف ابو لولو نے خلیفہ کو تین ضرب چاقو کی پہونچائین اور وجہ مخاصمت و سبب اس برہمی کا یہ ہے کہ ابولولو فیروز مغیرہ بن شعبہ کا غلام خلیفہ سے فریادی ہوا کہ میرا آقا سو درہم مجھسے لیا کرتا ہے حالانکہ اسقدر منفعت میرے پیشہ مین جو صرف آسیا سازی کا ہے نہین ہے خلیفہ نے فرمایا آسیا سازی کے واسطے سو درہم بہت نہین ہین اس فیصلہ سے فیروز برہم ہوا اور اوسکی چتون سے خلیفہ کے دل مین ایسا ہراس طاری ہوا کہ اوسیوقت لوگون کو مطلع کیا کہ اسکے چہرے سے اسدرجہ آثار رنج کے نمودار ہوئے ہین کہ مجکو خوف ہے کہ آزار پہونچاوے اور دوسرے روز منبر پر بھی یہی خطبہ پڑہا کہ اب زندگی میری بہت کم ہے لہذا مسلمانون کو چاہیئے کہ بعد میرے عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد بن وقاص و عبدالرحمن بن عوف سے اپنے لیے خلیفہ منتخب کرین جب وعظ و نصائح سے فارغ ہوکر متوجہ دولتسرا ہوا تو بھی اوسر

دل پر درد سے کھینچکر رستے مین باواز بلند رونے لگا عبد اللہ ابن عباس نے کہا کہ
ہر کسیکو روز مرگ درپیش ہے اور تم بھلے چنگے ہو کیون اپنے کو غصہ و غم مین ڈالتے ہو
خلیفہ نے کہا کہ مین اپنے مرنے جینے پر مشوش نہین ہون مگر فکر یہ ہے کہ بعد میرے
مسلمانونکی حمایت اور امت پیغمبر پر خلافت کون کریگا عبد اللہ ابن عباس نے کہا
کہ جن جن بزرگان دین کے نام تھے یعنی انہین سے علی کی نسبت کیا راے خلیفہ کی ہے
جواب دیا کہ علی متصف بجمیع صفات ہے مگر مزاح مین مزاح انتہا کو ہے اور خلیفہ کو یہ بجا نہین
اور عثمان اگرچہ بہت ہی نیک ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ اگر وہ خلیفہ ہو تو کریگا جو
کریگا اور طلحہ بن عبید اللہ کو خدا نکرے کہ وہ خلیفہ ہو اسلیے کہ نہایت متکبر ہے
اور زبیر گو کہ مرد مردانہ ہے مگر سر آمد کنجوسان زمانہ ہے اور خلیفہ کو کنجوس نہونا چاہیے
اور سعد وقاص انتہا کو بد مزاج ہے اور عبد الرحمن بڈھا و ضعیف ہے غرض
یہ باتین کرتے ہوے گھر پہنچے چہار شنبہ کو نماز صبح پڑھنے حسب معمول مسجد کو تشریف
لیگئے اور عین نماز مین ابو لولو نے چاقو کی ضرب پہنچائی اور ہنگام گرفتاری چھ
مسلمانونکی اور جان لی اور اپنی جان بھی اوسنے اپنے ہاتھ سے نذر کی غرض
چراغ روشن خلافت کو بجھا دیا اور آخر وہ اور جہنم کو چلا گیا

باب یازدہم

حمیدہ نے یہانتک عرض کیا تھا کہ بادشاہ نے سعیدہ سے ارشاد کیا کہ بعد اسکے
جو کچھ ہوا تم بیان کرو چنانچہ حمیدہ نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ بعد تجہیز و تکفین
خلیفہ کے اکابر دین مجتمع ہوئے اور خلافت کی بابت منازعت کرنے لگے بالاخر
عثمان بن عفان کو لائق خلافت انتخاب کیا اور اوسکی امامت قبول کر کے فرمانبرداری کیا

مصروف ہوئے پہلا کام خلیفہ نے یہ کیا کہ ابو موسی اشعری کو امارت بصرہ سے معزول کیا
اور عبداللہ بن عامر اپنے خالہ زاد بھائی کو منصوب کر کے بصرہ کو روانہ کیا اور واسطے
تسخیر باقی ماندہ بلاد فارس و خراسان کے حکم دیا اوسی اثنا میں بابک بن ساہک نے
علم بغاوت ملک فارس میں بلند کیا مگر عبداللہ نے غبار فتنہ و فساد کو برطرف
کر دیا اور خراسان و مضافات خراسان کو بلا دقت جدال و قتال فتح کیا اور
بدخشان و بلخ و ہرات و نیشاپور پر پھریرا اوڑا دیا اور کابل کی تسخیر کے لیے عبدالرحمن
بن سمرہ نے تیاری کی اور ایک برس کابل میں کابل شاہ کو گھیرے رہا آخر کو
کابل شاہ مسلمان ہو گیا اور اس تدبیر سے علاوہ بلاد فارس کے ملک تاتار و
کابل میں بھی مداخلت اہل عرب کی بخوبی قائم ہو گئی اور امارت شام پر
معاویہ بن ابی سفیان بلا خراشت قائم رہا اور بدستور فتوحات ملک میں سرگرم رہا
اور حبیب بن مسلمہ الفہری کو جانب ارمینا روانہ کیا جب وہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا
ناحیہ سمساط تک پہنچا اور وہاں سنا کہ مرزبان سردار رومی اسّی ہزار
فوج سے آمادہ نبرد ہے گھبرایا اور معاویہ کو اصل حقیقت سے آگاہ کیا معاویہ نے
بھی فی الفور خلیفہ کو لکھ کر اعانت چاہی چنانچہ دس ہزار سوار کوفہ سے بہ تحت
افسری سلمان بن ربیعہ روانہ ہوئے حبیب نے اوسکی روانگی سنکر اپنی فوج سے کہا کہ
اگر سلمان آجاویگا تو فتح اوسکے نام لکھی جاویگی لہذا بہتر ہے کہ ہم قسمت آزمائی کریں
اور بلا انتظار امداد کے تائید غیبی پر بھروسا کریں چنانچہ اس خیال کو استوار کر کے
شبخون مارنے کی تیاری میں مصروف ہوا اور اپنے ارادے میں ایسا کامیاب ہوا کہ
فوج مرزبان نے ہزیمت سخت اوٹھائی اور فتح خاطر خواہ حبیب کو حاصل ہوئی بعد اوس

نصرت وغیروزی کے مسلم بھی وارد وقت ہوا اور جو کچھ لوٹ و غنیمت
فوج ہمراہی حبیب نے حاصل کی تھی بانٹنا چاہا مگر حبیب نے انکار کیا
اور یہان تک دونو سرداروں مین طوالت ہوئی کہ آپس مین نوبت
محاربت اور جدل و قتال کی پہونچی یہ اول منازعت تھی کہ اہل عراق
و شام مین برروے کار نمودار ہوئی اور یہ قصہ رفع دفع نہو آتا آنکہ
خلیفہ نے انصافاً حکم دیا کہ حبیب غنیمت مین فوج مسلم کی شرکت
قبول کرے ہرگاہ یہ قصہ یون رفع دفع ہوا تو حبیب اور مسلم نے
شہرہاے مختلف پر دہاوے کیے اور اہل ملک کو اہل عرب کے
اسدرجہ کو اندیشہ سما گیا کہ وہ لوگ جانتے تھے کہ عرب فوج بلائے سیہ
ہین اور کوئی حربہ او نپر موثر نہین ہوتا پس جسطرف عرب جاتے تھے
سبکے سب ہتھیار رکھو لکر رکھہ دیتے تھے اور اس وجہ سے بآسانی
بہت سے شہر قلمرو اہل عرب مین داخل ہوگئے اہل باب نے بھی
باوصف قدرت مدافعت و ممانعت سرداران فوج کا ساتھہ دیا
اور مسلم کے پہونچتے ہی شہر کو خالی کردیا مگر مسلم نے قبضۂ شہر پر
کفایت نکی اور تعاقب حکمران شہر باب کا کیا اور کئی منزل تک
اوسکا پیچھا کیے ہوئے چلا گیا یہان تک کہ ایک منزل پر فرودش ہوا
وہان بعضے اہل فوج نے تو آسایش کی اور بعضے غسل و طہارت میں
مصروف ہوئے ایک شخص سکنا ہے شہر سے اس گھات مین ان کے
لگا ہوا تھا کہ آیا حقیقت مین اونپر اثر نیزہ و شمشیر و تیر کا ہوتا ہے

یا محض غوغا مچ رہا ہے چنانچہ ڈرتے ڈرتے اوسنے چلہ سے جوڑ کر
ایک تیر کو ایک عرب پر جو نہانے مین مصروف تھا چھوڑا وار لیا
وبعدہ فوراً سر کاٹ کر اپنے سردار کے پاس لیگیا اور کہا کہ یہ وہی
فرشتہ ہے کہ جسپر اثر حربہ کا متعذر مشہور ہوا ہے بمجرد اس تجربہ کے
جوق جوق فوج جمع ہوکر مسلمانون کے مقابلہ مین مصروف ہوئی
و باوجود کوشش وکشش مسلمانون سے کچھ نہ بن پڑا اور ساری جماعت
کوفہ کی وہین کٹ رہی بدریافت اس خبر معصیبت کی حبیب نے
پھر سبقت کی اور بہ کمال دقت اوس فوج کو ہزیمت دے کر
بعد مقرر کرنے جزیہ کے مصالحت کرلی ہنوز اوس محنت ومشقت سے
بخوبی حبیب کو فراغت نہوئی تھی کہ عنایت ورحمت کے عوض
امارت سے معزول ہوا و حذیفہ یمانی بجاے اوسکے مقرر ہوا غرض
ایک سال مین اوسنے بھی جہان تک جد وجہد ممکن تھا کیا الا وہ بھی
حکومت سے برخاست ہوا اور مغیرہ بن شعبہ اوسکی جگہہ مامور ہوا
اونہین ایام مین اہل حبش نے مسلمانون سے سرحد افریقہ پر کچھہ
چھیڑ چھاڑ کی مگر شاہ حبشہ کی معذرت پر بذریعہ سفارت رفع ہوگئی
معاویہ کو عرصہ سے شوق تھا کہ دریاے شور کے پار جاکر جزیرہ
سائی پرس پر حملہ کرے چنانچہ عہد خلیفہ ثانی مین بھی بمجرد سرفرازی
منصب امارت اوسنے خواہش کی تھی اور بوجہ شدت ممانعت ساکت
رہا تھا مگر پھر خلیفہ ثالث سے اجازت چاہی اور پھر ممانعت کی گئی

اور بعض اصرار پر اسقدر اجازت ہوئی کہ اگر وہ خواہ نخواہ امید
فتح کی رکھتا ہے تو مع اپنے زن و فرزند کے جا دے اور صعوبت دریا کی
اوٹھا دے چنانچہ معاویہ نے وہ بھی گوارا کیا اور زورق و کشتی بہم پہنچا کر
مع عیال و اطفال و احمال و اثقال کے جزیرہ مذکور کو روانہ ہوا اثنائے
راہ میں چند کشتیاں مرسلہ حاکم جزیرہ جو ہدایا و تحائف سلطان روم کو پاس
لیجاتی ہوئی ملیں سب و بیڑک معاویہ نے گرفتار کیں اس حرکت سے
رعب کافی اہل جزیرہ پر سما گیا چنانچہ اون لوگون نے متابعت
قبول کرکے بہت کچھ نذرانہ دیا اور معاویہ کو بلا مداخلت پھیر دیا
اور یہ پہلا معاملہ تھا کہ اہل عرب نے جرأت کشتی رانی کی بہی ظاہر کی
معاویہ نے بعد چندے جزیرہ رودوس پر حملہ کیا ہنوز فوج عرب
دریا ہی مین تھی کہ اہل جزیرہ کشتیون پر سوار ہو کر مقابل ہوئے اور
عین دریا مین گرم مصاف ہو کر پس پا ہوئے اور اہل عرب تعاقب
کرتا ن جزیرہ تک آگئے اور زمین پر اوترکر نہایت کامیاب مقصد ہوئے
اور سارے جزیرہ کو زیر تیغ بیدریغ کیا اور ویران کرکے بہت کچھ
غنیمت لیکر لوٹ آئے و بعض مسلمانون کو وہان بھجوا کر معاویہ نے
سر نو طرح آبادی کی ڈالی پس یہ بھی مرتبہ اول تھا کہ دریا مین
بنا محاربت کی اہل عرب نے ڈالی اور اس عرصہ مین عہد خلیفہ ثانی سے
عہد خلیفہ ثالث تک ملک مصر و دیگر بلاد افریقیہ مین اہل عرب نے
بڑی شوکت حاصل کی اور اکثر شہرون کو مطیع و منقاد اپنا بنایا

عبد اللہ بن سعد ابی امارت مصر کرتا تھا کہ خبر اجتماع فوج کثیر
سلطان روم کی دریا سے عکا پر گوش زد خلیفہ ہوئی اور بنا بر اوسکے
دفعیہ کے عبد اللہ امیر مصر و معاویہ امیر شام و عمرو عاص امیر فلسطین
مامور ہوئے چنانچہ پھر عین دریا میں مقابلہ ہوا اور اہل عرب غالب آئے
اور دوسری مرتبہ فوج روم اسی ارادے سے چڑھ آئی کہ اہل عرب کی
اچھی طرح خبر لے مگر باد مخالف نے اسے نہ دی اور مقابل جزیرہ سفالا کی
کشتیاں امواج دریا سے تہ و بالا ہوکر ساحل عدم کے پار اوتر گئیں
اور باقی ماندہ کو اہل سفالا نے ہلاک کیا بعد اوسکے خلاف مرضی
خلیفہ کے مسلمانوں نے رغبت ازدیاد حکومت کی افریقہ میں
ظاہر کی اور انتہا کے اصرار پر اجازت پاکر دور تک اپنی حکومت قائم کی
اور معاویہ نے جزیرہ سقلیہ پر کشتی رانی کر کے چڑھائی کی اور اہل جزیرہ کو
بہ شدومد شکست دی مگر پھر اونہوں نے جمعیت بہم پہونچائی اور
معاویہ سے سوا اسکے کہ شام کو لوٹ آوے اور کچھ نہ بن آئی
چنانچہ جو کچھ غنیمت پائی تھی اوسکو مغتنم جانکر صحیح و سلامت واپس آیا
اور اوسکے بعد جنادہ بن ابی امیہ جزیرہ اروادو پر بذریعہ کشتیوں کے
تاخت لیگیا اور مظفر ہوکر صلح کر کے لوٹ آیا اوسی قرب ایام میں
انواع و اقسام کے فساد درمیان اہل اسلام کے جنکی شرح
طول طویل ہے واقع ہوئی اور سلجھانا اونہیں کا دشوار ہوگیا اور
سوا اسکے کہ فلان عامل معزول ہوا اور فلان منصوب ہوا اور

اوس قسم کے قبیلہ عرب نے بے اعتدالی کی اور اوسنے فلان امیر کی شکایت کی پس اون مین سے کوئی امر نہین ہے کہ جو گزارش کے لائق ہو ہر ایک سردار و عامل کو فکر حفاظت اپنی اپنی امارت کی پڑی تھی اور کثرت شکایت اور سامان اہانت سے جان بچانی دشوار ہوگئی تھی پس اون سے کیا افکار عمدہ بر روے کار آتین اور وہ ہی امور باعث برہمی خلافت عثمان بن عفان ہوئی اور اطفاء نائرہ فساد مین امیر المومنین علی ابن ابی طالب کا سارا وقت صرف ہوا اور کوئی عامل برقرار نہین رہا کہ جسنے باطمینان بسر کی ہو مگر معاویہ بن ابی سفیان بدستور حکومت شام پر جما رہا اور آخر کار اوسنے اپنے کو خلیفہ ظاہر کیا اور سواے اسکے کہ وہ بھی آپس مین لڑتا جھگڑتا رہا کچھہ نہ کرسکا بادشاہ نے یہان تک سنکر مجھسے فرمایا کہ تم ان سب سے بڑی ہوا اور عقل و فہم بھی رکھتی ہو بتلاؤ کہ مسلمانون نے ابتدا ابتدا مین ملکون کی فتح کرنے مین جو ترقیان کین تھین وہ بدستور کیون قائم نہ رہین اور اونکس وجہ سے اونکی دلیریون مین فرق آگیا مین نے عرض کی کہ بہ تعمیل حکم مین عرض کرونگی لیکن ڈرتی ہون کہ خلاف راے سلطانی ہوکر مورد عتاب ہوجاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ نہین بلا اندیشہ جو کچھہ تمھارے ذہن مین ہو بیان کرو تو مین نے عرض کی کہ یہ تو حضور کو روشن ہے کہ حق تعالے نے اپنے احکام کے تبلیغ کیواسطے پیغمبرونکو مخصوص کیا تھا اور اپنے بندون کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اونکی

ذات ستودہ صفات کو واسطہ ٹھہرایا تھا اور اونہین کے ذریعے سے
اوامر و نواہی پر اپنے بندون کو آگاہ کیا تھا اور اونہین کے زبانی
اون سارے امور سے کہ جن سے وہ راضی اور خوش ہوتا ہے اور
جن سے وہ ناراض و بیزار ہوتا ہے آگاہ کیا تھا اور وعدہ ہاے
نجات و بخشش و وعیدہاے عذاب و عقاب سے متنبہ و خبردار کیا تھا
اور اپنے کمال حکمت سے اون انبیا کی زبان معجز بیان مین ایسی تاثیر
بخشی تھی کہ جن لوگون کے روبرو وہ احکام بیان کرتے تھے یا تو وے
سُنتے ہی مان لیتے تھے یا جو تیرگی کفر سے قبول احکام مین متامل
ہوتے تھے وے ظہور اعجاز سے قائل ہو جاتے تھے اور تا بقا اوس
پیغمبر برحق کے کمال سرگرمی سے سارے احکام کی ٹھیک ٹھیک تعمیل
کرتے تھے اور جو قوم اون پیغمبرون کی ہدایت اور احکام سے انحراف
کر جاتی تھی اور اطاعت سے مُنہ موڑتی تھی اوسکی سزا بھی پیغمبر کی
دعا پر دنیا ہی مین کسی پر کچھ اور کسی پر کوئی عذاب نازل ہوکر ہو جاتی تھی
وہ نافرمان فوراً اپنے کیفر کردار کو پہونچ جاتا تھا اور وقوع و ظہور
عذاب کا باعث متنبہ تمامی اہل ملت کا ہوتا تھا اور اس طور سے
سچے اور پکے ایماندار تو اپنے کمال اعتقاد سے اور سست ایمان والے
خوف نزول عذاب سے سارے اوامر کو بدل و جان بجا لاتے تھے
اور سائر نواہی سے اجتناب کرتے تھے مگر جبکہ وہ پیغمبر تبلیغ رسالت
کرکے اور اپنی امت کو سیدہی راہ پر چھوڑ کر متوجہ عالم قدس ہوتے تھے

تو اہل امت رفتہ رفتہ بجا آوری احکام میں سستی کرنے لگتے اور
کچھ ضلالت گمراہی میں گرفتار ہوتے تھے لیکن کچھ عرصہ نہ گذرتا تھا کہ
دوسرا پیغمبر مبعوث ہوتا تھا غرض یوں ہی ایک کے بعد دوسرے
پیغمبر آیا کیے و سست ایمانوں و گمراہوں کو ہدایت کر کے راہ راست
دکھلاتے رہے تا آنکہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مبعوث ہوئے
حضرت کو تبلیغ احکام الٰہی میں کیا کیا دقتیں پیش آئیں اور کیسے کیسے
سنگدلوں اور ناخدا شناسوں سے کام پڑا حقیقت میں حضرت ہی کا
کام تھا کہ خوف الٰہی سے لوگوں کو ڈرایا خدا پرست بنایا اور جن
لوگوں نے مذہب اسلام کو قبول کر لیا اونکے ساتھ احکام الٰہی کے
سوائے اپنے اخلاق فطری سے انواع و اقسام کے سلوک کیے
حضرت ہر ایک مسلمان کی قدر و منزلت بلا لحاظ اوسکی امارت اور
مقدرت یا افلاس و عسرت کے فرماتے تھے اور تمام مسلمانوں کے
مرتبہ کو مساوی جانتے تھے اور جسطرح خود حضرت ہر فرد اہل اسلام کی
اعانت کرتے تھے اوسی طرح ہر ایک مسلمان کو تمام اپنے ابنائے ملت کی
اعانت کی ہدایت فرماتے تھے چنانچہ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب مسلمان دل و جان سے
ہر ایک اہل اسلام کو اپنے ماں جائے بھائی جاننے لگے امتیاز
خویش و اغیار اوٹھ گیا اور ان میں باہمی اتفاق و اتحاد روز بروز بڑھتا گیا
و مادہ طمع و حسد و بغض و عناد جو باعث فساد تھا نیست و نابود ہو گیا
غرض سارے مسلمان نہایت رغبت اور سچے اعتقاد سے خدا کی

خوشنودی کے امور بجالاتے تھے اور علاوہ امور معاشرت وموافقت سب کے
ترویج دین اسلام مین مرنا حیات ابدی جانتے تھے اور خدا کی راہ مین
محنت ومشقت ورنج کو راحت سمجھتے تھے و دنیا مین رہنے کو خواب
دم مرنے کو عالم بیداری جانتے تھے اور اللہ تعالے کے وعدون پر
یہان تک یقین کرتے تھے کہ اپنے جینے پر بامید مغفرت وحصول نعماے بہشت
مرنے کو فوق دیتے تھے یہ وجہ تھی کہ سب نے ملکر ترویج دین اسلام مین
ہمہ تن کوشش کی اور اپنی چھوٹی سی جماعت سے بڑی بڑی فوجونکا
مقابلہ کیا اور جسطرف توجہ کی کامیاب ہوا کیے مگر بعد زوال آفتاب نبوت
جو مجادلہ درمیان صحابہ نصب خلافت مین واقع ہوا اور وہ سارے
بزرگوار جنکو جناب رسول خدا مساوی المرتبہ اور مروج دین اور عامل
احکام الٰہی جانتے تھے رسول خدا کے جانشین مقرر کرنے مین
مختلف الراے ہی نہین ہوے بلکہ اون مین ہر ایک خلافت کی
چاہ مین ڈوبا اور خلیفہ بننے پر راغب و مائل ہوا تو اوس اتحاد مین
جو عہد کرامت عہد رسول خدا سے چلا آتا تھا تخلل واقع ہوا اور سب
تمام مسلمانون مین سے کوئی تو کسی امیدوار جانشینی کا طرفدار ہوا
اور کوئی کسی خواہش مند قائم مقامی جناب رسول خدا کا مددگار بنا
اور اس تفرقہ اور اختلاف سے اون لوگون کے دلون مین جو سب سے
نئے مسلمان ہوئے تھے یا جنھون نے صرف بظاہر مذہب اسلام کو
قبول کیا تھا یا جو مسلمان ہوئے ہی نہ تھے بلا لحاظ وغور اس کے کہ

اوس مخالفت سے خواہش مندان خلافت کا مقصد کیا ہے بڑا فتور
پیدا ہوا اور بعد خوض و فکر مخالفت دیکھنے والے ع سمجھتے تو یہ
سمجھے کہ نہ کچھ تھے سمجھے بلکہ مآل اون خواہش مندان خلافت کی بحث
و جدال کا یہ ہے کہ اون مین سے ہر ایک حاکم بننا اور حکومت کرنا
چاہتا ہے اور نصب سلطنت کا ارادہ رکھتا ہے ورنہ ہدایت اور
رہنمائی کے لیے اگر کسی شخص کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حقیقت مین کسی کو پیشتر سے اپنا جانشین تجویز نہین کر دیا تھا
تو کیا مشکل ہے کہ اب کسی ایسے بزرگ کو جو علم و فضل و تقوی و طہارت
مین افضل اور قدم بقدم جناب رسالت مآب کے ہو اور جسکو خدا نے
رجس اور ذنب سے پاک کیا ہو بلا رد و قدح انتخاب کر لین چنانچہ یہ
خیال اون لوگون کے ذہن مین ایسا جم گیا تھا کہ باوجود مسند نشین
خلافت ہونے خلیفہ اول کے بھی نہ نکلا اور بہتون نے خلیفہ اول کی
اطاعت سے انحراف کیا اور اپنے کو سچا اور خلیفہ برحق کو جھوٹا ہی
نہین سمجھا بلکہ مارنے و مرنے پر طیار ہوئے و خلیفہ اول کو لاچار کیا
کہ اونکی گوشمالی کرے بس یہ افتراق اور جدال و قتال تھوڑا
نہین تھا مگر اپنے سعی جمیلہ سے ایسے بڑے فتور کو خلیفہ اول و ثانی نے
جو تالیف قلوب مین کمال مہارت رکھتے تھے اپنے تدابیر صائبہ اور
افکار لائقہ سے رفع دفع کیا اور بمقتضاے اسکے کہ ع درشتی و نرمی
بہم در بہ است ؛ چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است ؛ طریق سیاست

وعنایت کو دونون خلیفہ اچھی طرح عمل مین لاتے تھے موافقین پر لطف
ومرحمت کرنا ومنافقین کو سزا دینا اور پھر معذرت پر معاف کرنا وپھر
اونکے نفوس ہاتھہ مین لے لینا اور اونکو دل سے مطیع بنا لینا وبعد
تنبیہ وتادیب اونہین پر حکومت کرنا اچھی طرح جانتے تھے لہذا اونکو
موقع پر اپنی شوکت وعظمت دکھلانا اور شورہ پشتون ونافرمانون و
بدگویون کا دبانا کچھہ مشکل نہوا اور بے شبہ اونہون نے اپنی بیدارمغزی سے
ہر قسم کی ترقیون کو پھر قائم کیا اور تھوڑے ہی دنون مین مسلمانون کا
ایسا حوصلہ بڑہادیا کہ ترویج دین اسلام مین وہی ولولہ اور طنطنہ اون
لوگون مین پیدا ہوگیا جو عہد کرامت مہد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مین تھا چنانچہ بڑی جسارت اور دلیری سے باوجود قلت
جماعت مسلمان بلاد فارس اور شام ومصر مین جا پہونچے و ترویج
دین کے لیے نائرہ حرب وضرب وجدال وقتال کو مشتعل کیا گر باینہمہ
خلفاء عادل نے ایسا بندوبست احسن و انتظام مستحسن کیا کہ گو مسلمان
دار الخلافت مدینہ منورہ سے دور دور ترویج دین مین مصروف تھے
مگر کسی قسم کا فساد اونکے آپسمین نہونے پایا اور اپنا دبدبہ ورعب اونپر
ایسا قائم کردیا کہ بدون اونکے خود شرکت کے اہتمام محاربت ومجاہدہ کا
صرف سرداران اسلام کے انتظام سے نہایت حسن سے انجام پاتا رہا
اور خود اونکو دار الخلافت چھوڑنے کی ضرورت نہوئی اور اسمین کچھہ
شک نہین ہے کہ اگر اونکے پاس سرایر وضمایر پر آگاہ ہونے کا ذریعہ ہوتا

اور نعقل کامل کی اعانت سے اونپر مفسدون کے قلوب کا حال کھل سکتا تو
مسلمانون کا ستارہ اقبال ایسا اوج اثبات پر متمکن ہوتا کہ کبھی
زوال مین نہ آتا لیکن چونکہ یہ ممکن نہ تھا افسوس ہزار افسوس کہ وہ مسلمانونکی
ترقی تنزل سے مبدل ہوگئی یہان تک کہکر مین نے شاہنشاہ فارس سے
عرض کیا کہ اے حضور جو کچھ مین نے عرض کیا نتیجہ اوسکا یہ ہیکہ جبتک
موافقت و اتحاد باعث ترقی مسلمانون کا تھا اگر سبب تنزل وہی یہ ہو
کہ ہرگاہ مسلمانون کو بلاد متفرقہ مین سکونت مستقل کی اجازت ہوئی
اور وے پردیس مین جاکر آباد ہوئے اور رہنے سہنے لگے تو پردیسی
مسلمان اپنے کو فاتح اور غالب سمجھکر اون بلاد کے بسنے والون کو
محکوم اور مغلوب سمجھنے لگے اور علاوہ اس خیال کے بوجہ اپنے مذہب کی
پاکی اور تعصب کی ہر نامسلم کو ذلیل و حقیر و ناپاک سمجھکر سختی و زبردستی
کرنے لگے و جادۂ اطاعت اوامر و نواہی اپنے مذہب سے بہکے جیسے اون
سختیون اور زبردستیون کے مرتکب ہونے لگے اور رفتہ رفتہ یہانتک
نوبت پہنچی کہ حق تعالے کے وعدہ و وعید کی تاثیر [illegible]
مسلمانون کے دلون مین تو باقی رہی ورنہ عموماً یہ حال ہوا کہ وہ ہی
مسلمان جو اوامر و نواہی کو سنتے ہی مان لیتے اور اونکے موافق عمل
کرتے تھے ہر مخالفت شرعی کی تاویلین کرنے لگے اور اپنی اپنی خواہشات
اور شکایات اور مطالب کے موافق معنی لگاکر جبراً یہ اباحت مین لانے لگے
و جس سے نتیجہ کا حاصل ہونا بڑے بڑے جدوجہد پر موقوف تھا اوسکو مسلمان بے

ہونے سے یا عورتون ہی کے ذریعہ یا کسی کسی ادنے ادنے فعل سے
اپنی جاگیر موروثی جانے لگی اور ایسی بے اعتدالیون سے باز رکھنے کیلیے
ہادیان اسلام کے پاس سوا سے وعظ اور نصائح کے کوئی تدبیر نہ تھی
و چونکہ وعدہ و وعید الہی کی تاثیر سزا و جزا قیامت کے روز پر ملتوی تھی
اور سچے مسلمانون ہی کے لیے مخصوص اور صاحبان یقین کے واسطے
مختص تھی پس اوس سے دنیا طلبون اور منافقون کا دبا رہنا ناممکن تھا
و علاوہ ایسے غیر محتاط مسلمانون کے رعایاء غیر مذہب کا وعدہ
و وعید الہی سے جسکو صرف مسلمان ہی تسلیم کرتے تھے مطیع رکھنا
مشکل تھا غرض ایسے اسباب موجب انواع و اقسام کے قباحتونکی ہوے
کاش جس طرح مسلمانون نے ممالک کے فتوحات مین ترقی کی تھی
اوسطرح حکومت کی رعایاے غیر مذہب پر ڈالی تھی انتظام ملک کے
غرض سے قواعد و ضوابط وصول خراج و مقرری عوامل و طریق حکومت
و نظم و نسق ممالکت بنائے جاتے و ملک کی حفاظت و بقاء سیاست کیلیے
ایک فوج معقول مشاہرہ پانے والی ترتیب کی جاتی تاکہ جو مسلمان
احکام شرعی سے متجاوز ہوتے اپنے کیفر کردار کو پہونچائے جاتے
تو بہت کچھ فائدہ ہوتا و رعایا غیر مذہب اور خود مسلمان ہاتھہ پانون
ہلانے نہ پاتے مگر ایسے دستور العمل بنانے پر خلفاء عادل نے رغبت نہ کی
حالانکہ وہ خود و نیز دیگر بزرگان دین جنہون نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی زبان معجز بیان سے حق تعالے کے وعدہ و وعید

شستہ تھے وہ ہر بلاد کی راہ و رسم و طریقہ سے واقف تھے بہت عمدہ قانون
مرتب کر سکتے تھے مگر بظاہر وجہ عدم توجہ کی یہ ہوئی کہ اونہون نی سمجھہ
لیا تھا کہ کوئی تجویز خلاف احکام قرآن مجید و احادیث نبوی وے
نہین کر سکتے اور نہ سر مو متجاوز ہو سکتے اور حقیقت مین اگر وہ ایسا کرتے
تو ناسمجھہ مسلمانون مین سے کوئی اون احکام کو نہ مانتا بلکہ انواع و اقسام
اوہام خود اون کی خلافت مین واقع ہو جاتے مگر دیندار اور سمجھے
مسلمانون کو اون کے خود احکام سے جو وہ قرآن مجید ہی سی نکال کے
جاری کرتے ہرگز عذر نہوتا اسواسطے کہ قرآن مجید مین بحکم اس
آیہ کثیر الفائدہ کے لَا رَطْبٍ وَلَا یَابِسٍ اِلَّا فِی کِتَابٍ مُّبِیْنٍ سب کچھہ
موجود ہے اور نیز باطاعت اس حدیث رسول خدا کے کہ وہ اپنے بعد
قرآن اور اہل بیت کو چھوڑے جاتے ہین جو اون سے تا قیامت
جدا نہونگے اون معنون اور تاویلون آیات قرآن مجید کو صحیح اور درست
اور مثل فرمودہ رسول خدا جانتے ہر کیف ترقی فتوحات کے ساتھہ
جو طریقہ حکومت نہ بدلے گئے تو غیر مذہب والون کے ساتھہ مسلمان
صریح زبردستیان کرنے لگے اور جبکہ اون کو اون کے سردارون و
سرگروہون نے روکا تو اس سبب سے کہ ہر فرد اہل اسلام اپنے کو
خود شریک سرداری و حکومت جانتا تھا ملامت عمال پر کان نہ دیا
بلکہ اپنے عمال اور سرداران سے اوس طرح مسلمان گران خاطر ہوتے
جسطرح ایک باپ کے کئی بیٹون مین سے ایک مال و دولت و حکومت پدری

پدری کا متہم ہوتا ہے اور اپنے دوسرے بھائیون کو بے اعتدالیون سے
روکتا ہے اور وہ مزاحمت بھائیون غیر معتدل کو ناگوار ہوتی ہے چنانچہ
اوسی خیال پست نے آخر عدول حکمی پر مسلمانون کو جرأت دیدی چنانچہ
مسلمانون نے کبھی اپنے سرگروہ کی شکایت خلیفہ کو کہلا بھیجی اور کبھی
سرگروہ نے اونکی بے اعتدالی کی حقیقت لکھ بھیجی اور یہ شکوہ و شکایت
بڑھتے بڑھتے یہان تک بڑہی کہ خلیفہ ثالث کے عہد دولت مین ہر روزہ
عزل و نصب و تبدیلی عوامل کی ہونے لگی اور جب یہ حال دوسرے مذہب
والی رعایا نے دیکھا تو اونکے خیال مین بھی یہی سمایا کہ مسلمان صرف
اپنی حکومت بڑہاتے ہین اور دینداری کے حیلہ و پردہ مین دوسرے
مذہب والون کو ستاتے ہین اور اس خیال کی تصدیق اون عوامل کے
سلوکات سے جو ایک کے بعد دوسرے اونپر حکومت کرنے کو آتے تھے
ہوتی رہی و بدگمانی کے رفع ہونے کی صورت اس سبب سے کہ عاملون مین
کم اون فضائل سے جو خاصان خدا اور ہادیان ملت کو چاہیئے متصف ہون
نظر آتے اور ایسے لوگ اونہون نے بہت کم پائے جنکو تعلیم و تلقین مین
مہارت کلی تھی و سواے غیر مذہب والون کے اونکے خیالات کے وہ عوامل
جنکی جو ہر روز موقوف ہوا کرتے تھے کوتاہ اندیش ہوگئے اور شبہ کرلیا
کہ خلیفہ صرف اپنے دوستون اور رفیقون کی پرورش کرتا ہے و صلاح
و فلاح مسلمانون پر توجہ نہین رکھتا اور اپنے خیال کے ساتھ بہت سے
مسلمانون کو بھی متفق کرکے سوچا کہ ہرگاہ خلیفہ کو اونکی موقوفی کا اختیار ہے

تو سب مسلمانون کو خلیفہ کی خلافت توڑنے کا بھی اختیار ہے غرض
اس مغالطہ مین ایسے پڑے کہ اونھون نے معزولی اور منصوبی خلیفہ
کی باختیار خود جانی اور بالا علان بغاوت اختیار کی اور صرف خلافت ہی
اوٹھانے پر اکتفا نکر کے خلیفہ کو بڑے ظلم و بے رحمی سے قتل کر ڈالا
اور بعد اس انقلاب عظیم کے حضرت علی ابن ابی طالب کو بوجہ
لیاقت ظاہری و باطنی اور کمال زہد و ورع اور ماہر علوم مخفی و جلی
اور صاحب شجاعت و قوت اور سخاوت و مروت قرابت دار قریبہ
جناب رسالت مآب کے خلیفہ بنایا مگر وہ اختلاف جو واقع ہو چکا تھا
رفع نہوا دوستان خلیفہ سوم نے خلیفہ چہارم سے صریح عداوت
ظاہر کی اور زوجہ پیغمبر خدا کو اغوا کر کے طرف مقابل خلیفہ چہارم کا
ٹھہرایا اور اونکے پردے مین بہتر لڑائی مسلمان ہی خلیفہ چہارم سے
لڑے اور معاویہ نے اپنے کو ذی اختیار امیر شام ظاہر کیا اور ظاہر
ظہور دلون مین بنیادین عداوت کی پڑ گئین اور خود آپس مین منافقت کی
عوامل کے دلون مین ایسی جم گئین کہ خلیفہ چہارم کو اونھین کے
استیصال سے مہلت نکلنے پائی یہان تک کہ اونکو بھی زندہ نہ رہنے دیا
پھر تو دبدبہ و رواج اسلام کی ملک گیری اور بادشاہت ہونے لگی
مسلمانون مین حسد و نفاق یہان تک بڑھا کہ اورون کی اعانت تو
درکنار بنی امیہ اور بنی عباس نے بنی فاطمہ کو جو ذریت رسول خدا تھے
قتل کر ڈالا اور قتل کرنے پر بھی اکتفا نکر کے انواع و اقسام کے ظلم

وجہ تھی کی و باوصف انحراف شریعت کے پھر بھی اکثرون سے
چاہا کہ وے خلیفہ برحق کہلاوین اور شوق سے کہلایا کیے مگر کسی نے
اونکی صداقت کا یقین نہین کیا اور اونہین کے رضا جو اور خوشامدیون نے
کلام اللہ اور حدیثون کے معنے اونکے مطلب کے موافق بنائے اور جہان
خاطر خواہ معنے نہ لگا سکے وہان جھوٹی حدیثین بنا لائے اونکے مقابلہ کو
اور عالم کھڑے ہوئے اور احکام عبادات و معاملات دونون مین
مناظرہ و مکابرہ قائم ہوا بہشت کے پہونچنے کی راہین ہزارون نکلین
آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مذہب مسلمانون کا بہت سے فرقون مین علیحدہ
علیحدہ صورتون سے بٹ گیا اور ایک فرقہ دوسرے کو سر بسر غلط جاننے لگا
پس ہر جگہ مسلمانون کی آپس ہی مین کدورت و رنجش ہوئی و لڑائی جھگڑے
ہونے لگے تو ترقیون کے دروازے بند ہوگئے اور جو کچھ پہلے لوگون نے
اپنے اتفاق و یکجہتی سے حاصل کیا تھا نفاق و منافرت سے کھو بیٹھے
جب مین نے اس قدر بیان کیا تو بے ساختہ میری آنکھون سے
مسلمانون کی حالات حال پر آنسو نکل آئے اور بادشاہ کو مزاج مین
بھی تغیر پیدا ہوا تو مین خاموش ہو رہی ۔

بادشاہ نے تھوڑی دیر تک سکوت فرما کر خالو سے کہا کہ مین نے
آجتک کسی عورت کو نہ دیکھا نہ سنا کہ ایسی لائق ہو جیسی یہ لڑکیان ہین
خالو نے کہا کہ حقیقت مین حضور کا ارشاد بجا ہے مگر عورتین بیچاری
کیا کرین نہ تو وہ تعلیم کی جاتی ہین اور نہ تربیت پاتی ہین اگر کوئی پڑھانے والی

عورت ملی اور اوسنے طوطا مینا کی طرح چھوکریون کو اپنا پڑھا پڑھایا رٹا دیا
تو اوس سے کچھ نتیجہ پیدا نہین ہوتا جب تک کہ حسن ترکیب سے
خیالات سنجیدہ بھی پیدا نکر دیے جاوین عورتین ہون یا مرد محض
تعلیم سے شایستہ و مہذب نہین ہوسکتی اور یہ ظاہر ہے کہ عورتون مین
ایسی لائق عورت کہ جسکے شاگردون کو حضور نے مورد تحسین فرمایا
ارزان پیدا ہے جو دلسوزی کرے اور تعلیم و تربیت مین سعی کرے
بادشاہ نے فرمایا حقیقت مین وہ بی بی لائق ہزارون تعریف کی ہے
اور جہان تک اوسکی قدر و منزلت کی جاوے کم ہے مین نہایت
خوشی سے پانچہزار روپیہ نقد انعام اور ایک خلعت واسطے تحریر اوس
رپورٹ کے جو ملکہ کے جانب سے مجھے اوس بی بی نے لکھا تھا تجویز کرچکا تھا
اب بعوض ایسی تعلیم و تربیت کے جو ان لڑکیون کو اوسنے کی ہے
ایک دوسرا خلعت و دس ہزار روپیہ انعام دونگا بہتر ہے کہ تم میری
طرف سے انعام و خلعت بطور مقبول اوس وحیدۂ دوران کو پہونچاؤ
اور یہ درخواست کرو کہ اگر شاہزادیون کی تعلیم محل مین رہکر وہ فرماوین
تو مین نہایت خوشی سے اونکو مامور کرتا مگر افسوس ہے کہ انکو یہ
منظور نہین ہے اسواسطے مین لاچار ہون اور پھر ملکہ سے ارشاد کیا کہ ایسی
لائق خاتون کی قدر و منزلت ملحوظ رکھنا تم پر فرض ہے اور یہ تمہارا
ذمہ ہے کہ نجیبہ بیگم اور عزیزہ بیگم کو جسطرح مناسب ہے پیار کرو اور
ہزار ہزار روپیہ حمیدہ و سعیدہ کو اونکو اگر عنایت کیے اور فرمایا کہ

تم اپنے لائق معلم سے مشورہ لیکر جسطرح وہ تمکو بتا دین اس روپیہ کو
خرچ کرو مین نے جہان پناہ کی اس فیاضی اور قدردانی کا بڑے
ادب سے شکرادا کیا یقین ہے کہ خاوند کل عطیہ سلطانی تمہارے پاس بھیجینگے
محبوبہ بیگم سے یہ سنکر مین نہایت خوش ہوئی اور بادشاہ کی
قدر افزائی کا بہت کچھ شکر کیا دوسرے روز بابر مرزا نے کہ خدا اون کو
سلامت بکرامت رکھے ایک خلعت و دو ہزار روپیہ اپنے پاس سے
اضافہ کرکے سترہ ہزار روپیہ نقد مجھے مرحمت کیے تھے تم غور کرو کہ مین نے
تعلیم و تربیت مین لڑکیون کے جو محنت کی تھی وہ تو مجھے لازم ہی تھی اور
اوس کے واسطے تو مین نوکر ہی تھی اور تنخواہ پاتی تھی اور جو رقعہ مین نے
ملکہ کی طرف سے لکھدیا تھا وہ بھی کوئی ایسا بڑا کام نہ تھا کہ اس قابل
ہوتی کہ بادشاہ مجھے اس قدر انعام دیکر مالا مال کرتا لیکن واقعی یہ ہے
کہ وہ فیاض اور جواد ہے ہزارون دعا میرے دل سے بادشاہ کے
سلامتی کی نکلتی ہین بعد حصول اوس انعام و خلعت کے مین ملکہ کے
حضور مین گئی اور شکریہ بجالائی ملکہ نے بھی حد سے زیادہ مجھپر مہربانی
فرمائی اور اکثر مین ملکہ کے حضور مین اوسکے بعد بھی حاضر ہوا کی حمیدہ
وسعیدہ کے واسطے مین نے اونکے انعام کے روپیہ سے دو دو سو لیکر اور
پچاس پچاس روپیہ اپنے دیکر اڑہائی سو روپیہ کا ایک ایک جوڑہ
تیار کرایا اور آٹھ آٹھ سو روپیہ امانت رکھے تا کہ اوس سے اونکی شادی کیوقت
لباس و زیور بنوایا جاوے اور اونکی ماں کو سمجھایا کہ اوس روپیہ کو ضایع

ویسا یاد کرے چنانچہ وہ دونوں لڑکیاں بھی بہت خوش ہوئیں اور اونکی
ماں کو جو مسرت دلی ہوئی ہوگی اوسکو تم خود سمجھ لو کہ اوسنے فرزندی
لڑکیوں کو جو عزت حاصل ہو تو وہ کہانتک مسرور نہ ہونگی

باب دوازدہم

حقیقت میں جب خدا مہربان ہوتا ہے تو ہر طرح سے سامان آسایش
و اطمینان کے غیب سے پیدا ہوتے ہیں یا تو وہ میرا زمانہ تھا کہ
بیٹا پالنے کی فکر سے زندہ درگور تھی یا خدا نے یہ کچھ کر دیا مگر اپنے شوہر کی
مفقود الخبری کے رنج سے جہان کا گنج بھی میرے میزان خاطر میں
پاسنگ پر بھی نہیں چڑھتا تھا سو اوس مسبب الاسباب نے وہ بھی
رفع کیا میرے اوس انعام پانے کو پورے چھ مہینے نہ گذرے تھے
کہ میرا شوہر بھی مع الخیر و سلامت مصر سے پلٹا اور شہر میں آکر
پہلے اوس باغ میں جہاں میں رہتی تھی گیا لیکن وہاں دوسرے کا
قبضہ دیکھ کر سخت متحیر ہوا تو آغا نصیر کے پاس گھبرا کے گیا اور حال
پوچھا تو سراسیمہ ہو کر اونہوں نے خدا جانے کیا کیا حیلے بہانے کیے مگر
میرا پتا نہ بتایا اوبی حلیمہ سے بھی آغا نصیر کے گھر والیوں نے میرے
شوہر کے آنے کا تذکرہ کیا لیکن خدا ساز میرا شوہر خود بی حلیمہ کے
یہاں جا نکلا تو اونہوں نے میری ساری داستان مصیبت بیان کر کے
پھر میری فارغ البالی پر خوش کیا اور بیچاری اپنے ساتھ لیکر

میرے گھر آئین مین تبسے اوسوقت کی خوشی بیان نہین کرسکتی جبکہ
بی حلیمہ نے آکر مجھسے اتنا ہی نہین کہا کہ میرا شوہر زندہ ہے بلکہ یہ بھی کہا
کہ مع الخیر وہ سفر سے پلٹ آیا اور دروازہ پر کھڑا ہے اگر کوئی پہنچنے والی ہو
تو مین بلا لاؤن مین اپنے شوہر کی صورت دیکھتے ہی اون سارے مصیبتونکو
جو چند روز کے لیے مجھپر نازل ہوئین تھین بھول گئی اور ہرگز مین نے
پسند نہ کیا کہ میرا شوہر آتما نفیر سے کچھ بدلا لیوے اور اپنے شوہر کے
غصہ کو یہ کہکر سمجھایا کہ جہان اونہون نے میرے تیارداری و معالجہ مین سعی
کر کے سلوک فرمائے تھے اور تھوڑا بہت اپنا خرچ کیا تھا اگر تمہین مردہ اور
اپنے کو تمہارا وارث سمجھ کے گھر بار بیچ لیا تو سمجھو کہ اونہون نے
اپنے خرچ کا معاوضہ ہی لیا ہے اور یہ بھی غنیمت ہے کہ تمپر اونکا
بار احسان نہین ہے جانے دو اور در گذر کرو خدا اونکو اور دیگا اور یہ سوچکر
کہ جیسی مصیبت تم پر آنے کو تھی ویسے ہی مجھپر بھی مقدر ہوئی تھی چپکی ہو
اور مین تو خوش ہون کہ دور رہکر بھی مین گویا تمہاری مصیبت مین شریک
ہوئی پھر اپنا سارا حال ابتدا سے انتہا تک سنایا اور پوچھا کہ اب تم
کہو کہ مین کیا کرون زینت آرا بیگم سے جو عہد کر چکی ہون اوسی کو نکر توڑدون
میرے شوہر نے کہا کہ ہرگز بد عہدی مت کرو آدمی کو چاہیے
کہ جو کچھ زبان سے کہے اوسے پورا کرے یہ سنکر مطمئن ہوئی اور سترہ ہزار
جو انعام کے مجھے بیگمات سے ملے تھے وہ تو میرے پاس تھے ہی اوسکی علاوہ
جو مین نے محبوبہ بیگم کے بدولت پائے تھے اور اپنے مصارف سے

بچاتی تھی چھ ہزار روپیہ اور جمع کئے چنانچہ تینتیس ہزار روپیہ میں نے
اپنے شوہر کو دیے اور اونسے پھر اپنی دکان جاری کی اور خدا کے
فضل سے نفع روز بروز ہوتا گیا اور اونے سوداگروں میں نہیں بلکہ
متوسطین تاجروں میں شمار ہوا اور میرے بھی لڑکا پیدا ہوا اور بعد
اوسکے کسی قسم کا رنج سوا تمہاری مفارقت مجھے پیش نہیں آیا عزیزہ بیگم
کی لیاقت کو اگر تم دیکھو گے تو یقیناً خوش ہو گے اور سعید مرزا تو ماشاء اللہ
بڑا ہونہار لڑکا ہے دونوں مجھسے اسقدر مانوس ہیں کہ اپنی ماں سے
زیادہ مجھے جانتے ہیں اور ہزار ہزار شکر ہے کہ میرے ذمہ باوجود ایسے
بڑے کاروبار کے جو میرے سپرد ہے کسی طور سے کوئی نقصان ثابت
نہیں ہوا اور کسی قسم کی بددیانتی وخیانت کا الزام مجھے نہیں لگا بلکہ
میں نے مصارف مقررہ میں کفایت کر کے قریب دس ہزار روپیہ کے
بچا بچا کر جمع کیے اور اونکو اپنی سرکار کے بزاز کو اس شرط پر دے رکھے
ہیں کہ اوس روپیہ سے جو نفع ہو نصف اپنی حق السعی میں وہ لیوے
اور نصف ہماری سرکار کو دیوے اور جو نقصان پڑے تو وہ اوسکا ذمہ دار
وہ ہی رہے اور نوشتہ بھی عزیزہ بیگم کے نام سے لکھا لیا ہے مگر بایں ہمہ
آج تک اسکا تذکرہ اسلیے نہیں کیا کہ شاید وہ مصارف روزمرہ میں
بچت دیکھکر تخفیف کر دیں چونکہ عزیزہ بیگم کی شادی عنقریب درپیش ہے
آج صبح کو میں بضرورت خرید کرنے سامان شادی عزیزہ بیگم کے
بازار گئی تھی جب پلٹ کے آئی تو میں نے تمکو گھوڑے پر سوار آتے ہوئے

دیکھکر پہچانا اور قریب تھا کہ میں دیوانون کی طرح تمکو پکارون مگر پھر
مین نے خیال کیا کہ شاید دھوکا ہوا ہوا سواسطے ضبط کیا اور اس
اندیشہ سے کہ اکثر بہت دنون کے بچھڑے ہوئے عزیزونکے ملنے مین
فریب اور دغا ہوا ہے اور ہر کسیکی نیت کا معلوم ہونا دشوار ہے خواہ
آدمی بپیرایۂ رند مین ہو یا لباس تقوی مین مگر خبث نفس معلوم نہین ہوتا
اسواسطے گو تم امیر الامرا مشہور تھے مگر میری جرأت نہو سکی کہ بلاواسطہ
اپنے شوہر کے تمہارا حال دریافت کرون چنانچہ شوہر کو بلایا اور اپنا
مطلب اونسے ظاہر کر کے مین نے درخواست کی کہ بلا اظہار میرے
حال کے تمہاری حقیقت دریافت کرین یہ بات چیت ہوتے ہی تھی کہ
کہ سعید مرزا حسن آرا کا بیٹا مدرسہ سے آیا اور امیر الامرا کو اجنبی
وغیرہ دیکھکر حسن آرا سے مستفسر حال ہوئے حسن آرا نے کہا کہ یہہ
تمہارے ماموں ہین غرض وہ دونون لڑکے امیر الامرا کی قدمبوس ہوئے
بھانجے کو امیر الامرا نے کلیجے سے لگایا اور دونون کی لیاقت سے بہت
خوش ہوا بعد اوسکے ظہیر شوہر حسن آرا کی مدح وثنا مین تر زبان ہوا
اور جو امور کہ بنظر خود نمائی حسن آرا نے نہین کہے تھے ایک ایک کو
مفصل بیان کیا اور اپنی سرگذشت وخرابی جو بعد روانگی اصفہان
واقع ہوئی تھی مشرح بیان کر کے کہا کہ جب مین پلٹ کی آیا اور حسن آرا کو
دیکھا کہ بابر مرزا کی سرکار مین بڑا رتبہ پایا ہے تو ضرور مجھے کسیقدر رشک
ہوا تھا کہ معلمہ یا اتالیقہ کو کسی غیر کے نگاہ مین اس قسم کا اعتبار و اعتماد ہونا

کہ اپنا گھر بار سپرد کر دیوے کسی وجہ مخفی سے خالی نہین ہی مگر جو تحقیق کی
اور ہر طرح سے جستجو اور تفتیش کرکے دیکھا تو اپنے خیال کو محض باطل پایا
اور مین قسمیہ کہتا ہون اور دل و جان سے تصدیق کرتا ہون کہ عقل و دانش
فہم و فراست عفت و عصمت مین حسن آرا فرد ہے اور اوصاف پر تو تم
خود واقف ہو محسن نے ظہیر ابن الحسن سے جو اپنی بہن کی ثنا و صفت
سنی تو نہایت خوش ہوا اور پھر بابر مرزا سے جو شاہنشاہ فارس کا سالا تھا
ملاقات کی اوسنے دفتر امانت و دیانت و خوش سلیقگی حسن آرا کی
تعریف کی اور کہا کہ تم تو سگے بھائی حسن آرا کے ہو مگر یقین کرو کہ باوجود
اسکے کہ مین اوسکو ہرگز عالی رتبہ نہ جانتا تھا اور ہرگز مطلع نہ تھا کہ وہ کسکی بیٹی اور کسکی
جورو ہے اور کہان کی رہنے والی ہے مگر محض اوسکی لیاقت و قابلیت
و عفت و عصمت سے مین اپنی حقیقی بہن سے زیادہ سمجھتا رہا محسن نے
انتہا درجہ کو قدر دانی حسن آرا کی شکر گذاری کرکے چاہا کہ بابر مرزا
بار امانت و ولایت سے حسن آرا کو سبکدوش کرے لیکن بابر مرزا نے
نہایت عجز سے اپنی مجبوری بوجہ پابندی معاہدہ کے جو اپنی بی بی
زینت آرا بیگم سے کر چکا تھا بیان کرکے کہا کہ چند ہی روز مین عزیزہ بیگم
کی شادی ہوا چاہتی ہے اور چار و ناچار وہ حسن آرا سے جدا ہوگی
اوسکے بعد مجھے کچھ عذر نہ ہوگا تم اپنی بہن کو چاہنا اپنے ساتھ رکھنا
مین سپہر آرا کو بھی ساتھ بھیجدونگا اسواسطے کہ تم مجھسے بہتر
اوسکی تعلیم کروگے محسن نے مایوس ہوکر ایک مہینا اصفہان مین

اور قیام کیا بعد اوسکے رخصت ہوکر بغداد کو روانہ ہوا و مع الخیر
بغداد میں پہونچکر خدمت خلیفہ میں حاضر ہوا و جوابات شاہنشاہ فارس
جو خاطر خواہ حاصل کرلایا تھا عرض کیے اور وجہ تاخیر اور قیام زائد
اصفہان میں اپنی بہن کا غیر مترقب ملنا بیان کیا خلیفہ اون بھائی
بہنوں کے ملنے کا حال سنکر نہایت محظوظ ہوا اور روز بروز رتبہ امیر الامرا کا
بڑہتا گیا اوسی عرصہ میں محمود بھی بارپوردہ سے صرف ملاقات امیر الامرا
و مسعود کے بغداد آیا اور اپنی ساری کیفیت روز رخصت سے مفصل
و مشرح بیان کر کے امیر الامرا کو شاد و آباد کیا غرض بقیہ زندگی
امیر الامرا و بہرام و حسن آرا و ظہیر ابن الحسن و محمود و مسعود کی
نہایت عیش و آرام سے گذری

خاتمہ

دیکھو مقام غور ہے کہ نسیم فضل و کمال کیا کیا گل کھلاتی ہے اور شاخ
تحصیل علوم کیسے کیسے ثمر شیرین لاتی ہے اور ماں باپ کی محبت
بیمحل و خاطر داری لاطائل کیسے چاہ ادبار میں ڈبوتی ہے اور کس
کس خار زار مصیبت میں پھنساتی ہے وہ بہرام ماں باپ کی دل کا چین و
حیات کا آرام جسنے کس چاہ و پیار سے ٹہنڈا میں پرورش پائی
اور جسکی بزم عشرت میں ٹولی فلک رقص کناں آئی والدین کی
دلداری بے سود سے کیسا دشت لاعلمی میں خراب ہوا اور اوسکا باپ بھی انجام کو
اپنی غلطی پر خبر دار اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر اوسکی زہر جہالت سے

ختم شد

ہواوکو اپنی کمال سفاہت سے باپ کا مرنا اوس ناشدنی کی غنیمت جانا اور اندوختۂ پدری پر دست تصرف قابض ہوا مگر آخر بے کمالی نے وہ گل کھلایا کہ چند ہی روز مین وہ یار و آشنا جو مثل زاغ و زغن مردار خور سے کے جمع ہو گئے تھے اوسکو کھا گئے اور ساری دولت جاتی رہی دوستون نے کنارہ کیا اور بجز جہل و نادانی کے کسی اوسنے اوسکا ساتھ نہ دیا حقیقت مین ع عیب ست ہر چہ ہست بغیر از ہنروری بہرام کو بے ہنری کی ٹکر سے آسمان کیسا چکر مین لایا اور بادرد ہر جفائی وہ مزہ چکھایا کہ چھٹی کا دودہ یاد آیا کس کس دشت پر خار مین روتا پھرا اور کس کس بلا و مصیبت مین گھرا گردش فلکی نے سب جاہ و حشم مٹایا بڑا بول آگے آیا اور جسکو اوسنے تا چیز جانا تھا اوسکا دست نگر ٹھہرایا اور اوس محسن آوارۂ وطن کی کہ جسپر سوای آفتاب بیابان گردی اور دربدری کے کبھی مہر محبت پدری نہ چمکا تھا اور جسکا بجز ذات خدا کے کوئی شفیق و آشنا نہ تھا باوصف حیرانی و پریشانی صرف بان کی نگہبانی اور نگرانی سے اکتساب علم و فن مین وہ سرگردانی کی کہ آخر کو طالع خوابیدہ اوسکا بیدار اور بخت ناموافق سازگار ہوا اور کوکب تقدیر اس درجہ عروج پر آیا کہ خداوند کریم نے مسند آرای امارت فرمایا جب اوسنے یہ مرتبہ پایا تو پیر فلک بھی کمر بستہ استعانت کرنے کو آیا فلک کجرفتار نے اوسکی بارگاہ مین سر اطاعت جھکایا باغبان قضا و قدر نے اقبال کا گلدستہ بنایا بہرام فلک شوکت و حشمت نے کچھ

لایا الغرض سامان عیش و نشاط مہیا ہوا اور وہ غم کی مبتلا حسن آرا
جسنے نہ کبھی باپ کے لطف و عطا کا مزہ چکھا نہ زر و مال پدری سے
چین اوٹھایا بلکہ گردش فلکی کے جفا سے کبھی محتاجی اور مفلسی
کی ردا اوڑہی کبھی ماں کی صبح عشرت اور شام تخت پر ردی جہانگیکے
غم مفارقت سے یکدم آسایش نپائی اوسپر یہ طرفہ ملال ہوا کہ اوسی
پریشانی مین ماں کا بھی انتقال ہوا تب تو شیشہ صبر و قرار چور ہوا
زخم دل مین ناسور ہوا اور وہ دیوار سے سر ٹکراتی تھی جو دلاسا دیتا تھا
اور حال پوچھتا تھا ضبط کر کے اوس سے کہتی تھی کہ مین وہ
شوریدہ دل ہون گر مرا آنسو ٹپک نکلے یہان تک شور ہو دریا
کہ ماہی چرخ تک نکلے سوا اسکے کیا کہون کہ مبتلای رنج و الم ہون
میری بے قراری سے سیماب کا دل پارہ پارہ ہے آتش دوزخ
میرے سینۂ سوزان کا ادنی شرارہ ہے آخر اوسکے شجر فضل و کمال
و شاخ علم و ہنر بے زوال نے وہ ثمرہ عیش و آرام دیا کہ دین و
دنیا مین بلند نام کیا شوہر ہمیشہ اپنے سے اچھا سمجھا کیا اقران و
امثال مین رتبہ بڑھتا رہا باوجود عفت و عصمت اوسقدر مال و دولت
حاصل کیا کہ جس سے ہمت عاقلان جہان کی مقصر و معذور ہے
پس حسن آرا کا علم و کمال شاہد مقال ہے کہ جو ذہن و ذکا آفرینندہ
لیل و نہار نے اپنے بندگان ذکور کو بخشا ہے اوسی زیور سے عورتونکو
بھی مخلع و محلی کیا ہے اور افعال اوستودہ خصال کی باعث یقین ہے

کہ جو امور مردون سے بر روے کار آتے ہین وہ عورتون سے بھی
بعد تعلیم و تربیت کے بوجہ احسن ظہور پاتے ہین یہ خیال کہ بوجہ
علم و فضل عورتونکی عفت و عصمت مین بٹہ لگتا ہے محض خیال خام ہے
اور بعض زبون خصال عورتون کے حال سے استدلال لانا بیکار ہے
کسواسطے کہ بہت سے مردان لائق و ہوشیار کی بھی زبونی افعال جہالت
علم و فضل پر دال ہو سکتی ہے اور یہ بات کچھہ عورتون پر مخصوص
نہین ہے صریح ظاہر ہے کہ بسبب اسی علم و کمال کے حبل المتین عفت
و عصمت حسن آرا کی ہاتھہ سے کسیطرح نہین چھوٹی اور اوسیکی خیرات
و برکات سے افتخار النسا کہلائی خیر یہ تو سب کچھ ہوا اب اے ارباب
دانش و اے اصحاب بینش تم میری اس گذارش کو بگوش ہوش سنو
اور دل و جان سے تسلیم کرو کہ نتیجہ میری اس تحریر و التماس کا یہ ہے
کہ مان باپ کی غفلت تربیت اولاد کی حق مین بہت بری ہے اور
وہ محبت و ناز برداری کہ جس سے تعلیم و تربیت مین نقصان ہوگا وہ
اطفال کے لیے کند چھری ہے فی الحقیقت ان نادانون کی الفت
کسب علوم کے واسطے سم ہوتی ہے آخر کو تمام خاندان کی عزت
و آبرو کا ہدم ہوتی ہے اس نظیر دلپذیر کو بھی غور سے سمجھو کہ مہر پدری نے
کیسا بہرام کو شکار بے ہنری بنایا اور کیسی کیسی مصیبتون کے پھندے مین
پھنسایا اور بے مہری سے محسن و حسن آرا کو کیسا اثر دیا کہ یوسف کیطرح
بعد صدمۂ قلیل خلائق کے نظر مین عزیز کیا ایسی تمہاری یہ ظاہر کی محبت

اور اوسنے چھٹی چلے کی تقریبون مین روپیہ پیسہ کھونا دونی ہے
اور اولاد کی تہذیب وتادیب مین غفلت وخست کرنا مورث پشیمانی
افسوس اس ملک کے آدمیون کی کیسی اولٹی راہ ہے کہ جو شئے
باعث تہذیب النفس ہے اوسی سے اکراہ ہے اصلا اولاد کی تباہی
پر نظر نہین ایسے اونکے نشہ الفت مین سرمست ہین کہ کچھ اونکی انجام کی
خبر نہین حیرت کی بات ہے کہ شاخ علوم ہندسہ وغیرہ سے
گلستان ہند مین تو گل کھلا اور غیر ولایتون مین اوسکا ثمر لگا وہ
لوگ علم وہنر کے سبب سے فاضل کہلاتے ہین اور یہانکے لوگون کو
جاہل بتلاتے ہین دیکھو اہل انگلش کس طرح اپنی اولاد کو پرورش
کرتے ہین نہ چشم بد کی پروا کرتے ہین نہ آسیب وسایہ پر جو
ہندوستانیون کے سر دن مین سودے کیطرح جاگیر ہین
دہیان کرتے ہین ہوا ے تازہ سے قوی کو مدد پہنچاتے ہین مستی کا
بچپنے سے عادت ڈالتے ہین تاکہ جس جسطرح اونکے ہاتھ پانون واعضا
ظاہری بڑہتے ہین اور مضبوط ہوتے ہین اوسیطرح قواے باطنی
بھی زور پکڑتے جاتے ہین اور پھر صغیر سنی اور خورد سالی پر
اونکے نظر نکرکے بمراد تہذیب وتعلیم کے کیسے سفر دور دراز پر راہی
کرتے ہین اور بڑے بڑے مدرسون مین جہان اوستاد کامل
دیکھتے ہین بھجواتے ہین اور اس باب مین کسی قدر روپیہ خرچ ہو
خیال مین نہین لاتے دیکھیے سرکار دولتمدار انگلشیہ نے گھر بیٹھے بیٹھے

کیسی سبیل تحصیل علم نکالی ہے وہ جگہ جہ اکتساب فنون کی بنیاد ڈالی ہے
کہ بدون صرف کثیر اوسکے توجہ والدین مین دولت ابدی و مایہ سرمدی
ہاتھ آتی ہے واسے برحال اون لوگون کے کہ آپ کبھی چشم غفلت کو
نہ کھولین اور سر رشتۂ لاپروائی نہ چھوڑین اور کسب علوم سے منھ
موڑین و سرمایہ [illegible] عقلی کی راہ سے صرف بیجا مین لائین اور
اور اولاد کو بے علم و ادب چھوڑ دین ابتدا تو پیار و چو چلے مین
آپ لگائین اور انجام کو تقدیر پر الزام لگا دین خدا اس گوہر پند کو
آویزۂ گوش اہل ہوش فرماوے تا ال اندیشی و تربیت اولاد پر
اونکے ورثا کو راہ پر لاوے اولاد کو بد نصیبی بہرام سے بچا کے
اور زن و مرد کو حسن و حسن آرا کی تہذیب نصیب فرما آمین ثم آمین

تمت تمام الکلام بحمد اللہ رب العالمین

غلطنامہ فسانہ معقول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۳	دو مہینہ	دو مہینے	۶۵	۱۲	ٹھٹو	ٹٹو
۹	۹	موئی مشکل	مولا مشکل	۶۱	۲	آناہی کنپٹی	اندھی کوٹھریاں
۱۲	۱۸	ایک لوتی	اکوتی	۶۳	۹	سمارے توہمات	سارے توہمات
۱۴	۱۹	کی بات	کی باپ	۶۴	۳	زرائد نہین	زائد نہین
۱۵	۸	غرض معروض	عرض معروض	۶۹	۱۵	ٹاٹن ٹاٹ	ٹاٹن ٹاٹ
۱۸	۱۳	خود غرضیون	خود غرضون	۸۱	۱۶	بارپورہ	بارپورہ
۲۲	؍؍	تمیرہ	طیرہ	۸۵	۱۸	اوسپہر	اوسی پہر
۲۳	۳	سنکین	نمکین	۸۶	۵	بارپورہ	بارپورہ
۳۳	۱۲	پہلا ہوا	پھیلا ہوا	؍؍	؍؍	لکتا	اکتا
۳۶	۳	تبصرہ	بصرہ	۸۸	۱۲	ملتی تہو	ملتی تھی
۴۰	۱	بنت ولجاجت	منت ولجاجت	۸۸	۱۸	مروٹے	مرمٹی
۴۴	۴	تادی	تادی	۹۴	۵	بیٹون	بینیون
۴۸	۸	مل گئے	ہل گئے	۹۶	۱	وہ بہی	وہ ہی
۵۲	۱۰	منظور نکر سکتا	منظور کر سکتا	۱۰۳	۱۳	بارپورہ	بارپورہ
۵۶	۲۰	پرنبول	پرہول	۱۰۶	۱۹	ہوش	جوش
۶۳	۲۶	کوکہار ٹونیسی	کولہار نویسی	۱۲۱	۵	۱۴۰	۱۵۸

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۰	۹	پہونسنے کا	موتی کا	۱۷۹	۴	تواریخ قدیم	و دریائی فکرین
۱۳۱	۳	کیہران وم ونضر	کنیزان روم ومصر			سنی ظاہر ہے	ڈوب گیا۔
۱۴۰	۱۲	جلدی	چلدیے	۲۰۸	۳	کے نین	کے ہیں
۱۵۰	۱۲	پہونچاکیا	پہونچالیا	۲۰۹	۲	ابھی ہے	رہتی ہے
۱۵۵	۲	تمہاری ورچ	تمہاری حدوجہ	۲۱۲	۱۶	حمیدہ فی	سعیدہ فی
۱۶۰	۱۳	اپنے راز	اس راز	۲۳۲	۲ و ۳	مزدوری	مزدوری کی
رر	۱۵	تو	سو			لڑکیون۔	لڑکیون۔
۱۶۳	رر	بیہودگی جیسی	بیہودگی بال ڈالا جیسے۔	۲۳۳	۱۴	توتو	تو
۱۶۱	۱۵	بہ آشفتہ	بہ آشفتہ	۲۴۲	۳	آپ ہی	اب بھی